188816

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_188816

UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۲۱۵۹ ر Accession No. ۲۶۶۷

Author [illegible] سقراط

Title حالات [illegible] سقراط

This book should be returned on or before the date last marked below.

فہرست مضامین

نمبر	نام	صفحہ
۱	تمہید	
۲	سقراط کے زندگی کے مختصر حالات۔	۱
۳	سقراط کے خیالات کی ابتدائی حالت	۲۸
۴	برے عادات سے محفوظ رہنا۔	۳۰
۵	سقراط کی بسراوقات کا طریقہ۔	۳۳
۶	رعونت اور جھوٹی مشیخت	۴۰
۷	طریقہ تعلیم فرمانروایان۔	۴۳
۸	نیک خصلتی اور غفلت۔	۵۳
۹	والدین کی عزت۔	۶۰
۱۰	دو بھائیون کا اتحاد۔	۶۷
۱۱	دوستانہ۔	۷۵
۱۲	دوست کی قابلیت اور اوسکی قیمت۔	۷۸
۱۳	دوستون کا انتخاب۔	۸۰
۱۴	افلاس سے کسطرح نجات حاصل ہوگی	۹۶
۱۵	لوگون کے الزامات کو کس طرح رفع کرسکتے ہین۔	۱۰۵
۱۶	دوستی کی عظمت۔	۱۰۸
۱۷	بہتر فرمانروا کے اوصاف۔	۱۱۰
۱۸	اوصاف سپہ سالار۔	۱۱۲
۱۹	رسالہ کے افسر کے فرائض	۱۱۷
۲۰	جو شخص کہ ذاتی معاملات مین مستعد رہتا ہے وہی اچھا سپہ سالار فوج ہوسکتا ہے۔	۱۲۳
۲۱	کامیابی کے لئے فوج کو کن امور کی تعلیم دینا چاہیے۔	۱۲۸
۲۲	فرمانروائی کی اہمیت۔	۱۳۷

نمبر باب	نام	صفحہ	نمبر باب	نام	صفحہ
۲۳	سلطنت کی خواہش۔	۱۴۵	۳۰	کمال نظارہ۔	۱۸۹
۲۴	ورزش۔	۱۴۹	۳۱	عادات کے متعلق سقراط کی رائے۔	۱۹۶
۲۵	سقراط کے چند سوال وجواب۔	۱۵۲	۳۲	تعلیم کے متعلق سقراط کا خیال	۲۰۱
۲۶	سقراط کا انصاف کے متعلق خیال	۱۵۸	۳۳	سقراط کے چند اقوال۔	۲۰۴
۲۷	حسن اور خوبی مین فرق۔	۱۶۹	۳۴	تعلیم کی ضرورت۔	۲۰۸
۲۸	خدا کے ہستی کی بحث۔	۱۷۳	۳۵	زعم باطل۔	۲۱۱
۲۹	بندون پر اللہ کے حقوق۔	۱۸۱		اشتہار کتب۔	

تمہید

ہرکس بخیال خویش خبطے دارد

مین تقریبًا ربع صدی سے کتابون کی اوراق گردانی کے خبط مین مبتلا ہون۔ اور یہ اسی خبط کا نتیجہ ہے کہ کوئی بیس سال سے کوئی نہ کوئی کتاب تالیف یا تصنیف کرکے پبلک کے سامنے پیش کرتا رہتا ہون۔

" مجھکو اپنی ہیچمدانی اور علمی بے بضاعتی کا دل سے اعتراف ہے اس لئے اہل ملک اور ابنائے وطن میری پیش کردہ کتابون کے مطالعہ فرمانے کی جس قدر بھی زحمت برداشت فرمائین اُسکے لئے اون کا احسان ماننے کو مین ہمیشہ تیار رہتا ہون۔ "

" مین کسی کتاب کی تالیف و تصنیف کے وقت ملک کے عام مذاق کی اتنی پروا نہین کرتا جتنی کہ اپنی دلی رغبت کی اتباع کرتا ہون۔ یہی وجہ ہے کہ میری پیش کردہ کتابون مین سے زیادہ تر

کتابین فلسفۂ اخلاق کی روکھی سوکھی روایتون پر مبنی ہین۔ اورجس کتاب کو اس وقت بزرگان قوم اور براوران وطن کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہون وہ بھی اسی قبیل سے ہے۔ جس مین حکیم سقراط جیسے پُرانے فلاسفر کے حالات اور مقالات کے بیان پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اوراس کی ذرہ پروا نہین کی گئی۔ کہ اس پُرانے فلاسفر کے حالات ومقالات زمانہ موجودہ کے لوگون کے پسند بھی آئین گے یا نہین۔ مگر سقراط کے نام کو چونکہ شہرت عام اور بقائے دوام کی عزت حاصل ہوچکی ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب دلچسپی کی نظر سے دیکھی جائے یا نہ دیکھی جائے لیکن اس معزز نام کے صدقہ اور طفیل مین یہ عزت و وقعت کے ہاتھون ضرور لی جائے گی۔ اور یہی بات میرے تسکین خاطر کے لئے کافی ہوگی۔ کیا عجب ہے کہ کسی کی غلط انداز نظر بھی اس کتاب کے مضامین پر پڑجائے اور سقراط کے حالات اُس کے دل مین اترکر اپنا کام کرجائین۔ اگر ایسا ہوا تو میرے لئے اور بھی موجب منت وشکرگذاری ہوگا۔ اس موقع پر مین یہ اپنا فرض سمجھتا ہون کہ شریمان کاشی ناتھ راؤ صاحب مترنالک ماسیک منورنجن کا شکریہ اداکرون جنھون نے مجھے، اصل انگریزی کتاب اور اُسکے مرہٹی ترجمہ سے مطالب اخذ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

میرے قدیم عنایت فرمانے اپنے اتحاد قدیمانہ کے خیال سے اس کتاب کے مسودہ کو نظر ثانی کرنے کی جو تکلیف گوارہ فرمائی ہے اُس کے لئے مین اُنکا تہ دل سے مشکور ہون۔

گو عام شکایت یہ ہے کہ یہان کے مطابع کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ لیکن جناب مولوی محمد شمس الدین خان صاحب مالک شمس المطابع نے اس کتاب کی طبع کے متعلق جو سعی بلیغ فرمائی ہے وہ میرے لئے باعث منت و شکر گزاری ہے۔

اثنار طبع مین مولوی محمد شمس الدین خان صاحب کو اس کتاب کے دیکھنے کا اتفاق ہوا اور یہ اُن کے اس قدر پسند آئی کہ اُنھون نے مجھ سے خواہش ظاہر کی کہ اس کے جملہ حقوق ان کے نام ہبہ کر دئے جائین۔ لہذا اس کتاب کی طبع مین اونھون نے جو سعی فرمائی ہے اُس کے شکریہ مین مین اسکے جملہ حقوق یہ کہکر اُن کی نذر کرتا ہون کہ۔

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

خاکسار

مانک راؤ وٹھل راؤ

علاقہ دار نواب خورشید جاہ مرحوم مغفور

مرقوم ۲۰ محرم ۱۳۳۵ھ

حسینی علم

حیدرآباد دکن

اللہ اکبر

اوم

سقراط کے زندگی کے مختصر حالات

ہمارے آریہ ورت (ھند) مین جسطرح مہاتما بدھ ایک خداداد قابلیت اور ذہانت کا شخص گذرا ہے۔ اسی طرح ایک صدی بھی گذرنے نہین پائی تھی کہ خطہ یونان مین بھی اُسی پایہ کا سقراط نامی مہاتما ایتھنس کے قریب الوپے سی نامی پرگنہ مین ۴۶۹ سال قبل مسیح پیدا ہوا۔ اگر یہ کہا جائے کہ سقراط کے ہم پلہ یونان مین آج تک کوئی مہاتما نہین پیدا ہوا تو خلاف واقعہ نہ ہوگا۔ برین ہم حیرت و افسوس کی بات ہے کہ ایسے غیر معمولی شخص کے حالات سے عام طور پر لوگ واقف نہین ہین۔

دیہات

سقراط کے والد کا نام سوفرونی سکس تھا جو بت تراش کر گزر اوقات کیا کرتا تھا۔ والدہ کا نام فنے نرٹی تھا۔ جس نے دایہ گری کے پیشہ کو اپنی گذر اوقات کا ذریعہ قرار دے رکھا تھا۔ سوفرونی سکس ایک معمولی درجہ کا بت تراش تھا جس کا شمار اُستادون کے

مشہور بُت تراشوں میں نہیں تھا۔

خرنے ری ٹی بھی دایہ گری میں کوئی ممتاز درجہ نہیں رکھتی تھی۔ حاصل کلام یہ کہ سقراط کا خاندان بالکل ہی مفلس اور غیر معروف تھا۔

"انسان کی ولادت اُس کے اختیاری نہیں ہے۔ اُس کی تقدیر کا لکھا جس خاندان میں اُس کو جنم دلاتا ہے اُسمیں اُس کو جنم لینا پڑتا ہے۔ لیکن دانشمندی ذہانت اور قابلیت کے اکتساب اور اظہار پر انسان قادر ہے۔"

گو سقراط بالکل معمولی حیثیت کے خاندان اور مفلس کے گھر پیدا ہوا تھا۔ مگر خاندان کے افلاس اور گمنامی کا اثر اُس پر نہیں پڑا۔ بلکہ اُس کی خداداد عقل و فراست نے اُسے مسرت عام اور بقائے دوام کی عزت بخشی۔

گو انسان کی طبیعت کا خاصہ یہہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی بڑائی چاہا کرتا ہے۔ اور جہاں تک اوس کا بس چلتا ہے کسی متبذل خاندان سے تعلق ظاہر کرنے سے پہلو بچاتا ہے۔ اور جس کا آبائی پیشہ موقر اور معزز نہیں ہوتا ہے وہ اُس پیشہ کو نظر حقارت اور نفرت سے دیکھنے لگتا ہے۔ لیکن سقراط کی حالت اوس کے بالکل برعکس تھی۔ چنانچہ ایک حکیم اور فلاسفر کی حیثیت سے مشہور ہو جانے کے بعد بھی لوگوں سے بیان کیا کرتا تھا کہ "بت تراش اپنے قابلیت۔ ذہانت اور دانشمندی سے ایک غیر متحرک پتھر کو انسان کی ہمشکل بنا دیتا ہے" لیکن یہہ کس قدر حسرت ناک بات ہے کہ ہم باوجود اس کے کہ انسان ہیں مگر انسان کو درحقیقت انسان بنانے کی کوشش نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ مجھکو اپنے آبائی پیشہ بت تراشی پر نہایت فخر ہے۔ نیز یہہ کہ

جس طرح میری والدہ عورتوں کی دایہ گری کرتی تھی اوسی طرح مین بھی لوگون کے خیالات کی دایہ گری کر کے) اون مین جو عمدہ جوہر پوشیدہ ہوتے ہین اونکو ظاہر کر دیتا ہون " اس سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ سقراط کو اپنے والدین کے پیشون سے کسی قسم کا عار نہین تھا بلکہ اون کو باعث فخر سمجھتا تھا۔ اوس زمانہ مین یونان کی رعایا کے لئے فن کشتی۔ فن موسیقی۔ فن نظارہ ۔ فلاسفی علم ریاضی۔ علم ہیئت علم الاخلاق۔ علم اللسان وغیرہ کا کورس مقرر تھا اور ان علوم مین تعلیم پانا نہایت ضروری اور لازمی تھا۔ لیکن سوفرونی کس کی مالی حالت ان جملہ ابواب کی تعلیم کی متحمل نہین ہو سکتی تھی۔ اس لئے اوس نے سقراط کو حسب ضرورت صرف کشتی اور علم ریاضی کی تعلیم کے بعد اپنے زیر نگرانی بت تراشی کے کام پر لگا دیا تھا۔ چنانچہ سقراط کے ہاتھ کی تراشے ہوئے بت پاجے نیس نامی فرمانروا کے زمانہ مین اکراپلیس نامی اتھنس کے قلعہ مین مرکیوری اور گریسس دیوتاؤن کی مورتون کے طور پر رکھے ہوئے تھے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سقراط نے چند روز تک اپنے والد کی نگرانی مین کام کر کے اسی فن مین اچھی طرح مہارت پیدا کر لی تھی اور علم ریاضی مین اوس کو کامل طور پر دخل حاصل ہو چکا تھا۔ اگر سقراط کو یہ خیال نہوتا کہ وہ اپنی عمر کے تمام حصہ کو اس علم ریاضی مین صرف کرنے کے بہ نسبت وہ اوس سے بھی کئے گونہ زیادہ کارآمد کام کر سکتا ہے؟ تو وہ آج فی الحقیقت بہت بڑا ریاضی دان مشہور ہو چکا ہوتا اور گو فن معماری اور ریاضی ان دونون علوم مین سقراط نے اچھی طرح مہارت پیدا کر لی تھی۔ لیکن اوس کو فلسفہ کے تعلیم کی از حد خواہش تھی۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ سقراط اپنی مختصر سی جگہہ پر بیٹھا ہوا بت تراش رہا تھا کہ اتنے مین کری ٹو نامی ایک مالدار شخص اوس سے ملنے آیا۔ اور عرصہ تک اوس سے اور سقراط سے گفتگو ہوتی رہی جس سے کری ٹو کے دل پر یہہ خیال مرتسم ہوا کہ سقراط صرف عدم استطاعت اور بے بضاعتی کے باعث اپنے ذہانت کے ذخیرہ کو بت تراشی کے نذر کرنا چاہتا ہے جو کسی طرح بھی مناسب نہین ہے۔ کری ٹو وہان سے اٹھا اور سقراط کے باپ کے پاس جاکر سقراط کو اپنے ساتھ لے جانے اور اپنے پاس رکھنے کی اجازت لی۔ اور اپنے ساتھ لیجاکر اُس نے سقراط کو انکزہ گورس اور ارکی لس سے فلسفہ کی تعلیم شروع کرادی۔ اور یہی کری ٹو آیندہ چلکر سقراط کا بڑا بھگتی اور بہی خواہ بنا رہا۔

سقراط نے فلسفہ کی تعلیم کسطرح پائی اور اوس کی کیسے ابتدا ہوئی۔ اس پر چند سوانح نویسون نے روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ زنوفن کی طرح اُس کی بھی تعلیم ہوئی۔ لیکن سب سے زیادہ دلچسپ اور سبق آموز سوانح عمری ہے جو سقراط کے مشہور شاگرد افلاطون نے مکالمہ کے طور پر لکھی ہے۔ اسمین سقراط کے زبان سے جو بیان درج کیا گیا ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ انکزہ گورس کا علانیہ شاگرد ہوا۔ اور اوس کی کتابین اس نے نہایت غور و خوص سے مطالعہ کین۔ اوس مین ایک مقام پر تحریر ہے کہ سقراط نے کیلی اس سے مذاق مین کہا کہ تو بہت سا روپیہ صرف کرکے فلاسفر بنا ہے اور مین نے صرف خود ہی غور کرکے اور آپ ہی اپنا استاد بنکر فلسفہ کو حاصل کیا ہے

اس بیان کی رو سے سقراط کا فلاسفر بننا ایک معمہ ہوجاتا ہے، تاہم بہ نسبت سابق کے دوسرے بیان کی اہمیت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ یعنی یہ کہ بالذات محنت ومشقت اور حیرت انگیز ذاتی کوشش کے علاوہ فطرتی طور پر فلاسفر بنا ہوا تھا۔ اور اس کے ماننے میں کوئی امر مانع بھی نہیں ہے۔

اتھنس کی جمہوری سلطنت میں یہ قاعدہ تھا کہ سلطنت کے تمام باشندے فوجی تعلیم کے بعد تھوڑی مدت تک مہم پر بھی جائیں۔ اس قاعدہ کی رو سے پےلا پونیز جنگ میں کہ پوٹی ڈا۔ ڈیلی یم۔ اور افی پولیس ان تین جنگوں میں سقراط بھی شریک رہا تھا۔

افلاطون کا بیان ہے کہ پوٹی ڈا کے جنگ میں سقراط کے سمپا جھی ام نامی مکالمہ میں السی بائیڈیس کے زبان سے نکلے ہوئے الفاظ نہایت قیمتی ہیں، وہ یہ ہیں "پوٹی ڈا کے جنگ میں سقراط اور میں ایک ہی جگہہ مل کر کھانا کھایا کرتے تھے۔ اوس کی ایسی مشقت کو برداشت کرنے کی قوت دیکھکر مجھکو فی الحقیقت نہایت تعجب ہوتا تھا۔ جنگ کے موقع پر اکثر وقت رسد کی کمی واقع ہوجایا کرتی ہے۔ چنانچہ اس جنگ میں بھی یہی موقع پیش آیا۔ اور چند روز تک بلا خوراک کے ہم کو بسر کرنا پڑا۔ اس موقع پر سقراط نے جو صبر واستقلال ظاہر کیا اوسطرح میں سے تو کیا فوج کے کسی ایک آدمی سے بھی نہیں ظاہر ہوا۔ پوٹی ڈا کا موسم سرما نہایت سخت ہوا کرتا ہے! اور وہاں کئی روز تک مسلسل برف باری ہوا کرتی ہے، ہم میں سے اکثر تو باہر نکلنے کا نام ہی نہیں لیتے تھے۔ اور اگر

کسی وقت باہر نکلنے بغیر کام ہی نہین چلتا تھا تو بوٹ پہنکر اوس پر اونی پٹیان باندھ کر اور ایک پر ایک متعدد کوٹ پہنکر غرضکہ تمام جسم کو محفوظ کرکے باہر نکلتے تھے - لیکن سقراط کی حالت یہہ تھی کہ چاہے کیسے ہی زور کا برف کیون نہ پڑتا ہو وہ معمولی لباس کے ساتھ برہنہ پاؤن نکل کھڑا ہوتا تھا - اِس کے سوا کل فوج مین اس ہمت اور دلیری کا کوئی اور شخص نہین تھا -

ڈے لیم کے بی اوشی لیس لوگون سے جو جنگ ہوئی تھی اُس مین سقراط اپنی رضامندی سے شریک ہوا تھا - اس جنگ مین اتھنس کو شکست حاصل ہوئی - لیکن وہ اپنے حسب عادت تحمل و بردباری سے میدان کارزار مین سے واپس آیا اور جب زنوفن گھائل شدہ پڑا ہوا اوس کو نظر آیا تو اوس نے اپنے کندھون پر اوس کو اوٹھا لیا - اور دشمن کی نظر سے کسی قدر فاصلہ پر اوس کی تیمارداری مین مصروف ہو گیا - حالانکہ جنگ مین شکست پانے کے بعد جب دشمن تعاقب مین ہوتا ہے تو عام طور پر یہ بات پیش نظر رہتی ہے کہ، کس طرح ہم اپنی جان بچا کر دشمن کے زد سے نکل جائین اور جس سے جسطرح بن پڑتا ہے نکل بھاگتا ہے - امفی پولیس کے جنگ مین سقراط شریک ہو کر گیا تھا - اتھنس کو اوس مین شکست حاصل ہوئی اور اس جنگ سے واپس آنے کے بعد پھر اوس نے تا بہ زندگی اتھنس کے باہر قدم نہین رکھا -

سقراط میدان کارزار مین ہمیشہ ڈٹ کر کھڑا رہتا تھا - دشمن سے مقابلہ کرتے وقت اُس مین فوج کے سپاہ سالار جیسی دلیری اور حزم و استقلال موجود رہتا تھا

اوراوس کے بُشرہ سے ہمیشہ متانت ٹپکتی تھی،

کتاب ہذا کے صفحہ (۳۴) پر بعنوان "سقراط کی بسراوقات کا طریقہ" جو مکالمہ لکھا گیا ہے، اوس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سقراط میدان جنگ مین نہایت متحمل اور نیک مزاج ثابت ہوتا تھا۔ مہاتما گنیانیشوری مہاراج کا بیان ہے کہ نفسانی خواہشات کو مٹا کر دل پر قابو حاصل کرکے سرد وگرم، رنج وراحت ان دونون پر فتح یابی حاصل کرنا چاہیئے، لیکن دنیوی کاروبار سے واقف ہونے کی شیخی بگھارنے والے اکثر لوگ کہا کرتے ہین کہ، ایسی نصیحت دنیادارون کے لئے کسی مصرف کی نہین ہے، بلکہ اُن کے کارآمد ہے جو آخرت کے حصول کی غرض سے دنیا کو ترک کرکے پرمیشور کا دھیان کرنے کے لئے پہاڑ کے درّے یا کھوہ مین جا بیٹھے ہون۔ سقراط بلا غرض کام کرنے کے بارے مین، انتی فان کو اس قسم کی نصیحت کیا کرتا تھا۔ اُس کا ذاتی عمل بھی اس نصیحت پر تھا۔ اُس کا جنگ کے موقع پر ایسا عمل رہتا تھا کہ سپاہ سالار فوج بھی حیرت زدہ رہ جاتے تھے۔ اُس نے اپنی زندگی نہایت سادگی سے بسر کی تھی وہ خواہشات کو مٹا چکا تھا۔ اور خیالات پر قابو حاصل کرچکا تھا۔ جنگ مین باربار رسد کی کمی ہونے کے باوجود بھی اوس کو کسی وقت بھوک کی تکلیف نہین ہوتی تھی۔ ایک کوٹ پہنے اور برہنہ پاؤن چلنے کی اوس کی ہمیشہ سے عادت تھی باوجود برف باری ہونے کے بھی اوس کو پشمینہ کا لباس اور بوٹ پہننے کی کبھی خواہش نہین ہوتی تھی۔ ہمارے مہاتماؤن کا قول

ہمیشہ یہہ ہوتا ہے کہ موت اس جسم کو ہے، روح غیر فانی ہے۔ علی ہذا اسی طرح اور فلاسفر بھی بیان کرتے رہتے ہین۔ میدان کارزار مین غنیم کے حملہ کا اُس کے اوپر ذرہ برابر بھی خوف و خطر نہو تا تھا، اپنے جان کے بہ نسبت دوسرون کی حاجت براری کی قیمت سب سے زائد ہے۔ یونان کے فلاسفر بھی اسکو سمجھے ہوئے تھے۔ اور تعاقب کرنے والے غنیم کی کسی قسم کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ چنانچہ زنوفن کی جان بچانے کی ہمت سقراط نے نہایت خطرناک موقع پر کی تھی۔ سادہو مہاتماؤن کی یہہ نصیحت ایک طرفہ ہے، کہ کوئی دنیادار اسپر عمل نہین کر سکتا۔ اور احیاناً کسی نے اوس پر عمل بھی کیا تو اوس کا دنیاداری مین کوئی فائدہ نہین ہے، ایسا کہنے والے ہمارے سوسائٹی مین بہت ہین۔ اون کو چاہیے کہ وہ سقراط کی اس قسم کی نصیحت، اور اوس کے بموجب اُس کے عمل، اور جنگ کے ایسے نازک موقع پر کاربند رہنے کی مثال کو پیش نظر رکھکر اس کا فیصلہ کرین۔

ہمارے مہاتما سادہو تکارام مہاراج اور سقراط کے خیالات اور خانگی زندگی مین بہت کچھ مشابہت ہے۔ سوفرونسکس کو بُت تراشی کے پیشہ مین گو کچھ زیادہ آمدنی نہین ہوتی تھی۔ تاہم اوس نے انتقال کے وقت دہ سقراط کے لئے دو ہزار روپیہ کی جائداد چھوڑ گیا تھا۔ لیکن سقراط دولت کے پھندے مین گرفتار ہونے والا نہین تھا۔ چنانچہ اوس نے ایک دوست کو اوس کی ضرورت پر وہ جائداد حوالہ کردی۔ اور جس کام کے غرض سے دوست کو

وہ جائداد دیگئی تھی اوس مین اوس دوست کو نقصان ہوا۔ سقراط نے یہ دیکھکر
اوس کو واپس طلب بھی نہین کیا۔ ساد ہو تکارام مہاراج کی نسبت بھی مشہور ہے
کہ اوبھون نے اپنے دستاویزات کو اندرانی کے حوالہ کر دیا تھا۔ سقراط کی
تمام خانگی جائداد ایک سو بیس سے زائد مالیت کی نہ تھی لیکن ساد ہو تکارام مہاراج
کی کل کائنات اوس مالیت کی تھی یا نہین اس مین شک ہے۔ علاقہ مسوڈ ونیا
کے فرمانروا شاہ چارلیس کو خیال گذرا کہ سقراط کا ایسا انمول جواہر میرے دربار مین رہے
اس لیئے اوس نے اپنے معتمد کو چند تحائف دیکر سقراط کے پاس روانہ کی۔ اور کہا کہ انکو
دے کر اوس کو میرے پاس لے آو۔ لیکن سقراط نے اون تحائف کو مطلق ہاتھ نہ لگایا
اور ایسی ملازمت سے انکار کر دیا۔ کیونکہ اُس کے خیال مین لوگون سے روپیہ لیکر یا
روپیون کے غرض سے لوگون کی اطاعت گذاری قبول کرنا مساوی اس کے تھا کہ اپنی
فلسفہ اور معلومات کو فروخت کیا جائے۔ جو (لکچرار) حاجت مند اور منفعت کا خواہان
ہوتا ہے اُسکی نسبت ہر وقت سامعین کا یہ خیال لگا رہتا ہے کہ اب یہ ہم سے کسی چیز کا
سوال کریگا۔ لہذا اس کے تقریر کی جانب وہ کچھ بھی منعطف نہین ہوتے۔ لالچی اور
دربدر گداگری کرنے والا مقرر منہ سے ہمیشہ بے ثباتی کے باتین بکا کرتا ہے۔ لیکن
اندرونی طور پر اوس کو یہ خیال لگا رہتا ہے کہ لوگون سے مجھکو کیا چیز حاصل ہوگی۔
حاصل کلام مالی امید سے وابستہ شدہ مقرر کے نصایح، سامعین کے لئے گویا بہرے اور
گونگے کا روبار کرنے والے ہین۔ روپیہ لیکر فلسفہ کی تعلیم دینے والے زنوفان کے
نسبت سقراط ہمیشہ کہا کرتا تھا اور یہ بات کتاب ہذا کے بعض مکالمہ کے مطالعہ سے

ظاہر ہو گی کہ باوجود فلاکت زدہ ہونے کے ارادہ کرنے کے ساتھ ہی دولت غلام کی طرح اطاعت کے لئے حاضر ہو جاتی ہے۔ اور باوجود خود مین قوت موجود ہونے کے بھی مہاتما تکارام مہاراج کیطرح سقراط نے بھی اکثر وقت بطور خود دولت کو ڈانٹ ڈپٹ بتلا کر افلاس کی حالت مین نہایت بشاشت کے ساتھ اپنی زندگی کے دن پورے کئے۔

تکارام مہاراج کے بیوی کی طرح سقراط کی بیوی جھین تھی پی بدمزاج مشہور ہے۔ خاوند تعلیم یافتہ اور بیوی جاہل مطلق جس سوسائیٹی مین ہوا کرتی ہے۔ اوس سوسائیٹی کے مستورات گو، خانہ داری کے کام مین مستعد رہتے ہین۔ اولاد کی پرورش کس طرح کرنی چاہئے اس کے متعلق اونھین آبائی طور پر معلومات حاصل ہوتے ہین لیکن اون کی نظر نہایت محدود ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے اُنھین اپنے خانہ داری کے انتظام کے سوا اور کوئی بات نہین نظر آتی ہے۔ صرف وہ دنیوی زندگی بسر کرنے مین مستعد رہتے ہین۔ لیکن تعلیم یافتہ میان کے دلی خیالات کی خوبی سے بے خبر رہنے کے باعث میان بیوی مین اکثر نا اتفاقی رہتی ہے۔ اور اسوجہہ سے بیویان میان کے اتحاد و یگانگت اور محبت سے محروم رہتے ہین۔ میان بیوی مین آج بھی اکثر جو نفاق کا بازار گرم رہا کرتا ہے اوس کی بھی وجہ ہے کہ مستورات مین تعلیم کی کمی ہے۔ سقراط کے زمانہ مین ملک یونان کی عام حالت بھی اسی طرح کی تھی حاصل کلام تکارام مہاراج کے بیوی کی طرح سقراط کی بیوی کو بھی سقراط کے دلی خیالات کا اندازہ حاصل کرنے کی قابلیت نہین تھی۔ گو یہ دونون عورتین عصمت و عفت کی دیویان تھین مگر یہ دیکھکر کہ ان کا خاوند کاروبار دنیاوی مین توجہہ نہین کرتا ہے

چاند کی طرح اولاد پانے کے بعد بھی وہ اون کی ناز برداری نہین کرتا ہے۔ کچھ دولت پیدا کر کے اچھا مکان تعمیر کر کے زیور اثاثہ وغیرہ نہین جمع کرتا ہے۔ یہی نہین بلکہ اپنے طور پر آئی ہوئی دولت کو گھر سے نکال باہر کر دیتا ہے۔ اس حالت کو دیکھکر وہ اپنے خاوند سے نہایت خشمگین رہا کرتی تھین۔ اور آپس مین تھوڑی بہت محبت تو در کنار بلکہ اون کے جی مین جو آتا وہ کہتین۔ اور فضیحت لعنت و ملامت مین پس و پیش نہ کرتین۔ اسپر یہہ طرہ ہے کہ اون دونون کے میان بھی اپنے دوست احباب کو کھانا کھلانے گھر مین لاتے تھے۔ خورد و نوش کے چیزین مکان مین موجود ہین یا نہین۔ اس کی اُنھین خبر بھی نہین رہتی تھی اور ایسے موقع پر کچھ کما کر نہ لانے والا خاوند اپنے ہمراہ چار دوست احباب کو کھانا کھلانے لائے تو پھر بیوی کے غصہ کا تھرمامیٹر کیون نہ چڑھنا چاہیے ؟ سقراط ایسے موقع پر اپنی بیوی جھین تھی پی سے کہا کرتا تھا۔ کہ ،، اپنے یہان اگر چار لوگ کھانا کھانے آئین تو ہمین ہمکو ایک قسم کی مسرت معلوم ہونا چاہیے۔ بیکار رنج و غم و غصہ کرنے سے کیا فائدہ ہے؟ اگر مہمان لائق ہین تو اون کے روبرو ہم جو کچھ رکھینگے اُس سے وہ خوش ہونگے۔ اور اگر کم فہم ہونگے تو وہ جو کچھ چاہین کہین ہم کو کسی قسم کی پروا کرنے کی ضرورت نہین ہے،، بیان کرتے ہین کہ ڈیمن نامی ایک دیوی کی قوت پر وہ غیب سے سقراط سے کہا کرتی تھی کہ، تجھکو جو کچھ معلومات حاصل ہین اوس کے بارے مین تو عام لوگونکو نصیحت کیا کر، اس ڈیمن دیوی کے بارے مین سقراط کی زبان سے جو الفاظ نکلے تھے۔ جن کو افلاطون اور زنوفن نے بھی سن لیا تھا یان سے پایا جاتا ہے کہ

اوسس کو وہ قوت علانیہ طور پر کسی وقت نہین نظر آتی تھی۔ سقراط نے عام لوگون کو تعلیم دینے و پند و نصایح کرنے کا کام اوس قوت کے ایما سے شروع کیا ہوگا، اور اس بارے مین اوس نے بطور خود اچھی طرح غور کرکے وہ کام اپنے ذمہ لیا ہوگا۔ خواہ کچھ بھی ہو۔ سقراط نے تعلیم اور پند و نصایح کے کام کو چالیس سال کی عمر مین شروع کیا تھا۔

عمر رسیدہ لوگون کی دلی حالت مثل اُڑے ہوئے پارہ کے آئینہ کے ہوا کرتی ہے یعنے یہ کہ جس آئینہ کی پشت پر پارے کے اُڑنے سے جو داغ پڑتے ہین اُس مین وہی نظر آتے ہین اور اون کے سوا اور کچھ نہین نظر آتا۔ علیٰ ہذا عمر رسیدہ لوگون کے دلون مین جو باتین ذہن نشین ہو جاتی ہین۔ اوس کے سوا اور کوئی بات اونھین نہین دکھائی دیتی ہے۔ لیکن نوجوانون کے دلی حالت اس طرح کی نہین ہوتی ہے۔ اون کے اوصاف آئینہ جیسا پاک و صاف دل رکھنے والون کی روبرو جس صورتین پیش ہونگے اوس صورت مین اون کے دل پر مرتسم ہونگے۔ ایک ایسے خشک درخت کو جس کے پتے جھڑ گئے ہون اور پھل پھول آنے کی امید نہ رہی ہو پانی دینا ایسا ہے جیسا بیکار مٹی کے ساتھ محنت کرنا۔ ملک کے بہی خواہ لوگ عمر رسیدہ لوگون کے مقابلہ مین ہونہار نوجوانون کے خیالات کو آراستہ کرنے کی کوشش ہمیشہ کرتے رہتے ہین، سقراط بھی اسی طرح غور کرکے اپنے معلومات کی اشاعت سے آیندہ نسل کی بہتری اور اون کے اوصاف کی آراستگی کے طرف متوجہ ہوگیا تھا۔

علوم کی تعلیم دینے کی غرض سے سقراط نے کسی مقام پر کوئی مدرسہ قایم نہین کیا تھا نہ سامعین کے نشست کے لئے بنچ کرسی بچھا کر اپنے لئے اُس نے کوئی لکچر ہال بنا رکھا تھا۔ اوس کے نصایح بیان کرنے کا کوئی وقت مقرر نہین تھا۔ نہ اوس نے کوئی ایسا نظام الاوقات ترتیب دے رکھا تھا کہ فلان وقت فلان سبجکٹ کی تعلیم دیجائیگی۔ وہ نصایح سنانے کے معاوضہ مین کسی طالب علم سے کچھ مال و زر بھی نہین طلب کیا کرتا تھا نہ کسی سے کچھ انعام و اکرام حاصل کرنے کا خیال کبھی اوس کے دل مین آتا تھا۔ اس کی دلی آرزو اور خواہش یہہ تھی کہ نوجوانان ملک کے معلومات کو وسعت دی جائے۔ اور وطن مالوفہ کی شہرت اور نیکنامی برقرار رکھی جائے۔ سقراط کے مواعظ و نصایح کسی شرط کے تابع نہ تھے۔ جس طرح خالق مطلق کی قدرت ہر جگہہ محیط ہے اُسی طرح اتھنس کے مقام شہر کو وہ اپنا مدرسہ تصور کرتا تھا۔ بازارات ورزشی تعلیم کے اکھاڑے لڑکون کے مدرسہ کے قریب کے میدان یہ سبکے سب سقراط کے مدرسہ کا کام دیتے تھے۔ اور تو اور جب وہ موت کی سزا پانے کے لئے محبس مین داخل ہوا تھا تو وہان کے حجرہ کو بھی اوس نے مدرسہ بنالیا تھا۔ اس سے اس بات کا اچھی طرح اندازہ ہوسکتا ہے کہ سقراط کے سینہ مین درس تدریس کا شوق اور وطن کی محبت کس درجہ موجزن تھی۔ نوجوان کو نصایح کرنا گویہہ سقراط کا دلی مقصد تھا۔ برین ہم اس مدرسہ مین داخل ہونے کے لئے عمر کی کوئی قید مطلق نہین تھی۔ ذی ثروت اور غریب

لوگون مین وہ کوئی فرق نہین سمجہتا تھا۔ دونون قسم کے لوگون کی اولاد کو وہ یکسان توجہہ کی ساتھ تعلیم دیتا تھا۔ آہنگر۔ نجار۔ زرگر۔ دہیڑ۔ چمار خواہ کوئی شخص بھی اوسکی پاس تعلیم کی غرض سے جاتا تھا اون کو تعلیم دینے سے وہ کبھی انکار نہین کرتا تھا۔ سقراط جس سے گفتگو کرتا تھا اوس کا دلی مقصد اوس کو تعلیم دینا ہوا کرتا تھا۔ اور اوس کے ساتھ یہ بھی اوس کی کوشش ہوتی تھی۔ کہ اگر ممکن ہو تو دو باتین خود بھی اوس سے سیکھہ لے۔ اوس کے طلبا اگر بوجہ عقیدت اوس کو حضرت یا اوستاد کے لقب سے یاد کرتے تھے تو وہ اوسے پسند نہین کرتا تھا بلکہ وہ کہا کرتا تھا کہ روزانہ نئے آدمی میرے پاس آئینگے، جس طرح وہ مجھ سے کچھ سیکھین گے اوسی طرح مین بھی اون سے کچھ سیکھون گا، پھر ایسی صورت مین اون کا اوستاد اور وہ میرے شاگرد کس طرح ہو سکتے ہین۔ اس پر بھی اتہنس اور اوس کے بیرونجات کے اکثر نوجوانون کو سقراط کے شاگرد کہلانے کا نہایت فخر تھا۔ سقراط کے دقیق اور اہم خیالات کو مکالمہ کے شکل مین لکھکر جس نے تمام دنیا کو اپنا مشکور بنا لیا ہے۔ وہ افلاطون نامی عالم ہے۔ اور یہ اندازاً دس سال تک اوس کی صحبت مین رہا تھا۔ جب اوس کی روح پرواز کرنے لگی تو اوس نے خالق بے نیاز کے درگاہ مین التجا کرکے کہا کہ "اے خدا" مجھ عاجز وحقیر پر تیرے بہت بڑے احسانات ہین۔ جس مین سے اول تو یہہ ہے کہ تو نے مجھکو لایق لوگون مین پیدا کیا۔ اگر تو مجھکو جاہلون مین پیدا کرتا تو میرا انسان ہونا نہونا برابر تھا۔ دوسرا احسان یہہ ہے کہ تو نے خطہ یونان کو میرا زاد بوم بنایا جو ہر قسم کے خیالات کا مجموعہ ہے۔ تیسرا احسان

یہہ ہے کہ سقراط جیسے مسلم الثبوت اوستاد کی صحبت مجھے نصیب کی اور اسکے عہد مین مجھکو عدم سے وجود مین لایا" اس سے اچھی طرح ثابت ہوتا ہے کہ سقراط کے شاگردون کو اوس سے کس قدر محبت اور عقیدت تھی۔

خیالات کی عمدگی اور بیان کے ڈھنگ نے یونان کے نوجوانون کے دلون کو سقراط کا بے حد گرویدہ بنا دیا تھا۔ اتھنس کے قریب میگارا نامی ایک علاقہ تھا سقراط کے زمانہ مین اتھنس اور اس علاقہ کے مابین اس قدر نفاق تھا کہ، اگر میگارا کا کوئی شخص اتھنس آجاتا تھا تو اوس کو سزائے موت دیجاتی تھی۔ باوجود اس کے کہ اتھنس والون نے ایسا سخت قانون بنا رکھا تھا۔ اس پر بھی علاقہ میگارا کا یوکلیڈ نامی ایک جوان شخص سقراط کے نصایح کے چشمہ سے فیضیاب ہونیکا ایسا آرزومند بنا تھا کہ سزائے موت کی پروا کئے بغیر زنانہ بھیس بدلکر شام کو اتھنس آتا اور شب بھر سقراط کی نصایح سے بہرہ اندوز ہوکر صبح کو واپس چلا جاتا۔ اوس نے اس طرح اکثر مرتبہ کیا۔ اکثر نوجوان جس روز سقراط کا بیان نہین سنتے تھے وہ روز زندگی کا بیکار اور ضایع سمجھتے تھے۔ اگر کوئی بات شیرین بیانی اور علو مطالب سے لبالب بیان سننے کے دوران مین رہ جاتی تو اکثرون کو اوس روز کا خورد و نوش ناگوار پایا جاتا تھا یہہ سقراط کے جادو بیانی کی کس قدر قوت ہے۔

"مین بڑا غصہ ور اور بدمزاج اور مستقل مزاج ہون، اگر تم میری رائے سے اتفاق نکروگے تو نہایت غضب ہوگا۔ اس طرح خواہ مخواہ کسی مسئلہ یا رائے کو سقراط اپنے شاگردون کو نہ سنواتا تھا۔ بلکہ بالکل معمولی طریقہ اور متانت کے

ساتھ نہایت شیرین کلامی اور اثناء گفتگو مین وہ اپنے ہم کلام کے خیالات کے مغالطہ کو رفع کر دیتا تھا۔ اور اپنے صحیح رائے کو اُس کے ذہن نشین کر دیتا تھا۔ کتاب ہذا مین جو سوالات "سقراط کے ابتدائی خیالات" کے عنوان سے درج ہین اون مین سے وہ چند سوالات کر کے سامعین سے اقبال کرا لیتا تھا۔ کتاب ہذا مین سقراط کے قایم کئے ہوئے خیالات کے عنوان سے جو مکالمہ درج ہے اُس سے ظاہر ہوگا کہ وہ نوجوان کے خیالات پر کس طرح حاوی ہوا تھا۔ اپنی رائے قایم کرنے کی غرض سے علاقہ یونان کے اوس زمانہ کے نامی مقررون کی طرح، وہ کبھی بڑا زوردار بیان نہین کرتا تھا۔ اور نہ اوس کے ثبوت کے طور پر بعض پوائینٹ کو بطور نذر سامعین کے روبرو پیش کرتا بلکہ ہمیشہ اوس کا صاف اور سیدھا سادہا بیان ہوتا تھا۔

جن لوگون کی لیاقت اور دانشمندی کی بڑی شہرت تھی اور وہ خود کو لایق بھی سمجھتے تھے۔ اون مین سے چند پولٹیشن لوگون کے پاس گیا۔ لیکن بعد گفتگو اوس نے اون کو حقیقت مین دانشمند نہین پایا۔ اوس نے اونکے بیوقوفی کو ثابت کر کے بتلا دیا۔ بعد ازان وہ مشہور و معروف شعرا کے پاس گیا اور اون کے اشعار کی معنی اون سے سمجھنا شروع کیا۔ یہہ شعرا اپنے اشعار کی تعریف اور دوسرون کے شعرون کی مذمت کیا کرتے تھے۔ اور اگر اونکے اشعار کے معنی اون سے دریافت کئے جائین تو وہ نہین بیان کر سکتے تھے۔ اور جس کی وجہہ سے اوس نے یہہ رائے قایم کی کہ کوئی غیر معمولی قوت

کسی انسان مین پیدا ہو جائے تو وہ دانشمندی کے باتین بیان کرتا ہے۔ لیکن فی الحقیقت اوس مین ذرہ برابر بھی اوس کی قابلیت نہین ہوتی ہے۔ صرف اس قدر نہین بلکہ وہ جو باتین بیان کرتا ہے اوس کے وہ پورے طور پر معنی بھی نہین سمجھ سکتا ہے۔ علیٰ ہذا اون شعرا کی بھی یہی حالت ہے۔ اُنکے اشعار سے جو قابلیت ٹپکتی ہے۔ وہ اون کے ذاتی کوشش سے حاصل کی ہوئی نہین ہوتی۔ بلکہ کسی تائید غیبی سے اون کے قلم سے وہ باتین ظہور مین آتے ہین۔ آخر چلکر سقراط چند کاری گرون کے پاس گیا۔ اوس کو وہان بہت سے جدید باتون کے معلومات حاصل ہوئے۔ لیکن جن دوسرے صنائع مین اون کو دخل تک نہین تھا۔ اون کی نسبت وہ بڑے لانبے چوڑے دعوے کرنے لگے۔ اون کو سنکر اوسنے سمجھا کہ یہ بیوقوف ہین۔ اس قسم کے راستی کی تلاش کرنے کی وجہ سے سوفیسٹ اور شیخی باز مقرر جو اوسکے سابق سے دشمن بنے ہوئے تھے اور اون مین بہت سے لوگ شامل ہو گئے تھے۔ سقراط اون سے ملنے گیا۔ وہ لوگ اپنے کو اُس سے زیادہ لائق سمجھتے تھے جتنے کہ وہ حقیقت مین تھے۔ اور جن مین باوجود قابلیت موجود ہونے کے بھی وہ خود کو کچھ بھی قابل نہین سمجھتے تھے۔ درحقیقت وہی سب سے زائد قابل پائے گئے۔

سقراط کے شاگردون کے گروہ کے ساتھ ہی ساتھ راست بازی کے باعث مخالفین کے گروہ مین بھی ترقی ہوتی گئی تمام ایتھنس کے باشندونکے

وہ حاسد لوگ جو سقراط کی تضحیک اور تفضیح مین لگ رہے تھے بہت شرمندہ ہوئے
سقراط نے اپنی تمام زندگی کو عام لوگون کے تعلیم دینے مین صرف کیا۔
اور اپنے ملک کے گورنمنٹ مین کوئی عہدہ قبول نہین کیا نہ بسر اوقات کے
لئے اوس نے کسی قسم کا کوئی پیشہ اختیار کیا۔ بعض مصنفین لکھتے ہین کہ جو
خورد سالی کے زمانہ مین سقراط سے تعلیم پا چکے تھے وہ اوس کے عیال و
اطفال کے پرورش کیا کرتے تھے۔ اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ یونان کے
قاعدہ کے بموجب اوس کو وہ مرتبہ عدالت مین رکنیت کا اعزاز حاصل ہو چکا تھا
اون دونون موقعون پر تکارام مہاراج کی طرح وہ بھی دروغ کو صحیح اور صحیح کو دروغ
نکرکے ازروئے انصاف سلطنت کے قواعد کے بموجب فیصلہ لکھدیتا تھا۔
جس بیی کے بحری جنگ مین جو سپاہی مارے گئے اون کے تجہیز و تکفین کرنمین
تساہل کرنے کی وجہ سے بحری بیڑہ کے افسر اعلیٰ کو سزائے موت دینے کی
نسبت یونان کے کئی نامی گرامی سردارون کا اصرار ہوا اور عام رائے اون
سردارون کے تائیدین ہونے کے باوجود بھی سقراط نے یہی کہا کہ ضابطہ
کی رو سے تمام ملزمین کے نسبت وقت واحد مین فیصلہ نہین کیا جا سکتا۔ اسکی
باعث اوس کے مخالفین کے گروہ کو اور بھی ترقی ہوئی۔
پے لاپوتی نئین جنگ مین بالآخر اسپارٹا کے لیڈر نامی سردار نے یونان کا
محاصرہ کرکے اوس کو فتح کرلیا اور اپنی جانب سے اوس مقام پر اوس نے
تیس جابر عہدہ دار مقرر کرکے اون سے سلطنت کے کاروبار کو انجام دلانا

شروع کیا اندازاً چار ۴ سال گذرنے کے بعد شرے سی بیولس نامی جوانمرد شخص نے انی ٹیس وغیرہ کے مانند جمہوری حکومت کے بعض حامیون کی امداد سے اون ظالم عہدہ دارون کو ملک سے نکال باہر کر دیا۔ اور سابق کے بموجب یونان مین جمہوری سلطنت کا طریقہ قایم کر دیا گیا۔ سقراط اعلیٰ درجہ کے سیاسی طریقہ کا حامی نہین تھا۔ وہ کہتا تھا کہ حکومت کرنے کا اختیار تیس ۳۰ آدمیون کے اختیار مین ہو۔ یا یونان کے معمولی طریقہ کے بموجب پانچ سو آدمی کے اختیار مین ہو۔ تعداد کی نسبت یہان بحث نہین ہے بلکہ محنت و قابلیت کے متعلق ہے۔ سلطنتی انتظام کے باگین لایق لوگون کے ہاتھ مین رہنی چاہئین۔ بیوقوفون کے رائے کے غلبہ پر سلطنت کے ذمہ داری کے عہدہ کی خیرات تقسیم کرنا نتیجہ کے لحاظ سے صریح نقصان دہ ہوتا ہے۔ سقراط کی اس قسم کی تعلیم جمہوری طریقہ کے حامیون کو ناپسند ہوئی اور وہ لوگ بھی سقراط کے مخالف بن گئے۔

سقراط کی عمر ۷۰ سال کی ہو گئی تھی اور اب وہ ضعیف ہو گیا تھا۔ ایسے موقع پر منجملہ اوس کے دشمنون کے انی ٹیس نامی ایک شاعر اور رلایکون نامی ایک مشہور و معروف مقرر ان تینون اتفاق کر کے یونان کی عدالت مین سقراط پر ایک استغاثہ دائر کر دیا۔ اوس مین سقراط پر تین الزامات قائم کئے گئے تھے۔ منجملہ اون کے پہلا الزام یہ تھا کہ وہ حکومت کے دیوتا کا معتقد نہین ہے دوسرا الزام یہ تھا کہ جدید دیوتا کو ماننے کی ترغیب وہ لوگون کو دیا کرتا ہے تیسرا

الزام یہ تھا کہ وہ یونان کے نوجوان کے خیالات کو بگاڑا کرتا ہے۔ اور یہہ الزام قائم کرکے اونھون نے استدعا یہ کی تھی کہ ان کی پاداش مین سقراط کو سزائے موت دیجائے۔

یونان کے عدالت مین پانچ سو اراکین ہوا کرتے تھے۔ اون کے سامنے ابتدا مین مستغیث کے جانب سے میلی ٹس اس استغاثہ کے ظاہر الزامات کو نہایت عاجزانہ اور شیرین الفاظ مین نمک مرچ لگا کر بیان کرتا رہا۔ سقراط کے دوستون نے ایک ہوشیار وکیل سے اس دعوے کا جواب لکھوا کر سقراط کو دکھایا۔ اوسکو دیکھکر اوس نے اوس وکیل کی طرز تحریر اور اوس کے دلائل اور وجوہات کی تعریف کی۔ اور اوس کا شکریہ ادا کرکے اوس کو واپس کردیا۔ اوس نے کہا کہ "مین نے آج تک جس نیک خصلتی سے زندگی بسر کی ہے وہی میرے جانب سے اس استغاثہ کا جواب ہے۔ اس کے سوا کسی اور طریقہ سے جواب دیکر مین آیندہ چلکر زندہ رہنا نہین چاہتا۔ اور نہ میرے معبود کی مرضی پائی جاتی ہے کہ مین ابھی اور زندہ رہون۔ میرے زندہ رہنے مین آپکو یا میرے ملک کو کچھ بھی فائدہ نہین ہے۔ ضعیفی کے باعث آنکھون کی بصارت کم ہوتی جارہی ہے۔ اگر وہ مطلق ہی جاتی رہے اور سماعت کی قوت صلب ہوجائے تو ایسے بے بسی کی حالت مین زندہ رہنا کس مصرف کا۔ آج مجھکو بالکل ناانصافی سے سزا ملنے والی ہے اور میری نسبت انصاف کرنے والون کو دوامی طور پر کلنک کا ٹیکا لگنے والا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو لوگ مجھ سے بہت زیادہ

ہمدردی کرینگے - اور میری تعریف مین رطب اللسان رہینگے -

پیشی کے روز مستغیث کا ثبوت وغیرہ ختم ہو چکنے کے بعد حاکم عدالت کے حکم سے سقراط کو اپنا بیان لکھوانے کی غرض سے کہڑا ہونا پڑا - اوس کے اظہار کو افلاطون لفظ بلفظ لکھ رہا تھا " اپالجی آف سقراط " (معذرت سقراط) کے نام سے جو کتاب مشہور ہے وہ دنیا کی بہترین کتابون مین شمار کیجاتی ہین - بوجہ عدم گنجایش اس موقع پر اوس کا انتخاب ہدیہ ناظرین نہین کیا جا سکتا - جس سے ناظرین ہم کو معاف فرمائینگے - سقراط کا اظہار ختم ہو چکنے کے بعد (۵۰۰) پانچ سو اراکین کے منجملہ دوسو اکیاسی (۲۸۱) اراکین نے سقراط کو مجرم قرار دیکر موت کی سزا سنائی - اوس زمانہ مین ملک یونان مین یہ قانون رایج تھا کہ جس کسی مجرم کو سزائے موت سنائی جائے اگر وہ سزائے موت کے بدلے کسی اور سزا کی تجویز کئے جانے کی درخواست کرنا چاہے تو اوس کو ایسی درخواست کرنے کی اجازت دیجاتی تھی - اوس قانون کے بموجب اراکین مجلس نے اوس سے بھی سوال کیا کہ کیا وہ اس قسم کی کوئی درخواست پیش کرنا چاہتا ہے - اوس کے جواب مین اوس نے جو کچھ بیان کیا وہ مختصراً ذیل مین درج کیا جاتا ہے -

" میرے ہم وطن بھائیو مجھکو جو آج سزا دیجاتی ہے - وہ صرف میری صاف بیانی کا نتیجہ ہے - میرے نزدیک جو بات صحیح تھی وہ مین نے بیان کر دی ہے - ادنیٰ اعلیٰ خواہ کسی قسم کی بات ہو اوس کو مین نے تم سے

پوشیدہ رکھکر دل ہی دل مین دبا کر نہین رکھا جس کی وجہ سے میرے یہ دشمن پیدا ہوئے اور آج مجھکو یہ موقع پیش آیا۔ اس پر آپ مجھ سے یہ کہین گے کہ تیرے اس صاف بیانی کا یہ نتیجہ تجھکو پہلے ہی معلوم ہوچکا تھا اور جبکہ تجھکو معلوم ہوچکا تھا تو تو نے کیون نہین اپنا طریقہ بدلا ؟ آپ کا یہ سوال نہایت درست ہے۔ لیکن جناب، مین اسکو پسند کرتا ہون کہ انسانکو کسی کام کے کرتے وقت صرف اوس کے اچھے برے نتیجہ کے نسبت غور کرنا چاہئیے! اس طرح کرنے سے رنج ہوگا یا راحت۔ یا زندہ رہینگے یا مرین گے۔ اس قسم کے خود غرضی کے خیال کو ایک آن کے لئے بھی دل مین نہ لانا چاہئیے۔ جس کام کو ہم برضامندی خود اختیار کر چکے ہون گے اوس کو بجالاتے وقت اپنے آبرو ریزی حتے کہ موت کی بھی پروا نکرنا چاہئیے۔ تم کو تعلیم دی گئی تمہاری اولاد کو علمی چشمہ سے سیراب کرانے کا پاک مقدس کام اوس مالک حقیقی نے میرے تفویض کیا تھا۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ اوس کام کو تو نے برضامندی خود اپنے ذمہ لیا ہے تو بھی مین یہ کہونگا کہ اسکو گذشتہ تیس ۳۰ سال تک راستی کے سوا کسی کی خاطر مروت کی کوئی پروا نکرکے حسب قابلیت اور حسب مقدور بجالاتا رہا ہون۔ کیا آپ سمجھتے ہین کہ مین اس قسم کے پاک مقدس فرائض کو موت جیسی ادنیٰ چیز سے ڈر کر ترک کردونگا یہ تو مجھ سے ہرگز نہوگا۔ موت جو ہم سب کے لئے رنج دہ پائی جاتی ہے اوس کا نتیجہ راحت دہ ہوگا۔ اس کو یقینی طور پر کیا کوئی بیان کر سکتا ہے ؟

رنج وہ موت سے بعض لوگ مرینگے یہ صحیح ہے۔ لیکن اگر موت و راحت وہ ممکن ہو تو پھر اس سے ہم کیون خوف کرین؟ اگر مین اقرار کرون کہ مین معلمی کے کام ترک کر دونگا تو شاید مجھکو تم زندہ رکھنا قبول کر لوگے۔ لیکن مین آپ سے یقینی طور پہ بیان کرتا ہون کہ اگر آپ مجھکو رہا کر دینگے تو کل پھر مین اوسی کام مین مصروف ہو جاؤن گا۔ اس کے بعد آپ مجھ سے یہ دریافت کرین گے کہ موت کے بدلے اور مجھکو کونسی سزا پسند ہے۔ میرے نزدیک مناسب اس سوال کا جواب یہ ہے کہ سرکار۔ خداوند۔ بجا۔ درست۔ کہنا مجھکو نہین آتا ہے۔ اپنے طریقہ سے مین گفتگو کرتا ہون تمہارے طریقہ سے گفتگو کرکے زندہ رہنے کے بہ نسبت مین مرنے کے لئے بالکل آمادہ ہون۔ مین نے اپنی زندگی اپنے ملکی بھائیون کو تعلیم دینے مین صرف کر دی ہے۔ اگر یہی میرا قصور ہے تو سلطنت یونان کو چاہیئے کہ وہ میری بیوی بچون کی پرورش کی کفیل ہو کر میرا تقرر اس عدالت کے میر مجلس پر مستقلانہ کرکے میرا یہ قصور اس سزا کا مستوجب ہے۔

سقراط کا یہ بیان سن کر تمام حاضرین مجلس غضب ناک ہوگئے اور سیم لاک نامی زہر پلا کر مار ڈالنے کا حکم صادر کر دیا۔ اور اوس کو محبس مین پا بزنجیر بھیجا گیا۔ اوس نے محبس کو جاتے وقت عدالت کے جانب دیکھکر کہا کہ بھائیو آپکی خدمت مین میرا ایک اخیر معروضہ ہے کہ میرے بچے اگر نیک خصلتی کے علاوہ دولت و ثروت۔ شان۔ یا کسی اور چیز کی عزت و وقعت کرتے ہوئے پائے جائین یا جو قابلیت اون مین نہو اوس کا اظہار شیخی کے طور پہ کرتے پھرین تو

تم اون پر ہرگز رحم نکرنا۔ اور من ملنے اونکو سزا دینا۔ خیر مین اب مرنے کے لئے جاتا ہون اور تم سب زندہ رہنے کے لئے جاؤ گے۔ لیکن موت اور حیات ان دونون مین سے کون چیز زیادہ موجب راحت ہے۔ اسکا علم خالق حقیقی کے سوا اور کسی کو نہین ہے۔

سقراط کو سزا سنا چکنے کے یکماہ کے بعد اوس کی تعمیل کی گئی۔ یہ ایک مہینا اوس نے محبس مین نہایت مسرت دلی کے ساتھ بسر کیا۔ وہان دن بھر اوس کے پاس شاگردون کا ہجوم رہتا تھا۔ اور خود کسی تردد یا تشویش کے بغیر مشکل سے مشکل مسئلہ عمدہ طور پر حل کرتا تھا۔ جب قتل کا دن قریب آیا تو شاگردون نے اوس سے کہا کہ ہم کسی تدبیر سے رومتہ الکبریٰ لیچلتے ہین۔ سقراط نے کہا کہ۔ جب میرے وطن مین قتل کا باعث میری تعلیم اور حق گوئی کے لئے مجھ سے نفرت اختیار کیجاتی ہے تو بھلا اجنبی شہر مین مجھکو کون زندہ چھوڑے گا۔ پس مین اظہار حق سے باز نہین آسکتا۔ اور مجھے وہ قتل کئے بغیر نہین رہ سکتے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ مین اپنے زندگی کے دن یہین پورے کر دون۔ غرضیکہ جب قتل کا وقت آیا تو اوس وقت سقراط نے روح کی تحقیق پر تقریر کی۔ اور اوس تقریر مین ایسے ایسے دقائق اور نکات بیان کئے کہ شاگردون کو تعجب ہوا۔ قتل مین ذراسی دیر سے اور استقلال و ہمت ایسی کہ ذرہ بھی تشویش و امنگیر نہین۔ اور نہ اقوال و افعال مین فرق ہے۔ چنانچہ اوس کے ایک شاگرد نے اوس سے کہا کہ

اسوقت کوئی مسئلہ پوچھنا نہایت بدنما ہے مگر مین مجبور ہون کہ ابد دُنیا مین ایسے مشکل مسائل کا حل کرنے والا نہین ہوگا۔ اس لئے مین کچھ پوچھنے سے باز نہین رہ سکتا۔ سقراط نے کہا کہ شرم نکرو۔ اور نہ میری گھڑی کی طرف خیال کرو۔ کیونکہ میرے پاس فرصت اور موت دونون برابر ہین۔ جو پوچھنا ہو جلد پوچھ لو۔ اوستاد شاگرد کے درمیان اوس موقع پر جو جو باتین ہوئین وہ افلاطون نے قلم بند کرلی تھین۔ اس وقت وہ طبیعت پر عجیب وغریب اثر پیدا کرتی ہین۔

بلا فرصت موت سے زیادہ ضروری ہے ۔۔ ۔۔

غرضیکہ بعد ختم تقریر سقراط نے غسل کیا تاکہ کسی کو بعد مرنے کے غسل دینے کی ضرورت نہو۔ عبادت مین مشغول ہوا کہ اتنے مین بیوی وبچے آخری دیدار دیکھنے آئے۔ اون کو دیکھکر شاگردون پر اثر ہوا۔ اور کہرام مچ گیا۔ جب سقراط عبادت سے فارغ ہوا تو بیوی اور لڑکون کو رخصت کیا۔ اور بڑے لڑکے سے کہا کہ شاگردون کے ساتھ رہے۔ ایک شاگرد نے پوچھا کہ پس ماندون کے ساتھ کیا کرنا چاہیے۔ کہا کہ تم لوگون کو مین وصیت کرتا ہون کہ اپنے نفس کی اصلاح کرو۔ اور میرے فرزندون کو بھی اصلاح نفس پر مامور رکھو۔ اس اثنار مین زہر کا پیالہ پیش کیا گیا۔ سقراط نے بلا تکلف اوس کو پی لیا۔ شاگردون نے آہ وفغان شروع کی۔ سقراط نے کہا۔ کہ اسی آہ وفغان کی وجہ تو مین تھا اپنی بیوی اور بچون کو رخصت کیا ہے۔ اور اب وہی تم لوگون نے بھی اختیار کی ہے۔ وقت نہین ہے چند نصیحتین اور سن لو۔ چنانچہ چندہی نصیحتین

کرنے پایا تھا کہ قدم میں لغزش ہونے لگی اور تھوڑی دیر میں کام تمام ہو گیا۔ انتقال کے وقت یہ نہایت معمر ہو چکا تھا۔ واقعہ قتل کے بعد تسلیم کیا گیا کہ اس کا قتل ناواجبی تھا۔ اور سراسر خطا ہوئی۔ اور جن لوگوں نے اس کے قتل میں حصہ لیا تھا اون کو بھی قتل کیا گیا۔

جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا۔ مگر دنیا میں اوس کا نام اوسی طرح زندہ ہے۔ خیر مردہ دل قومیں آگاہ نہوں تو نہوں ورنہ کوئی ایسا نہیں ہے جو عزت سے اوس کا نام نہ لیتا ہو۔ اور اوس کی تصنیفات و خیالات کا دلدادہ نہو۔

سقراط کے خیالات کی ابتدائی حالت

سقراط کے دوستوں کو سقراط کی صحبت میں رہنے کی وجہ سے بارہا اوس کا موقع ملا کیا کہ وہ بحث و مباحثہ میں اچھی طرح مہارت حاصل کر کے مدلل گفتگو کریں۔ چنانچہ لوگ اس کو محسوس کر چکے تھے۔ کہ کسی امر میں تاوقتیکہ کامل معلومات اور واقفیت بہم حاصل نہو۔ بحث و مباحثہ کرنا متناسب نہیں ہے۔ اور اس طرح ناواقفیت اور کمی معلومات کے ساتھ بحث و مباحثہ کرنا حقیقتاً دوسروں کو مغالطہ میں ڈالنا ہے۔ چنانچہ سقراط کی بھی یہی رائے تھی۔ اس لئے وہ کبھی مضمون یا مسئلہ پر گفتگو کرتے وقت اپنے دوستوں کے معلومات میں کامل وسعت پیدا کر دیا کرتا تھا۔

اور اوس کو اپنا فرض منصبی سمجھتا تھا۔ نہ ایسے فرض کی ادائی اوس کو ناگوار ہوتی تھی۔

جب کوئی شخص کسی مسئلہ کے متعلق یقینی وجوہات بتلائے بغیر سقراط کے خلاف مین رائے ظاہر کرتا تو اوس وقت سقراط بغرض تفہیم اوس مسئلہ کے تمامی جزئیات کا ابتدا سے آغاز کرتا۔ اور اوس کی اصلیت اور کلیات کی تجسس مین مصروف ہوجاتا۔

کسی مضمون پر جب سقراط کو خود گفتگو کرنی مقصود ہوتی تو نہایت ہی صاف اور سلیس عام فہم اصول کو پیش نظر رکھکر گفتگو کی ابتدا کیا کرتا تھا۔ اور اوس کی یہ رائے بھی تھی کہ بحث ومباحثہ کی اصلی خوبی اسی مین ہے۔ کہ صاف اور سلجھی ہوئی عام فہم تقریر کیجائے۔ سقراط اور اوسکے خیالات کے نام سے یونان کے مشہور مورخ زنوفن نے ایک کتاب تصنیف کی تھی اوس کا قول یہ تھا کہ اپنے بیان کی صداقت لوگون کے ذہن نشین کرکے اونکو بالکل آسان طریقہ کے ساتھ اپنے جانب رجوع کرلینے والا شخص سقراط کے مانند مین نے آج تک اور کوئی شخص نہین دیکھا، یولی کس کے بارے مین مشہور شاعر ہومر کا بیان ہے کہ، وہ عام پسند اصول کے بنا پر اپنے بحث، مباحثہ کو ترتیب دیا کرتا تھا۔ اور اپنے اصول کو کامل طور پر لوگونکے ذہن نشین کرکے اقبال کرا لیتا تھا اور وہ ایک عمدہ مقرر تھا۔ چنانچہ سقراط کی نسبت بھی لفظ بلفظ یہی کہنا مناسب ہوگا۔

• سقراط نے اپنی تقریر سے جن جن امور کو ثابت کیا ہے اون تمام معلومات کو اس مختصر کتاب مین درج کرنے ناممکن ہے۔ تاہم اوس کے چند دلائل۔ اور بحث و مباحثہ کے طریقہ بطور نمونہ یہان بیان کیئے جاتے ہین۔

بُرے عادات سے محفوظ رہنا

زنوفن کا بیان ہے کہ ”بُرے عادت سے محفوظ رہنا یہ بلاشک و شبہ انسان کی ایک فطرتی صفت ہے۔“ بریں ہم ایسے بُرے عادات کے بارے مین سقراط کا جو بیان ہے۔ اوس سے چونکہ ہم کو مزید نصیحت حاصل ہو سکتی ہے اس لئے ہم اس پر بھی غور کرین گے۔

سقراط نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ ”اگر ہم جنگ مین مصروف ہوں اور ایسا شخص، جس کو مصیبت برداشت اور محنت و مشقت کرنے کی طاقت و قوت نہین ہے یا وہ شراب اور مستورات کے ساتھ عیش و عشرت ہی مین ہمیشہ مبتلا رہا ہے تو کیا اس قسم کے آدمی کو ہم فوج کا سپہ سالار مقرر کرینگے؟ کیا ایسا سپہ سالار ہم سب کی حفاظت کر کے اپنے دشمن پر فتح یاب ہو سکیگا؟ یا فرض کرو کہ ہم بالکل قریب المرگ ہو چکے ہین۔ اور ہم کو اپنے پس ماندگان و اولاد وغیرہ کی خبر گیری اور اون کی حفاظت کی غرض سے کسی شخص کو مقرر کرنا ضرور ہے تو کیا ہم ایسے موقع پر مذکورۂ بالا بُرے عادات کے آدمی کو اون کے نگہبانی کے

کام کی غرض سے انتخاب کرینگے ؟ کیا اپنے اولاد کے چال چلن کی دیکھہ بھال اور اون مین عمدہ خصلت پیدا کرنے کا کام اس قسم کے بُرے آدمی کے سپرد کر سکین گے ؟ کیا جانور اور غلہ کے گودام وغیرہ کے حفاظت کا کام ایسے شرابی نشہ باز کے ذمہ ہم کسی وقت کر سکین گے ؟ کسی قسم کا کوئی اور کام جسکی نسبت ہماری یہ خواہش ہو کہ وہ عمدگی اور خوش اسلوبی سے انجام پائے۔ ایسے بدروش شخص کے ذمہ داری مین دے سکین گے۔ اور تو اور ایسا بدروش غلام اگر کوئی بطور نظر ہمکو دے۔ تو ہم کو اوس کے قبول کرنے کے وقت کیا ایسا خیال نہ پیدا ہوگا۔ کہ اوس کی ایسی بدرویگی قبول کرنے سے مانع ہے۔ جبکہ اونی غلام مین بُرے عادت کو ہم برداشت اور پسند نہین کرتے ہین تو پھر کیا ایسی بُرے عادت کی عادی نہونے کے نسبت ہم کو احتیاط نکرنا چاہیئے ؟ فرض کیجیئے کہ زر کی طمع اور اوس سے از حد محبت یہ بھی ایک قسم کی بُری عادتمین شمار ہے لیکن زر کے طامع مین تو یہی بات ہوتی ہے کہ، اوس کو دولت کے جمع کرنے مین راحت معلوم ہوتی ہے۔ وہ غیرون کی دولت کو غصب کرتا ہے۔ اسطرح اوس کے دولت مین ترقی ہوتی ہے۔ لیکن بدروش خود اپنا اور دوسرونکا بھی نقصان نہین کرتا ہے۔ بلکہ اوس سے تمام عالم کو تکلیف ہوتی ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو درست ہوگا۔ کہ، وہ اپنے ہی کنبہ کا نقصان نہین کرتا بلکہ اپنے جسمانی اور روحانی تباہی بھی کر لیتا ہے۔

جس شخص کو سوائے خورد و نوش اور فیشن پر مرتے رہنے کے اور کوئی بات

سمجھائی نہین دیتی۔ جس کو اپنے دوست احباب سے گفتگو کرنے کے بہ نسبت رقاصہ اور فاحشہ عورتون سے گفتگو کرنے مین زیادہ لطف ملتا اور راحت محسوس ہوتی ہے تو ایسے شخص کی صحبت مین کیا کسی کو مسرت حاصل ہوگی؟ کسی قسم کی بری عادت کا نہونا گویا تمام نیک خصلتی اور اعلے صفت کی بنیاد ہے۔ اسلئے اُس کو اپنے آپ مین پیدا کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ اگر اس طرح نکیا جائے تو جو کچھ اچھی بات اور عمدہ سبق قابل فخر ہے وہ کس طرح اپنے آپ مین پیدا ہوسکتا ہے؛ جو شخص بری عادت مین مبتلا ہے، اوس کی جسمانی اور روحانی دونون حالتین نہایت خراب ہوتی ہین۔ کیا یہ صحیح ہے،، فی الحقیقت یہ پایا جاتا ہے کہ، کوئی خود مختار اور آزاد منش شخص بد روش آدمی کو ہرگز اپنے پاس ملازم نہ رکھیگا اور جو ملازم اس قسم کے وحشیانہ نتیجے مین مبتلا ہونگے وہ ہمیشہ پرمیشور سے التجا کرینگے کہ اے پرمیشور، ہمکو رحیم۔ عادل۔ چشم پوش۔ مہربان آقا عطا کر۔ اور اگر ایسا آقا اونھین نہ ملے تو اون کی ہرگز خیر نہوگی۔

اس بارے مین جو کچھ سقراط ہمیشہ کہا کرتا تھا وہ یہ ہے۔ کہ، کسی مین بری عادت نہو۔ اور اس نیک خصلتی کی بے انتہا ثنا، وصفت محبت کے ساتھ کیا کرتا تھا۔ اور اوس کی یہ ثنا، وصفت اور محبت، صرف زبانی جمع خرچ تک محدود نہین تھی۔ بلکہ اوس کے تمام حرکات وجذبات سے عملی ثبوت کا مشاہدہ ہوتا رہتا تھا۔ نفسانی خواہشات کے پورا کرنے کی طمع اوس کے دلپر مطلق اثر نہین کرسکتی تھی۔ اسی طرح دولت کے فراہم کرنے کے ذرایع کو بھی وہ

ترک کرچکا تھا۔ کیونکہ اس بارے مین اوسکا یہ بیان تھا کہ جو دوسرے کا روپیہ لیتا ہے، وہ اوس دینے والے کا کامل طورپر غلام بنتا ہے۔ دینے والا اوسکا جس طرح جی چاہے گا، اوس طرح اوس زر لینے والے کو دینا ہوگا۔ یہ غلامی حقیقی غلام سے بھی نہایت خراب ہے اس مین کس کو انکار ہوگا۔

سقراط کی بسراوقات کا طریقہ

سقراط کی تقریر اور نصایح کو جو لوگ سنا کرتے تھے۔ اون لوگون کو اپنی طرف مایل کرنے کے واسطے ایک مرتبہ انٹی فان نامی سوفی لیسٹ[۱۵] سقراط کے پاس گیا اور مجمع سامعین کے مواجہ مین سقراط سے اوس نے کہا کہ جناب!

"آجتک میرا یہ خیال تھا کہ واقف کار اصول عالم اور جہان دیدہ بہ نسبت عوام کے اپنی زندگی کو نہایت ہی راحت وآرام سے گذارتے ہین۔ مگر آپ کی حالت بالکل اس کے برعکس دیکھتا ہون۔ اور آپ اپنی قابلیت ہی کی وجہ سے بہ نسبت عوام کے زاید تکلیف اور مصیبت مین مبتلا رہتے ہین"

[۱۵] قدیم علاقہ گریس مین اجرت لیکر علم مناظرہ فلاسفی۔ اور آئین حکمرانی کی تعلیم دینے والے لوگ سوفی لیسٹ ہوا کرتے تھے یہ جھوٹے دلائل سے سچی اور اصلی بات کو مغالطے مین ڈالدیتے تھے۔ چونکہ سچے عقاید مین یہ تعزش پیدا کرادیتے تھے۔ اس لئے عام لوگونکی نظر مین وہ لایق نفرت اور قابل ملامت تھے۔

آمد و رفت رکھنے مین کبھی کیا کوئی حرج واقع ہوا ہے؟ بلکہ اکثر ضعیف القوے لوگ مسلسل پیدل چلنے کی ورزش کرتے ہین - اور اپنی خلقی پیدایشی کمزوری اور ناتوانی کو دفع کرکے اچھے خاصے صحیح و توانا ہوتے ہین - بلکہ جو خورد سالی مین محنت و مشقت کرکے جسم مین توانائی اور قوت حاصل کرتے ہین اون کی بہ نسبت ایسے لوگ زاید آسانی سے محنت و مشقت کا کام انجام دیتے ہین - اور جب ایسا ہے - تو محنت و مشقت کا عادی نہونے کی وجہ سے تم کو یہ باتین وقت طلب معلوم ہوتی ہین - مین نے اپنی زندگی کا تمام حصہ انواع و اقسام کی محنت و مشقت مین نہایت ہی خوشی کے ساتھ صرف کیا ہے - جس کی وجہ سے اب مجھکو اس قسم کی سادہ زندگی بسر کرنی کچھ بھی مشکل نہین ؟

دوامی اور فنا نہونے والی راحت اور ترک تکلفات سے گذارنے مین مسرت ہی مسرت ہے - اور نہایت شرمناک اور خواہشات نفسانی کے پورے کرنے اور گہرے غافلانہ نیند سے سوتے رہنے مین تو مجھکو کوئی بھی قابل قدر بات نہین معلوم ہوتی خوشگوار اور لذیذ غذا کی مجھکو کبھی خواہش نہین ہوتی ہے - اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی کسی کام کو شروع کرچکا ہو - اور وہ اچھی طرح انجام کو نہ پہونچتا ہو - تو ایسا شخص نہایت ہی ملول خاطر نظر آتا ہے اور جس کی تجارت کہیتی باڑی یا اور کوئی کاروبار جو وہ اختیار کرچکا ہو حسب منشاء اور حسب مرضی چل رہا ہو تو ایسا شخص ہمیشہ خوش و خرم رہتا ہے - مجھکو تو یہ معلوم ہے کہ ہم روز بروز نیک خصلت بنتے جاتے ہین اچھے اچھے لوگ

ہم سے ملاقات کرتے ہیں۔ اور دوست بنتے جاتے ہیں۔ جب ہم اپنے اس طرز عمل کے نتیجہ کو دیکھتے ہیں تو اوس سے ہم کو مسرت حاصل ہوتی ہے اور اس کی کیا کسی چیز سے ہمسری ہو سکتی ہے؟! اپنے دوست احباب اور ملک کی فلاح و بہبودی کا کام کرنے والا شخص زاید کارآمد اور مفید ملک ہوگا۔ یا تمہارے ایسی عیش و عشرت اور مرغوب طبع زندگی بسر کرنے والا شخص زاید کارآمد ثابت ہوگا؟

مجھکو بتاؤ کہ: جنگ کے موقع پر کون بہتر ہے۔ آیا وہ شخص جسکو عمدہ اور شیرین غذا مرغوب ہے۔ یا وہ شخص جس کو جو چیز وقت پر میسر آجائے اور اوسی مین خوش رہتا ہو؟

اگر اچانک تمہارا ایسا شخص محاصرہ مین گھر جائے۔ تو اوس محاصرہ کی صعوبت اور مشکلات زائد کون برداشت کرے گا؟ آیا پلاؤ اور شیر برنج کا شائق! یا وہ شخص جس کو جو وقت پر میسر آئے۔ اوسی سے وہ اپنی اشتہا پوری کر لے!!

مسٹر انٹی فان! تمہارا ایسا خیال ہے۔ اور وہ ذہن مین بالکل بیٹھ گیا ہے۔ کہ اچھی طرح خورد و نوش۔ شان و شوکت اور فیاضانہ طریقہ سے بسر ہو۔ تو اسی پر راحت و آرام کا دارو مدار ہے۔ ورنہ اور کوئی صورت نہین ہے، اور اگر ہو بھی تو وہ مفلسی یا تکلیف ہی تکلیف ہے۔ لیکن اس بارے مین اگر مجھ سے پوچھا جائے تو مین یہ کہونگا۔ کہ کسی بات کی

خواہش نہ ہونا یعنی ترک خواہشات اسی کا نام ظہور مشابہت ہے۔ اور بالکل ضروری اور تھوڑی خواہشات کا رہنا درحقیقت پرمیشور کی قربت ہے!
پھر اس سے زائد اور کونسی بات ہونا چاہیئے۔ اور تو کیا چاہتا ہے؟

ایک دن انٹی فان نے سقراط سے کہا کہ،

جناب! آپ بڑے دیانت دار ہیں۔ آپکے اغراض بھی نہایت ہی نیک اور قابل قدر ہیں اور اسکا مجھکو بھی پوری اقرار ہے۔ لیکن کسیقدر کیا معنی بلکہ میرا خیال ہے کہ آپ کچھ نہیں جانتے کہ تعلیم کا صلہ کچھ لینا چاہیئے؟ کیونکہ آپ کچھ بھی تعلیم کا معاوضہ نہیں لیتے ہیں۔ اور اس کا آپ کو اقبال بھی ہے۔ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ آپ اپنا مکان اور اوس کی کوئی شئے بھی بلا کسی قسم کے معاوضہ اور اجرت کے کسی کو دیسکتے ہیں۔ مگر میں جہانتک غور کرتا ہوں آپ کسی کو ہرگز نہ دینگے۔ کیونکہ اون کی کچھ نکچھ قیمت ضرور ہے۔

اسی طرح اگر تمہاری قابلیت کی اگر کچھ قیمت پائی جاتی ہے تو تم یہ تعلیم بلا قیمت مفت تعلیم دینے پر ہرگز آمادہ نہ ہوتے! اور کسی اونی بیوپاری کیطرح تم کسی کو اپنی بلا بدل تعلیم میں دہوکہ بھی نہیں دیتے ہو۔ علاوہ اس کے تمہاری دیانت داری اور علم و فضل لوگوں پر ظاہر امعلوم ہے۔ اسی طرح تم کو اس کا مطلق علم نہیں ہے۔ کہ آپکی دانشمندی اور علم و فضل کو یا لائق تعلیم و قابل قبول نہیں؟ چنانچہ تمہارے طرز عمل اور برتاؤ سے ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے۔

سقراط نے اس کے جواب میں کہا کہ خوبصورتی اور اصولی معلومات دونوں

آپس مین ملتی جلتی سی ہین - کیونکہ ایک مین جو بات لائق تعریف ہے - وہی دوسرے مین بھی ہے - اور ایک مین جو لائق نفرین و نفرت ہے وہ دوسرے مین بھی - مثلاً اگر کوئی حسین عورت اپنے حسن اور ناز کو فروخت کرے تو تم بھی اوس کو فاحشہ اور کاسبہ کہوگے - لیکن کسی شریف اور نیک خصلت عورت کو اپنے آپ پر گرویدہ اور محبت کرتا ہوا پاؤ - اور اوس سے جائز تعلق پیدا کرلو - تو اوس کے بارے مین سب یہی کہین گے کہ وہ علم اخلاق اور عمدہ چال چلن سے بخوبی واقف ہے - پس اصولی معلومات والے شخص کی نسبت بھی ایسا ہی کہنا مناسب اور درست ہے - اوس کی دوکان قائم کرنے والے جو سوفسٹ ہین وہ کاسبہ کے مانند ہین - لیکن اصول سے جو واقف کار ہین وہ اپنے علم کو کسی لائق اور سمجھدار شخص کو دیکھکر سکھاتے ہین - اور اوسی کو ہم نیک اور دانشمند سمجھتے ہین - عمدہ گھوڑے - شکاری کتے - خوش الحان خوبصورت پرند کا پالنا پوسنا ہر شخص کو پسند آتا ہے - اسی طرح مجھکو اپنے نیک اور فہمیدہ دوستون کی ہمنشینی سے مسرت ہوتی ہے - اور جو باتین مجھکو اچھی پائی جائینگے - اون باتون کو مین اپنے اون فہمیدہ دوستون کو سکھاتا ہون اور وہ باتین جو اونھین اعلیٰ ترقی پر پہونچانے مین مدد و معاون ہوسکین گی اوس سے بھی مین اون کو واقف کراد یتا ہون - جن قیمتی خزانون کو ہمارے اسلاف ہمارے لئے چھوڑ گئے ہین - ہم سب ملکر اوس کی قدر کرتے تھے اور اوس سے حظ اوٹھاتے ہین - اور اون کی تمام تصنیفات کا مطالعہ کرکے اون مین جو اچھا

عمدہ اور سفید ہوتی ہیں۔ اوس کا انتخاب کرتے ہیں۔

مختصر یہ کہ ہم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور اس سے بہت کچھ نفع حاصل ہو چکا ہے۔ سقراط کا یہ جواب سن کر انتی فان کو اس کا یقین ہو گیا۔ کہ یہ نہایت ہی راحت اور آرام میں ہے۔ ایک مرتبہ انتی فان نے سقراط سے دریافت کیا کہ جبکہ آپ آئین حکمرانی کی تعلیم دینے کے قابل ہیں اور اوس سے بخوبی واقفیت رکھتے ہیں۔ تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ ملک کی کوئی خدمت قبول کر کے امور مملکت کی طرف کیوں نہ متوجہ ہوں؟؟

سقراط نے اس کا جواب یہ دیا کہ تمہارے کہنے کے بموجب میں ایک اوسی قسم کا کام اپنے ذمہ لے کر اوس کام کو انجام دوں تو اوس وقت ملک کی خدمت کے لیے کار آمد ثابت ہو سکتا ہوں۔ یا یہ کہ میں کسی لیے اچھا اور زیادہ کارآمد پایا کہ میں جس سیاسی لوگوں کو عمدہ تعلیم دے کر اپنے اپنے خیالات سے بہت افراد ملک کی اعلیٰ خدمت انجام دینے والے تیار کرتا ہوں!!

رعونت اور جھوٹی مشیخت

سقراط ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ شان اور نمارت کی اصلی غرض یہ نہیں ہے کہ انسان اچھا نظر آئے۔ بلکہ فی نفسہ نیک اوس کوشش کی ضرورت ہے۔ اور اوس کے ثبوت میں سقراط کہا کرتا تھا کہ فرض کرو کہ کوئی شخص فن موسیقی سے

واقفیت نہین ہے۔ مگر اپنے آپ کو موسیقی دان اور قوال مشہور کرانا چاہتا ہے تو اس ڈھوے کے نبہانے کے لئے اوس کو فن موسیقی سے واقفیت بہم پہونچانے کے علاوہ دیگر فروعات اور تمام باتون مین قوالون کے مانند نمایشی چیزین۔ ہمہ اقسام کے باجے اور مزامیر فراہم کرنے پڑتے ہین۔ اور جہان جہان اوس کو جانے کا اتفاق ہوتا ہے اون اون مقامات پر ان اشیاء اور ایسے لوگون کو بھی ہمراہ رکھنا پڑتا ہے جو ہر وقت ہر آن اوس کی ہی ثناء صفت کرتے ہون۔ اور ہان مین ہان ملاتے ہون مگر ایسا شخص جو درحقیقت موسیقی دان نہین ہے اور اوس فن سے بالکل واقف نہین ہے۔ وہ کسی مجمع مین بھولے سے بھی ایک تال یا سُر اپنے سے نہ نکالیگا۔ کیونکہ اس سے اوس کی جہالت اور عدم واقفیت کا اظہار ہو جائیگا۔ اور اسی قدر نہین بلکہ اوس کی بناوٹی اور جھوٹی فوقیت اور حماقت کا تمام اہل مجمع پر ظاہر ہو جائے گی۔ اور اوس کی قابلیت کا بھانڈا پھوٹ جائیگا جس سے لوگون کو الزام دینے کا موقع ملیگا۔ کہ اُس نے اپنی بیوقوفی سے روپیہ اور محنت ضایع کی۔ اور قلعی بھی کھلگئی۔ علی ہذا کوئی شخص بذات خود قابلیت اور معلومات سے بے بہرہ ہوکر اپنے آپ کو تجربہ کار سپہ سالار فوج یا آزمودہ کار ملاح ظاہر کرے تو اوس کا کیا نتیجہ ہوگا؟

اول تو اوس کی ایسی حرکت سے خود اوس کو ہی تکلیف ہوگی اور مشکلات کا سامنا ہوگا۔ دوسرے یہ کہ اگر وہ اپنی اس بناوٹ مین پورے طور پر کامیاب بھی

ہو جائے۔ تو اوس وقت اوس کو نہایت ہی خراب اور برا نتیجہ بھگتنا پڑیگا۔ جبکہ اوس کے اس فریب مین اگر کوئی اوس کو فوج کا سپہ سالار یا جہاز کا ملاح مقرر کردے۔ ایسی حالت مین خود اوس کو شرمندگی اوٹھانی پڑے گی اور کیا عجب ہے۔کہ وہ اپنے دوستون اور نیک لوگون کی تباہی و بربادی کا بھی باعث ہو ؟

اسی طرح وہ شخص جو خود نہایت ہی کمزور اور کم طاقت ہو مگر اپنے آپ کو نہایت ہی شجیع اور بہادر باور کرائے تو درحقیقت یہ نہایت دہوکا بازی اور فریب ہے۔ کیونکہ ان واقعات اور حالات کے لحاظ سے لوگون کو اوس کی قابلیت پر بہروسہ ہو جائیگا۔ اور اوس کے دعوے کو صحیح مان کر اگر اوسکے سپرد کوئی ایسا کام کرینگے جس کی قابلیت اوس مین موجود نہو یا جس طرح اوس کو انجام پانا چاہیئے۔ وہ اوس طرح انجام نہ پاسکے۔ تو یہ اوس کا فعل صریح دہوکہ اور بہت بڑا گناہ ہوگا۔ اور اس سے ندامت ہی نہین ہوگی۔ بلکہ اس بڑے گناہ سے نجات ملنی بھی مشکل ہوگی۔ اپنے ہمسایہ کے مال و متاع پر دست تصرف دراز کرکے تغلب و تصرف کرنا۔ اگر گناہ اور جرم سمجھا جاتا ہے۔ اور اوسی طرح اوسطے درجہ کی قابلیت اور معلومات کا شخص اگر اپنے کمینہ پن سے تمام عالم کو یہ باور کرائے کہ مین امور سلطنت اور اہم مسائل کے انجام دینے کے قابل اور اوس کا اہل ہون تو یہ بھی بہت بڑا گناہ اور جرم ہے ؟

سقراط ہمیشہ رعونت اور جہوٹی مشیخت سے ایسی ہی مثالین بیان کرکے

اپنے پاس آنے والون کو ہمیشہ نفرت دلایا کرتا تھا۔

طریقہ تعلیم فرمانروایان

سقراط سامعین اور طلباء کو مندرجہ ذیل امور کے جانب کر

۱۔ خورد و نوش مین کیا مناسب احتیاط کی جائے۔

۲۔ عشق و محبت اور کاہلی سے کسطرح بچا جائے۔

۳۔ صعوبت و آرام مین برداشت اور تحمل کسطرح کیا جائے۔

اپنے دانشمندانہ اور مفید خیالات سناکر رجوع کراتا تھا۔ جب سقراط نے سناکہ

ارسٹی پس نامی ایک شخص نہایت ہی عیش و عشرت مین مصروف رہا کرتا اوس نے اوس سے پوچھا کہ اگر تمہارے پاس ایک شاہزادہ اور ایک معمولی حیثیت کے آدمی کا لڑکا تعلیم کے واسطے آئے تو تم دونون کو کس طریقے سے تعلیم دوگے؟ اور اس مسئلہ کو براہ کرم خورد و نوش کی حالت سے بیان کرو۔ کیونکہ حقیقتاً خورد و نوش ہی تمام امورات کی بنیاد ہے۔

ارسٹی پس نے جواب دیا کہ ،، بیشک آپکا بیان بالکل واجبی اور صحیح ہے ہماری تمام زندگی کا دارومدار خورد و نوش پر ہی منحصر ہے۔ اور اگر وہ میسر نہ آئے تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ بالکل ہمارا خاتمہ ہی ہے۔ ؟؟

سقراط "مقررہ وقت پر خورد ونوش کرنے کی نسبت تو اونہیں تعلیم دیگا یا نہیں؟"

ارسٹی پس "ہان بیشک مین اس طرح کرون گا"

سقراط "دونون لڑکے جس وقت کھانا کھا رہے ہون - اوس وقت کسی اہم امور کے انجام دینے کے واسطے - کھانا کھا چکنے سے پہلے ہی کس لڑکے کو اوس اہم امور کے بجالانے کے واسطے کہیگا؟"

ارسٹی پس "تاخیر کی وجہ سے تاکہ امور سلطنت مین ہرج واقع نہو مین شاہزادے کو اوس کا عادی کراونگا -"

سقراط "علیٰ ہذا تشنگی کو برداشت کرنا - کم سونا - عرصہ تک سوتے نہ رہنا بلکہ جلد بیدار رہنا اکثر تمام رات جاگتے رہنا - نیک طریقے سے رہنا یعنی نفسانی خواہشات کا مطیع نہونا - اور جفاکشی کرنے کے لئے تامل مثول نکرنا بلکہ بڑی جرأت کے ساتھ اوس کو انجام دینا یہ باتین تو کس کو سکھلائیگا -"

ارسٹی پس "ایسی شاہزادے کو -"

سقراط "غنیم کو شکست دینے کا اگر کوئی ایک فن ہو تو وہ کس کو سکھلانا مناسب ہے -"

ارسٹی پس "شاہزادہ کو تعلیم دینا زیادہ مناسب ہے - اس لئے کہ اگر اس فن سے وہ واقف نہو تو باقی تمام تعلیم بیکار اور فضول سمجھی جائیگی -"

سقراط "اون لوگون کا نہایت خطرناک نتیجہ ہوتا ہے - جو منشی چیزون پر

فریفتہ ہوتے ہین۔ خورد و نوش کے چیزون کا لالچ کرتے ہین۔ خواہش نفسانی کے پھندے مین گرفتار ہوجاتے ہین۔ اور اپنے خراب اور بدصحبت والونکی کوشش سے ان آلام مین بغیر سمجھے بوجھے پھنس جاتے ہین۔ اور اس کا افسوس ہے۔ کہ وہ ان افعال کے بدنتایج اور خطرات پر مطلق غور نہین کرتے میرا جہان تک خیال ہے۔ ایک تعلیم یافتہ کبھی آسانی کے ساتھ بدصحبت کے اثر سے اپنے آپ کو ایسے خطرات اور آلام کے حوالہ ہرگز نکرے گا۔"

ارسطی پس۔" آپکا بیان صحیح ہے۔

سقراط " اگر ایسا ہے تو، اوس خالق مطلق نے جس انسان کو قوت امتیازی عطا کی ہے۔ اور وہ اوتی اور معمولی مثل حیوانات کے عقل کے کام کرے اور قوت امتیازی سے کام نہ لے۔ اور ایسی تباہ کن باتون کے فریب مین آنکر گرفتار ہوجائے تو یہ کس قدر قابل نفرین بات ہے (ہم نہایت خطرناک کام کرتے ہین) اس گناہ کے بارے مین قانونی حکم نہایت سخت ہے ہمارے ایسے بُرے افعال کو شاید کسی نے دیکھا ہوگا، اگر ہم کسی کے چنگل مین گرفتار ہوجائین۔ تو ہمارا سر کچلے جانے کے بغیر ہرگز نہ رہے گا! حاصل کلام یہ کہ سزا اور بدنامی ہمارے گناہ کے ساتھ بالکل وابستہ ہین۔ باوجود اس کے یقینی طور پر واقف رہنے کے بھی اور اس قسم کے ناشایستہ افعال کے بہ نسبت ہزارہا قابل عزت و لائق وقعت افعال انجام دینے کے قابل موجود ہین۔ مگر اس بارے مین باوجود علم ہونے کے بھی؛ جو لوگ موقع تاک کر بیاہ شدہ

بغیر مستورات کی عصمت دری کرنے کے ارادہ سے اون کے خواب گاہ مین پوشیدہ طور پر داخل ہونے مین اور اپنے جان پر تبنے والی نہایت خطرناک جرأت کرتے ہین؟ اون کے یہ افعال یعنے بدکرداری اور رزیلانہ جرأت کی کیا علانیہ نظرین موجود نہین ہین؟"

ارسٹی پس۔ "مجھکو بھی ایسا ہی معلوم ہے۔"

سقراط "انسان کی زندگی کے "اہم اور ضروری کامون کو دیکھا جائے تو وہ، جنگ اور زراعت ہین؟ یہ کھلے میدان اور کھیت مین ہوا کرتا ہے۔ دہوپ تشنگی سرد و گرم ہوا بارش۔ وغیرہ کی تکالیف سختی کے ساتھ برداشت کرنیکے اکثر لوگ عادی نہین ہوتے ہین۔ کیا یہ کاہلی نہین ہے؟ اور وہ خواہشمند جو بہت سے لوگون پر حکومت کرنی چاہتے ہین۔ کیا اون کو ایسی مشقت برداشت کرنیکے لئے مستعد رہنا چاہیئے؟"

ارسٹی پس۔ "بیشک اون لوگون کو ضرور مستعد رہنا چاہیئے۔"

سقراط۔ "محنت و مشقت کرنے والے اشخاص جو ہمہ قسم کے صعوبت کو تحمل کے ساتھ برداشت کرنے کے قابل ہوتے ہین؟ اور وہ لوگ جن کو ان باتون سے مطلق لگاؤ اور حس تک نہین ہوتی ان مین سے اگر ہم آخر الذکر لوگون کو مشقت کرنے والا یا حکومت کرنے کے قابل سمجھکر لائق حکومت سمجھین۔ تو کیا ہمارا اس طرح خیال کرلینا داخل بیوقوفی نہوگا؟"

ارسٹی پس نے اس کا بھی اقبال کیا اوس کے بعد سقراط نے کہا کہ "تو پھر

منجملہ ان دونون کے تجھکو کونسی حالت پسند ہے؟"

آرسٹی پس لوگ میرے اطاعت گذار ہین اس کو مین ہرگز پسند نکرونگا جس کو۔ اس کی خواہش ہووہ اوس کام کو اطمینان سے قبول کرلے۔ مین اسکا ہرگز رشک وحسد نکرون گا۔ جبکہ ہم کو اپنے ذاتی اغراض کے پورا کرنے مین ہی وقت ہوتی ہے۔ تو دوسرون کے اغراض کا بار اپنی گردن پر لینا۔ اور اونکے حسب دلخواہ چیزین میسر نہ آنے سے اون لوگون کو محروم رکھنا۔ اور عدم فراہمی اشیار یا امور مملکت کے ناکمل انجام دہی کا الزام اپنے سر پر لینا یہ بڑی بیوقوفی ہے۔ ہم ایسا خیال کرتے ہین کہ کسی چیز کے حاضر کردینے کے بارےمین جب ہم کسی ملازم کو حکم دین تو وہ اوس کی فوراً تعمیل کرے۔ لیکن کسی چیز کو وہ خود اپنے استعمال مین نہ لائے۔ اسی طرح آزاد سلطنت کے حاکم بھی اپنے ملک کے باشندون کے ساتھ ایسا ہی چاہتے ہین۔ چنانچہ اُن کی غریب رعایا رکا گویا یہ قرض ہے کہ وہ حاکمون کی ضروریات کو پورا اور فراہم کرتی رہے۔ لیکن خود اپنے فائدہ کے متعلق اس قسم کا وہ کچھ خیال بھی نکرے۔ اس لیے جنھین خود بہت سے کام کرنے کی خواہش کے ساتھ لوگون پر حکومت کرنا بھی پسند آتا ہے؟ اور جنھین تمھارے بیان کے مطابق تعلیم مل چکی ہے۔ صرف وہی اس عہدہ کے قابل ہین۔ اگر مجھ سے پوچھا جائے تو مجھکو اطمینان اور راحت کے ساتھ زندگی بسر کرنا پسند ہے"

سقراط "رعایار کے مقابلہ مین کیا فرمانروا کی زندگی نہایت راحت سے

گذرتی ہے ۔'' اچھا چلئے اس بارے مین ہم غور کرتے ہین ۔ ایشیا کے سیری نیس
وغیرہ لوگ ایران کے زیر اثر ہین ۔ یورپ کے لی سی لیس یہ سی تی مین
لوگون کے ماتحت ہین اور آفریقہ کے اکثر حصہ پر کارتھے جین حکومت کرتے ہین
اب ان تمام ممالک مین زاید تر راحت مین کون ہے ؟ ہم اپنے گریس علاقہ
کے حالت کو ہی دیکھین تو اون مین جو ریاستین دوسرون پر حکومت کرتے
ہین ۔ وہان کے باشندون کی باوجود اس کے کہ وہ دوسرون کے ماتحت
ہین ۔ لیکن باشندون کی حالت نہایت مایوسانہ ہے '' کیا اس کا تم کو علم ہے ؟
ارسٹی پس ۔'' غلامی کی حالت کو تو مین ہرگز قبول نکرونگا ! لیکن حکومت
اور اطاعت ان کی درمیانی حالت جو آزادانہ طریقہ ہے ۔ اُس کے بموجب
عمل کرنے کی میری کوشش رہا کرتی ہے ۔ کیونکہ قریب کا راستہ اصلی راحت
اور اطمینان حاصل ہونیکا وہی ہے ''

سقراط ۔ '' حاکمی اور محکومی کے منجملہ ہم ان دونون حالتون سے قطع نظر
کرکے انسانون مین کس طریقہ سے بسر کر سکین گے ؟ '' تو پھر تیرا وطیرہ انسانی
گروہ سے نہایت دور کا ہے ۔ اگر تو اس طرح کہے گا تو یہ کس قدر درست
ہو سکیگا ۔ ارے بھائی '' زبردست زیردست کا کان مروڑتا ہے '' چنانچہ
زر ۔ حکومت ۔ اور قوت ان کو حاصل ہو جاتی ہے ، کمزور غریب خادمون کو
عاجز اور روتے چلاتے ہوئے دیکھکر بھی وہ بے انتہا ظلم اور سختی کرتے ہین
کیا اس قسم کے ہزارہا نظیرین تو نے نہین دیکھی ہین ؟ اگر اس قسم کے زبردست

لوگون سے اتفاق پیش آجائے تو بغیر چون چرا کئے ہوئے اون کے ظلم کے جوتے کے نیچے جواپنی گردن نہین دیتے ہین. تو وہ جابر اون کی ملکیت - کھیتی باڑی. مال ومتاع کوکس طرح برباد کر دیتے ہین - اور آخر مین اون پر حملہ کرکے عیال واطفال کو بھی برباد کر دیتے ہین - کیا اس کا تجھکو علم نہین ہے! یہ دو سلطنتون کا ذکر ہوا، انسان کے خانگی روزانہ کاروبار مین بھی "زبردست زیردست کا کان مروڑتا ہے" اور یہی طریقہ جاری ہے۔

اری سٹی پس" یہ حالت نگذرے اس لئے کسی خود مختار سلطنت سے مین نے اپنا تعلق نہ رکھا - اگر اس حالت توکل کو ترک کرکے مین کسی دوسرے مقام پر جاؤن تو وہ مقام مجھکو بتا ؟"

سقراط نے کہا کہ " جناب آپکی یہ ترکیب نہایت عجیب وغریب ہے ڈاکوؤن کے سرخیل نیست ونابود ہو جانے کے باعث بہ نسبت سابق کے اب مسافری کے لئے راستہ مین کسی قسم کے مشکلات باقی نہین رہے ہین دوامی طور پر سکونت کرنے والونکی بہبودی کے غرض سے اقسام کے قواعد موجود ہین - اون کے عزیز واقارب اور دوست واحباب اون کی حفاظت کی غرض سے آمادہ رہتے ہین - اور شہر مین فصیل ہونے کے علاوہ اون کے پاس ہتیارون کا مخزن بھی زاید رہتا ہے - اور خاصکر یہ بات بھی ہے کہ ہمسایون کے تمام لوگون کی اونہین امداد ملتی رہتی ہے - باوجود اس قدر انتظامات کے بھی بدمعاشون اور ڈاکوؤن کی کوشش برابر جاری ہے - کہ لوٹ مین اور اذیت

پہنچاتے ہیں۔ دوامی طور پر تکلیف رسان سیاحت کرنے والے خانہ بدوش اور اوسنے باشندون کی ایسی زندگی تو اختیار کر چکا ہے۔ اور تو آبادی مین کسی وقت نہین جاتا، دوسرون کے سہارے پر اپنی زندگی بسر کرنیوالون کے طرح تو بالکل غیر مشہور ہے، پھر ایسی صورت مین تیری کیا حالت ہوتی ہوگی کیا اس کا تجھکو کچھ خیال بھی ہوتا ہے؟ تو کوئی غیر آدمی ہے؟ یا بلا کھٹکے سفر کرنے کے بارے مین سرکار سے تجھکو اطمینان بخش کوئی پروانہ حاصل ہوگیا ہے۔ اس لئے تو خیریت اور امن سے رہے گا۔ بدبختی سے اگر کوئی تجھکو گرفتار کرکے غلام بنا دے اور تو اون کے پاس ناکارہ ثابت ہو تو پھر تیرا آقا کیا تجھ سے اچھی طرح برتاؤ کریگا! کاہل، لوجھو اور چین سے بسر کرنے کے خواہش مندون کو کیا کوئی بھی اپنے خاندان مین رکھیگا! اس قسم کے غلام کو اوسکا آقا کس طرح رکھتا ہے۔ اس کو ہم اب بیان کرینگے۔"

سقراط نے کہا کہ "بسیار خور غلامون کو خوراک مقررہ کے اندازہ پر آنے تک، اونہین فاقہ کرایا جاتا ہے۔ جس طرح چور کے ہاتھ کوئی قیمتی چیز نہ لگجائے اس لئے چیزون کو احتیاط کے ساتھ مقفل رکھتے ہین۔ اسی طرح اوس غلام سے احتیاط کی جاتی ہے۔ بھگوڑون کو زنجیر سے باندھ کر رکھتے ہین۔ اور کاہلون کی مدارات تازیانہ سے کرتے ہین۔ اگر تیرا ذاتی غلام اس قسم کا خراب اور ناکارہ ہو تو کیا اوس کو راہ راست پر لانے کی غرض سے تو اوسی قسم کی تدبیر نہین کریگا؟ ادری سٹی پس۔" جبتک وہ میری اچھی طرح اطاعت نہ بجا لائیگا مین اوسکے ساتھ

نہایت سختی سے برتاؤ کرون گا؟ لیکن جناب! اب تو ہم اوسی سابق کے مضمون کا سلسلہ جاری رکھین گے؟ یعنی جس آئین حکمرانی مین آپکو بڑی راحت پائی جاتی ہے۔ اور اوس پر عمل کرنے کے آپ پورے ماہر ہو چکے ہین۔ اسمین اور مفلس شخص مین کیا فرق ہے؟ اس کو بیان کیجئے؟ فرمانرواؤن کو اشتہا اور تشنگی پر غالب آنے کی عادت ڈالنا چاہیئے؟ سرد و گرم وغیرہ کی برداشت کا عادی بنانا چاہیئے اونکو نہایت کم سونا چاہیئے۔ اس کے علاوہ اور صدہا محنت و مشقت کے کامین انجام دینے کے لیئے اون کو آمادہ رہنا چاہیئے۔۔ اپنی رضامندی سے ہو یا جبر سے چابک کی مار کھانا۔ ان دونون مختلف طریقون کی تکلیف جسمین ہی آپ کیا فرق کرتے ہین؟ یہ میری سمجھ مین نہین آتا کہ اوسی رضامندی سے تکلیف برداشت کرنا کیا یہ بیوقوفی نہین ہے ؟))

سقراط: رضامندی اور جبر و ظلم ان دونون باتون مین کیا تفاوت ہے؟ جب اس کا علم نہین ہے؟ نہ کھانے مین ہی جس کو مسرت پائی جاتی ہے۔ بلکہ وہ اُس کے ارادہ پر موقوف ہے کہ جسوقت جی چاہے اوس وقت اپنے اشتہا کو پورا کرلے؟ اور اسی طرح اپنی رضامندی سے تشنگی کو دفع کرتا ہے تو اوس کے ارادہ مین جس وقت آئیگا وہ اوسوقت اپنی تشنگی دفع کرے گا لیکن جس کو جبر یا ضرورت کے باعث اشتہا اور تشنگی کو مٹانا ہوگا تو کیا اوسکا ایسا ارادہ ہوتے ہی سیری حاصل ہوسکتی ہے؟ آئندہ کے امید سے انسانمین جو قوت پیدا ہوتی ہے۔ اوس کے وجہ سے بڑے بڑے مشکل کامون کے

گزر رہا تھا۔ تو اوس وقت اوس نے دو عورتون کو اپنی جانب آتے ہوئے دیکھا۔ اون مین سے ایک نہایت متین اور قبول صورت۔ حسین و نازنین شرمیلی۔ منکسر المزاج تھی اور سفید لباس زیب تن تھا۔ مگر جنس اُناث کیلئے جیسا فطرتاً چہرا بدن ہونا چاہئیے ویسا دوسری عورت کا مطلق نہ تھا۔ بلکہ آرام و آسائش کے باعث ضرورت سے زائد موٹی تھی۔ اپنا رنگ خوشنا ظاہر ہونیکے غرض سے اوس نے اپنے جسم کو ایک قسم کے رنگ سے رنگ لیا تھا۔ ضرورت سے زائد ناز و نخرے کر کے وہ ناظرین کو غفلت کے پھندے مین پھانسنے کی کوشش کیا کرتی تھی۔ اوس کے نظرون مین عجز و انکسار نہ تھا۔ البتہ ضرورت سے زائد شوخی نظر آتی تھی۔ وہ لباس فاخرہ پہنے ہوئے اپنے جسم کو بار بار دیکھتی تھی۔ اپنے قریب کے لوگون پر نظر دوڑ دوڑا کر دیکھتی تھی کہ اوس کے ناز و کرشمہ کا اثر اون لوگون پر کیسا پڑ رہا ہے اور اس کی اوس کو جستجو تھی علاوہ بار بار اپنا سایہ بھی دیکھتی تھی۔"

"دونون عورتین قریب آگئین۔ اور ایک نے اپنی متین چال کو قایم رکھا لیکن دوسری سب سے پہلے مکان مین داخل ہونے کے ارادہ سے ہرکیولیس کے جانب دوڑتی ہوئی گئی۔ اور اوس کے پاس جا کر کہا کہ، پیارے ہرکیولیس تو اپنی زندگی کے لئے کونسا طریقہ اختیار کرنا چاہتا ہے۔ اور کیون تو اس کی فکر مین غرق ہے۔ اگر تو میرا دوست بنکر میرے ہمراہ چلیگا تو تجھکو کسی قسم کی مطلق دقت و محنت نہوگی بلکہ زندگی کے تمام راحتین حاصل ہونگی مین تجھکو ایسے

مقام مین لے جاؤن گی؟ جہان جانے کا راستہ نہایت آسان ہے اور وہ مسرت بخش مقام ہے۔ عمدہ قسم کے ذائقہ دار خورد و نوش کے چیزون سے اپنی زبان کو۔ اچھے خوشنما چیزون سے اپنی بصارت کو۔ عمدہ خوشبودار چیزون سے اپنے قوت شامہ کو۔ عمدہ حریر و دیبا کے توشک پر آرام و راحت سے بسر کرنا اور تمام لذائذ و راحت کی خواہشون سے کس طرح گذر ہو سکتی ہے۔ اور اون کو کس موقع پر کس طریقہ سے حاصل کرنا چاہیے۔ یہ مین تجھکو بتاؤن گی۔ علاوہ اس کے امورات سلطنت یا دنیاوی زندگی کے متعلق تجھکو وہان کسی قسم سے فکر و تردد کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے گی کہ وہ تمام راحتین تجھکو کسطرح حاصل ہون گے۔ اب اس امر کی نسبت تجھکو تشویش و رنج ہو گا کہ وہ تمام راحت بخش باتین چند روز کے بعد کم ہو جائے گی۔ اور تجھکو پھر ہمیشہ کے لئے مشقت اوٹھانی پڑے گی۔ تو مین تجھکو یقینی طور پر اطمینان دلاتی ہون کہ بہ نسبت دوسرے لوگون کے تجھکو یہ تمام راحتین بلا مشقت و محنت حاصل ہونگی اور ہمیشہ ملینگی۔ ہرکیولیس نے دوسری عورت کو دیکھکر کہا۔ کہ یہ عورت تو مجھکو ایسی راحت و آرام کی باتین بتاتی ہے اور ایسی چیزین سرفراز کرتی ہے۔ تو مجھکو بتا کہ تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے؟ اوس عورت نے کہا کہ میرے دوست اور میرے شناسائی حضرات جو میرے مشورہ کے بموجب عمل کرتے ہین وہ مجھکو ”راحت کی دیوی“ کہتے ہین؟ لیکن میرے مخالفین اور وہ لوگ جن کی خواہش میری آبروریزی کرنا مقصود ہوتا ہے؟ اونھون نے مجھکو ”غفلت کی دیوی“ کا

گزر رہا تھا۔ تو اوس وقت اوس نے دو عورتون کو اپنی جانب آتے ہوئے دیکھا۔ اون مین سے ایک نہایت متین اور مقبول صورت حسین و نازنین شرمیلی۔ منکسر المزاج تھی اور سفید لباس زیب تن تھا۔ مگر جنس اُناث کیلئے جیسا فطرتاً پیرایہ بدن ہونا چاہئیے ویسا دوسری عورت کا مطلق نہ تھا۔ بلکہ آرام و آسایش کے باعث ضرورت سے زائد موٹی تھی ؟ اپنا رنگ خوشنا ظاہر ہونیکے غرض سے اوس نے اپنے جسم کو ایک قسم کے رنگ سے رنگ لیا تھا۔ ضرورت سے زائد ناز و نخرے کرکے وہ ناظرین کو غفلت کے پھندے مین پھانسنے کی کوشش کیا کرتی تھی۔ اوس کے نظرون مین عجز و انکسار نہ تھا۔ البتہ ضرورت سے زائد شفقت نظر آتی تھی۔ وہ لباس فاخرہ پہنے ہوئے اپنے جسم کو بار بار دیکھتی تھی۔ اپنے قریب کے لوگون پر نظر دوڑ دوڑا کر دیکھتی تھی کہ اوس کے ناز و کرشمہ کا اثر اون لوگون پر کیسا پڑ رہا ہے اور اس کی اوس کو جستجو تھی علاوہ بار بار اپنا سایہ بھی دیکھتی تھی۔ ''

''دونون عورتین قریب قریب آگئین۔ اور ایک نے اپنی متین چال کو قایم رکھا لیکن دوسری سب سے پہلے مکان مین داخل ہونے کے ارادہ سے ہرکیولیس کے جانب دوڑتی ہوئی گئی۔ اور اوس کے پاس جاکر کہا کہ، پیارے ہرکیولیس تو اپنی زندگی کے لئے کونسا طریقہ اختیار کرنا چاہتا ہے۔ اور کیون تو اس کی فکر مین غرق ہے۔ اگر تو میرا دوست بنکر میرے ہمراہ چلیگا تو تجھکو کسی قسم کی مطلق دقت و محنت نہوگی بلکہ زندگی کے تمام راحتین حاصل ہونگی مین تجھکو ایسے

مقام مین لے جاؤن گی، جہان جانے کا راستہ نہایت آسان ہے اور وہ مسرت بخش مقام ہے۔ عمدہ قسم کے ذائقہ دار خورد و نوش کے چیزون سے اپنی زبان کو۔ اچھے خوشنما چیزون سے اپنی بصارت کو۔ عمدہ خوشبودار چیزون سے اپنے قوت شامہ کو۔ عمدہ حریر و دیبا کے توشک پر آرام و راحت سے بسر کرنا اور تمام لذائذ و راحت کی خواہشون سے کس طرح گذر ہوسکتی ہے۔ اور اون کو کس موقع پر کس طریقہ سے حاصل کرنا چاہیئے۔ یہ مین تجھکو بتاؤن گی؟ علاوہ اس کے امورات سلطنت یا دنیاوی زندگی کے متعلق تجھکو وہان کسی قسم سے فکر و تردد کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے گی کہ وہ تمام راحتین تجھکو کسطرح حاصل ہون گے۔ اب اس امر کی نسبت تجھکو تشویش و رنج ہوگا کہ وہ تمام راحت بخش باتین چند روز کے بعد کم ہوجائے گی۔ اور پہر تجھکو ہمیشہ کے لئے مشقت اوٹھانی پڑے گی۔ تو مین تجھکو یقینی طور پر اطمینان دلاتی ہون کہ بہ نسبت دوسرے لوگون کے تجھکو یہ تمام راحتین بلا مشقت و محنت حاصل ہونگی اور ہمیشہ رہینگی۔ ہرکیولیس نے دوسری عورت کو دیکھکر کہا کہ یہ عورت تو مجھکو ایسی راحت و آرام کی باتین بتاتی ہے اور ایسی چیزین سرفراز کرتی ہے۔ تو مجھکو بتا کہ کون ہے اور تیرا کیا نام ہے؟ اوس عورت نے کہا کہ میرے دوست اور میرے شناسائی حضرات جو میرے مشورہ کے بموجب عمل کرتے ہین وہ مجھکو " راحت کی دیوی " کہتے ہین، لیکن میرے مخالفین اور وہ لوگ جن کی خواہش میری آبروریزی کرنا مقصود ہوتا ہے، اونھون نے مجھکو " عشرت کی دیوی " کہا

خطاب دے رکھا ہے۔

"یہ گفتگو ختم ہوتے ہی دوسری عورت نے قریب آنکر اوس سے کہا" کہ تجھکو امداد دینے کی غرض سے مین حاضر ہوئی ہون۔ تیری پیدائشی خاصیت سے مین اچھی طرح واقف ہون۔ اور مین خوردسالی سے تیرے عادات کو نہایت باریک بینی سے دیکھتی رہتی ہون۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر میرے بتلاے ہوئے طریقہ کے بموجب تو عمل کرے گا تو بڑے بڑے اہم کامون کے انجام دینے کی تجھکو خواہش پیدا ہو گی اور تو اوس کو نہایت فکر و غور سے انصرام کو پہونچاے گا۔ اور اوس کے وجہ سے انسانی گروہ مین میری بڑی شہرت ہو گی۔ لیکن قبل اس کے تیرا اور میرا دوستانہ تعلق ہو مین سچے دل اور صاف طور سے بیان کرتی ہون کہ "محنت و مشقت کے بغیر جو شے حاصل ہوتی ہے" اوس مین اس قسم کی قیمتی کوئی بات نہین ہوتی" بالکل صحیح اور فیصل شدہ امر ہے اور خالق مطلق نے عزت پانے کے قابل راحت کی قیمت قرار دی ہے۔ اگر اوس مالک حقیقی کی عنایت تو چاہتا ہے تو تجھکو اوس کے احکام کی پیروی اور اطاعت بجا لانا ضرور ہو گا۔ اگر تیری یہ خواہش ہے کہ تیرے دوست احباب تجھ سے محبت کرین تو تجھکو اون کے فلاح و بہبودی کے بارے مین کوشان رہنا چاہئے اگر تیری یہ خواہش ہے کہ تیری قابلیت اور شجاعت کے نسبت تمام باشندگان یونان تیری ثنا و صفت کیا کرین تو اون کے فلاح و بہبودی

کی کوئی نکوئی اہم قیمتی خدمت انجام دینی چاہیئے۔ اگر تیری یہ خواہش ہے کہ کھیتی باڑی مین پیداوار اچھی طرح ہو۔ اور کثرت کے ساتھ غلہ حاصل ہو تو اوسی طرح زمین کو درست کرنے کی محنت ومشقت اور کوشش کرنا تجھکو ضروری ہے۔ اپنے جانورون سے مرفع الحال ہونے کی اگر تجھکو خواہش ہے تو معقول طور پر اون کی پرداخت کرنی سیکھنا چاہیئے۔ اپنے دشمن کا سرنگون کرنے اپنے گرفتار شدہ دوستون کو آزادی دلانے اپنی سلطنت کو شمشیر کے زور سے وسعت دینے کی خواہش ہے تو صرف فن جنگ کے ماہرین سے تعلیم پانا ہی کافی نہوگا، بلکہ تجھکو بالذات فن جنگ کا تجربہ حاصل کرنا چاہیئے اگر یہ خواہش ہے کہ جسمانی حالت عمدہ اور صحیح وتندرست رہے تو اپنے نفس پر کامل طور پر قابو حاصل کر اور محنت ومشقت کے کامون مین مصروف ہو کر جسمانی طاقت اور صحت وتندرستی حاصل کرنے کی کوشش کر"

"اس گفتگو کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ درمیان مین اوس سابق الذکر عورت نے کہا کہ، پیارے ہرکیولیس تو سُن رہا ہے کہ کس قدر دشوار گذار راستے سے یہ عورت تجھکو اصلی مسرت گاہ کی جانب لے جائیگی؟ بلکہ تو میرے ساتھ آ کہ مین راحت کا نہایت قریب اور آسان راستہ تجھکو بتلاتی ہون؟"

"نیک خصلت دیوی نے نہایت نفرت انگیز چہرہ بناکر اوس سے کہا کہ، تو اس طرح کونسی راحت دیگی؟ اور اے ہرکیولیس تو بغیر کسی کوشش اور تجربہ کے ایسی کونسی راحت حاصل کر سکیگا؟ بلکہ ایسی خواہش کے

پہلے ہی انسان اچھی طرح تجربہ حاصل کرتا ہے۔ چنانچہ اشتہا ہونے کے قبل ہی کھانا پکاتے ہین۔ تشنگی ہونے کے قبل ہی پانی کا انتظام کرتے ہین۔ اور کھانا پکوانے نیز مشروبات تیار کرنے کے غرض سے عمدہ باورچی کی ضرورت رہتی ہے۔ موسم گرما مین سرد مقام کی تلاش کرنی پڑتی ہے۔ نیند اچھی طرح آنے اور اوس مین ہرج واقع ہونے کی غرض سے چھپر کھٹ مہیا کرنا پڑتا ہے۔ اور اوس پر ملایم بہر حال نرم بچھونے کی ضرورت ہوتی ہے اور مکانون کے زینے پر چڑھنے مین تکلیف نہ ہونے کے خیال سے اُس کو ایسا بنانا پڑتا ہے کہ اُترنے چڑھنے مین تکلیف نہو اگر ان مین سے کسی ایک بات کی بھی کمی ہوئی تو نیند اُڑ جائیگی۔ یہی حالت محنت اور راحت کے بھی ہے۔ اس کے متعلق بھی اگر تو اپنی ضروریات کے بموجب عمل نکرے گا تو گویا قانون قدرت کے خلاف مصنوعی طور پر خواہشات کا پیدا کرنا متصور ہوگا۔ بدافعالی کرنے کے لئے تمام رات شب بیداری کرنے سے دن کا کارآمد وقت ضایع ہوتا ہے اور اونگھنے سے کام رہتا ہے۔ اور تمہارے خیال مین ایسے افعال سے حیات جاودانی ہی کیون حاصل ہو۔ مگر درحقیقت اس قسم کی وطیرہ سے دیوتا تو کیا بلکہ عام لوگ بھی تم سے نفرت کرین گے تمہاری نیک روشی کی تعریف تمہارے سننے مین ہرگز نہ آئیگی۔ کیا تمہارے کسی گفتگو پر لوگ گردن ہلادین گے؟ کسی آڑے وقت کیا تمہارے مدد کرینگے؟ یا تم جیسے بیوقوفون کے گروہ مین کوئی عقلمند شخص شرکت کرسکتا ہے؟

تمہارے پیرون کی قوت شباب مین اور عقل ضعیفی مین جاتی رہتی ہے۔ عالم شباب مین وہ کاہلی نزاکت اور بے حد فضول خرچی سے چین اوڑانے مین اور اسی مین اپنے زندگی کے دن صرف کرتے ہین۔ اور حالت ضعیفی مین جبکہ فرائض کا بار اون پر پڑتا ہے تو وہ اپنی جوانی اور ابتدائے عمر کے حرکات اور ناشایستہ اعمال کو یاد کر کے شرماتے ہین۔ اور جو فضول تجربہ سابقہ بداعمالیون کا حاصل کر چکے ہین اوس پر غور کر کے اپنی زندگی کو رنج ومحن مین گذارتے ہین۔ اب تو میرے نسبت پوچھے گا تو مین یہ کہون گی کہ مین ہمیشہ دیوتاؤن اور نیکون سے ہی گفتگو کیا کرتی ہون۔ اور میرے امداد کے بغیر وہ کسی نیک کام کو وا نہین کر سکتے ہین۔ وہ میری سب سے زائد عزت وقعت کرتے ہین۔ اور مین اون کے وقعت پانیکی مستحق بھی ہون۔ کاریگرون کی چہیتی سہیلی۔ کنبہ پروری کے لیئے اعتماد کی جگہہ۔ ملازمین کے امداد کے لحاظ سے باعث رحمت۔ امن وراحت پیدا کرنے والے کی مدد ومعاون۔ جنگ کے موقعہ پر محنت ومشقت کرنے سے جو کسلمندی پیدا ہوتی ہے۔ اوسکو یقینی طور پر مین ہی دفع کرنے والی ہون۔ اور عمدہ طور پر اتحاد پیدا کرا دیتی ہون۔ اور یہ میری ہستی ہے جو میرے پیرو کامل اشتہا کے بعد کھانا کھاتے ہین۔ خواہ وہ خورد ونوش کے چیزون کے بہم پہونچنے کی کوشش نکرین تب بھی اوس مین اونہین مسرت حاصل ہوتی ہے۔ کاہل اور ناکارہ لوگون کے بہ نسبت اون کو نہایت مزیدار میٹھی نیند آتی ہے۔ اور ایک مرتبہ بیدار ہونیکے

بعد پھر دوبارہ او نہین نہین گھیرتی ہے۔ یا دیگر ذاتی اغراض اور زندگی کے دیگر ضروری فرائض کو بالائے طاق نہین رہنے دیتی۔ جب میرے نوجوان پیرؤن کو معمر لوگ تحسین و آفرین سے یاد کرتے ہین تو اون کو نہایت مسرت ہوتی ہے۔ اور میرے ضعیف العمر پیرو جوانون کے طرف سے اپنے لائق عزت و قعت کو دیکھکر خوش ہوتے ہین۔ سن رسیدہ لوگ اپنے زمانہ شباب کے کامون کو نہایت اطمینان سے دیکھتے ہین۔ اور حالت ضعیفی مین اون کو کام کرتے سے نہایت مسرت ہوتی ہے۔ مجھپر اعتماد کرنے والون پر خالق مطلق کا فضل ہوتا ہے۔ اور اون کے ملکی بھائی اون کی عزت و قعت کرتے ہین۔ حیات ختم ہونے کے بعد بھی اون کا نام دنیا سے نہین مٹتا ہے۔ بلکہ اونکے بعد کئی پشت تک لوگ اون کو ثنا و صفت کے ساتھ یاد کرتے رہتے ہین۔ پاک و نیک خاندان مین جنم لینے والے ہرکیولیس! اگر تو دیانت داری کے ساتھ محنت و مشقت اور کام کرتا رہے گا تو تجھکو بھی وہی راحت حاصل ہوگی جس کی ہر ایک کو ضرورت ہوتی ہے۔"

والدین کی عزّت

سقراط کا فرزند کلان ایک روز اپنی والدہ سے بے انتہا خفا ہوا۔ سقراط نے اوس کو اپنے پاس بلاکر اوس سے پوچھا کہ کیا تو نے محسن کشون کے متعلق

کبھی کوئی بات سنی ہے؟

وہ لڑکے نے جواب دیا کہ "مجھے اکثر باتین سننے کا اتفاق ہوا ہے"

سقراط "اچھا! انہین محسن کش کیون کہتے ہین، کیا تو اوس کو بیان کرسکتا ہے؟"

لڑکا۔ "جب کوئی کسی پر احسان کرتا ہے تو چاہیے۔ کہ جب فراغت اور موقع ملے تو اوس احسان کا بدلہ اُتارا جائے۔ اور جو ایسا نہین ہے۔ بلکہ اپنے محسن کی ضرورت اور تکلیف پر خوش ہوتا ہے۔ یا اوس کو بلا وجہ رنج دیتا ہے تو ایسے شخص کو محسن کش کہا جاتا ہے۔"

سقراط "اس طرح کہنے کے لئے کیا کوئی امر مانع ہے؟ کہ محسن کشی گویا ایک قسم کی بے انصافی ہے؟"

"اپنے دوستون سے برا برتاؤ کرنا یہ نا انصافی ہے" اور اوس کے برعکس اپنے دشمنون کو اون کے چال چلن کے بارے سزا دینا یہ عدل ہے"

"اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو، اپنے دوستون سے محسن کشی کرنا بے انصافی ہے۔ اور مخالفین سے اس کا عمل کرنا انصاف کہا جائے گا۔"

یہ سُن کر اوس لڑکے نے کہا کہ وہ کامل طور پر غور کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ ان دونون مین سے کسی سے نا انصافی کا برتاؤ کرنا ایک قسم کا گناہ ہی ہوگا"

سقراط "جب محسن کشی نا انصافی ہے تو ہم پر کسی کا احسان جس قدر بڑا ہوگا اوس کا بدلہ اگر وقت اور موقع پر نہ اوتارا جائیگا تو گناہ بھی اوسی قدر بڑا شمار

کیا جائے گا۔"

لڑکے نے جبکہ اس کا اقبال کر لیا تو سقراط نے کہا کہ " اولاد پر والدین کے جو احسانات ہوتے ہین کیا ویسے ہی قابل تعریف کوئی دوسرے احسانات ہو سکتے ہین؟ اولاد سب سے پہلے والدین کے ذریعہ مین جنم حاصل کرتی ہے۔ خدا نے والدین کو اولاد پر مہربان کیا ہے۔ وہ دنیا کے عجائبات۔ قدرت۔ اقسام کے خوبصورت۔ دلکش چیزین، اور جنہین ترک کرنا نہایت ہی ناگوار گذرتا ہے۔ ایسے چیزون سے حظ اوٹھانے اور اوس کا صحیح استعمال۔ نیک و بد کا امتیاز مفید و غیر مفید باتون کے نتائج۔ اور عمدہ و کارآمد باتین سکھاتے ہین۔ اس دنیا سے ترک تعلق کرنا انسان کے لیئے از حد خوفناک ہے۔ اسی لحاظ سے سرکار نے بھی نہایت بڑے مجرم کے جرم کی سزا قصاص قرار دی ہے۔ انسان کے بقائے نسل کی غرض سے خالق مطلق نے مرد و عورت مین جو محبت کے خیالات پیدا کیئے ہین۔ اوس سے حظ اوٹھانا کیا اس کے سوا شادی بیاہ کی اور کچھ اصلی غرض نہین ہے؟ بلکہ ایسا حظ اور شہوانی خواہشات کی سیری تو اونٰے درجہ کی عورتون سے ہر گلی کوچہ مین ممکن ہے، نہین!! بلکہ شادی بیاہ کی اصلی غرض اور دنیاوی زندگی کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اُس کی زندگی کا گذارا راحت وہ ہو کر اولاد تندرست اور تمام امراض سے پاک۔ حسین خوبصورت۔ لائق اور نیک خصلت بنے اور انہین مقاصد کے لیے ہم نیک سیرت اور حسین بیوی کا انتخاب کرتے ہین، بیاہ کے بعد اپنے بیوی کی

راحت و آرام پرورش تیز بچون کی ضروریات کی چیزین وغیرہ ہم حسب مقدرت فراہم کرتے ہین - اور یہ گرہستی و خانہ داری کا فرض ہے - اور حمل کی حالت مین بچے کی حفاظت اور ہر قسم کی تکلیف و وقت کا برداشت کرنا اور خبرداری رکھنا یہ بیوی کا فرض ہے" اور لڑکے کے پیدا ہونے سے پیشتر اپنی غذا اور خون کا کچھ حصہ صرف کرتی رہتی ہے - تولد کے وقت وہ نہایت خطرناک تکالیف کو برداشت کرتی ہے - اور آئندہ چلکر وہ اپنا دودہ پلاتی ہے" اور اوسکی ہر طرح سے فکر و تردد سے اوس پر محبت و پیار کے ساتھ خبرگیری کرتی ہے - ان تمام فرائض کا معاوضہ ادا کرنے کا جس کو علم نہو وہ گویا اپنے ذاتی اغراض اور فرائض سے مطلق واقف نہین، بلا توقع اور بلا اس خیال کے کہ اُسکی محنت مشقت کا صلہ اوس کو ذرا بھی حاصل ہوگا - نہایت پیار و محبت سے بچہ کی راحت و آرام اور بہبودی مین اپنا تمام وقت صرف کرتی ہے - اس کے بعد جب وہ لڑکا تعلیم کے لائق ہو جاتا ہے - تو اوس کا باپ بلا اس خیال کے کہ اوس کے اخراجات کا وہ کہان تک متحمل ہو سکیگا - لڑکے کو معلم کے پاس لاتا ہے - اور امید کرتا ہے کہ لڑکا اوس کی لیاقت اور معلومات سے زائد لیاقت حاصل کریگا - اور اپنے طور طریقہ اور نیک سیرتی - دیانت اور علم و فضل مین اُس سے بڑھا ہوا دیکھکر اوس کو نہایت خوشی اور مسرت ہوتی ہے"

• اسپر لیمبراکلیس (اوس کے لڑکے کا نام ہے) نے کہا کہ" یہ تمام ممکن ہے اس سے سو گونہ زائد باتین اگر میری والدہ میرے ساتھ کر چکی ہوگی تب بھی وہ کیسے

بدکلامی کو کوئی انسان ہرگز برداشت نکرسکے گا۔،،

اسپر سقراط نے اوس سے پوچھا کہ ،، والدہ کے غصہ کے مقابلہ مین کیا جانور کا غصہ برداشت کرنا مشکل نہین ہے ؟،،

لڑکے نے جواب دیا کہ ایسی والدہ کی غصہ کی مقابلہ مین وہ کوئی ایسی زیادہ مشکل بات نہین ہے؟؟

سقراط نے کہا ،، ایسی عجیب وغریب بات اوس نے کیا کی ہے ؛ جانور غصہ مین آکر جیس طرح کاٹ کھاتا، اورلاتین مارتا ہے۔ کیا اوس نے اسطرح کوئی حرکت تجھ سے کی ہے ؟،،

لیمبر اکلیس ۔،، اوس کی زبان درازی ایسی عجیب وغریب ہے کہ وہ کسی سے نہین روکی جاسکتی ہے ؟،،

سقراط ،، کیا تجھکو یاد نہین کہ جسوقت تو کمسن تھا اوس وقت روکر چلا کر اور انواع واقسام کے ضد وشرارت کرکے تو اوس کو کس قدر اذیت پہونچا چکا ہے۔ کیا تو بھول گیا ہے کہ اکثر راتین اوس کو جاگ کر کاٹنی پڑتی تھین۔ اور دن مین تو اوس کو کس قدر دق اور پریشان رکھا کرتا تھا۔ جب تو بیمار ہوتا تھا تو تیری تیمارداری مین اوس کو کیا کیا مصیبتین نہین اوٹھانی پڑتی تھین ؟،،

لیمبر اکلیس ،، خیر، وہ خواہ کچھ ہی ہوگا، لیکن میرے حرکات یا باتون سے کسی وقت بھی اوس کو ندامت اوٹھانے کی خاص طور پر نوبت نہ آئی ہوگی؟؟

سقراط ۔،، (پروز) تھیٹر کے تماشہ مین اکثر اسٹیج پر ایک دوسرے ایکٹر کو موقع کے

لحاظ سے حسب مناسب شائستہ کلمات کہتے ہین - وہ اوس کو برداشت کرتے ہین - اور اوس کا برداشت کرنا ، نہین کچھہ بھی گران نہین گذرتا - تجھکو اپنی والدہ کے غصہ کے چار الفاظ برداشت کرنا اسقدر مشکل ہے ؟ اس کو کیا کہنا چاہیئے ؟ وہ اکثر جو ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہتے ہین - اُس سے اُن کی یہہ غرض ہرگز نہین ہوتی ہے کہ وہ کسی کی دل آزاری کرین - اسی طرح ایک دوسرے کو خوف دلایا جاتا ہے اور اس کا بھی ہمیشہ منشا ، نہین ہوتا کہ حقیقتاً کسی کو اذیت پہونچے - بلکہ اس سے وہ اکثر پورے طور پر واقف رہتا ہے - اوسی طرح تجھکو اپنی والدہ کی دلی غرض سے کامل طور واقف ہونا چاہیئے اور وہ جو سخت وسست الفاظ کہتی ہے - اوس کا منشا ، مخالفت نہین بلکہ محبت ہوتا ہے - تجھکو باوجود یقینی طور پر معلوم ہونے کے بھی تو مان پر کیون خفا ہوتا ہے ؟ کیا تو یہہ خیال کرتا ہے کہ اوس کا دلی منشا ، تجھکو نقصان پہونچانا ہے ؟ ،،

لیمپراکلیس ،، نہین ، نہین ، مطلق نہین - میرے حافیہ خیال مین بھی کسی وقت یہ بات نہین آئی - ،،

،، سقراط وہ تجھہ سے محبت کرتی ہے ، اور بیماری کے حالت مین تیری صحت کے لیے جان توڑ محبت کرتی ہے - تجھکو کسی بات کی کمی نہو اس کے نسبت وہ ہمیشہ فکر کیا کرتی ہے ، تیرے صحت یاب ہونے کے غرض سے وہ بزرگون کی درگاہ پر منت مانتی ہے ، اوسی والدہ کو تو بُرا بھلا کہتا ہے - اوس سے علٰحدگی اختیار کرنا فی الحقیقت اپنے تمام زندگی سے دائمی مفارقت حاصل کرنا ہے -

کسی اور کے نسبت اپنے دل مین نیک خیال اور محبت رکھہ - کیا تو ایسا کر سکتا ہے
کہ کسی کی مرضی یا نیک خواہش کی تجھکو مطلق پرواہ نہو ؟

لیمپراکلیس " نہین ! نہین ! مین اوس کے برعکس تمام کی دلجوئی حاصل
کرنے کے لئے مستعد رہتا ہون -

" سقراط تیرا ہمسایہ اور پڑوسی تیرا ہاتھ بٹاتا ہے - اُوہ یار دیتا ہے یا مصیبت
کے وقت تجھکو امداد دیتا ہے - شاید اسی غرض سے تو اون کی رضامندی حاصل
کریگا - لیکن اپنے ہمراہی اور ہر وقت کی مونس اور ہم صحبت کی نسبت بے فکر
رہنا کیا اچھا ہے ؟

سقراط تو پھر ، ہمسایہ اشخاص کی رضامندی کے لئے تو تو اسقدر کوشش
کرتا ہے - اور جس کے احسانات تجھپر اون سے بدرجہا بڑھکر ہین ، اوس کی عنایت
اور مہربانی کی قدر و عزت نکرنا کفران نعمت مین داخل ہے - معمولی احسان کے بدلے
احسان نکرنا سلطنت کیطرف سے کوئی جرم اوس کے لئے نہین ہے نہ سزا کے
لائق ہے مگر والدین کی ساتھ بے ادبی کرنے والے اور محسن کش کو قانون کے
رو سے جلاوطنی کی سزا مقرر ہے - اور کوئی عمدہ عہدہ نہ پا سکنے کا حکم ہے -
یعنے ایسا بدخلق جو والدین کی قدر و عزت اور مرتبہ کا خیال نہین کرتا وہ کسی خدمت
اور عہدہ کے قابل نہین ہے - کیا تو اس حقیقت الحال سے واقف نہین ہے ؟
ہم مین یہہ روایت زبان زد خاص و عام ہے کہ " ناپاک ہاتون کا چڑھاوا دہینٹ
دیوتاؤن کے پاس مقبول نہین ہوتا - اسی طرح ایسے شخص سے ملک کو کوئی فائدہ

نہین پہونچ سکتا۔ اور نہ اس سے اوسکی توقع رکہنی چاہیے کہ وہ کسی نیک اور اہم کام کو انجام دیگا۔ یا نیک نیتی سے حاکم عدالت کے فرائض کو بجالائیگا۔ والدین کے انتقال کے بعد اون کے آخری رسومات کو اچھی طرح نہ ادا کرنے والے کی بھی یہی سزا قرار دیگئی ہے۔ لوگ ملازمت کی غرض سے کسی کے پاس درخواست لیجاتے ہین تو اوس وقت اُن تمام باتون کے نسبت خاص طور پر جانچ پرتال کیجاتی ہے۔ کہ آیا اس مین اوس خدمت کے لائق قابلیت ہے کہ نہین؟ اگر تو دانشمند ہوگا، اور تجہکو دل سے خواہش ہو کہ خالق مطلق کی نارضامندی نہونے پائے۔ تو آجتک والدہ کی نسبت جو تجہہ سے قصور سرزد ہو چکا ہے، اوسکے معافی کے بارے مین اوس خالق مطلق کی درگاہ مین التجا کر۔ اور علی ہذا اپنے والدہ کی نسبت جو تجہہ سے نفرت انگیز حرکت سرزد ہو چکی ہے تو اوس کو عام لوگون سے پوشیدہ کرنے کی کوشش کر۔ تاکہ لوگون پر ظاہر نہو۔ تاکہ تو مورد الزام و ملامت نہ سمجہا جائے۔ کیونکہ والدین کے تجہپر جو احسانات ہین۔ اگر تو اون کو یاد نہین رکہیگا تو پھر دوسرون کو تجہہ سے کیا توقع ہو سکیگی۔

دو بھائیونکا اتحاد

چرِفان اور چری کریٹس یہ دونون بھائی تھے۔ مگر ان مین آپس مین سخت مخالفت تھی۔ اور یہہ دونون سقراط کے اچھے ملاقاتی تھے۔ چنانچہ سقراط کی بھی

خواہش تھی۔ کہ کسی طرح ان دونون مین اتحاد ہو جائے۔ ایک روز چری کریٹیس اور سقراط کی ملاقات ہوئی، سقراط نے اس موقع کو مناسب تصور کرکے اوس سے کہا کہ ،، کیا تو چاہتا ہے۔ کہ تو اپنے بھائی سے زیادہ تونگر ہو جائے ؟ دولت و ثروت ایک بے جان چیز ہے۔ جس کی حفاظت کرنے مین ہم کو مشقت اور وحشت اوٹھانی پڑتی ہے لیکن بھائی تو ہمارا محافظ ہوتا ہے۔ کیا اس کا تجھکو کبھی خیال نہین گذرتا ؟ ارے ! دنیا کی تمام دولت و ثروت کیا بھائی کے ہی پاس ہوا کرتی ہے۔ اگر وہ اپنے مال و متاع سے ہم کو حظ نہین اوٹھانے دیتا ہے تو کیا اوس نے ہمارا کوئی بڑا قصور کیا ؟ اس طرح کا خیال کرنا کیا ضرورت سے زاید ہوس کرنا نہین ہے ؟ ارے۔ اگر ایسا ہی خیال کرتا ہے تو اس طرح کیون نہ سمجھنا چاہیئے کہ دنیا کے تمام لوگ اپنے مال و متاع ہم کو کیون نہین لینے دیتے ہین ؟ اس لئے وہ سب کے سب گویا ہمارا بڑا قصور اور نقصان کرتے ہین ؟ لیکن ایسا کوئی بھی خیال نہین کرتا ہے کہ ہمسایہ اور پڑوسیون کے پاس جو کچھہ اندوختہ جائداد موجود ہو اوس کو سمٹ کر اپنے گھر لے آئے اور خود اکیلا ہی تونگر بنکر بیٹھ رہے۔ بلکہ مناسب اور ضروری مقدار کی دولت و ثروت اچھی ہے تاکہ تمام لوگون کی صحبت کا حظ اوٹھاتا رہے۔ اور بہ نسبت اس کے تونگر بنکر زندگی بسر کرنے مین زاید نقصان نہین ہے۔ لیکن بھائی کے تونگرانہ حالت کے نسبت یہہ خیال ذہن مین نہین آتا ہے کہ اگر وہ مالدار ہے تو اپنے اطاعت گذاری کے غرض سے غلام خریدے گا۔ اور احیاناً ضرورت پیش آئے تو اوس وقت امداد

اور اتحاد و اتفاق تعلقات پیدا کرے گا۔ لیکن ایسے بھائی کے نسبت تجھکو بالکل لاپروائی ہے! گویا دوستانہ تعلق کے بھی ناقابل ہے۔ اگر حقیقت مین دیکھا جائے تو ایک والدہ کے بطن سے پیدا ہونا۔ اور اس کے زیر اہتمام چھوٹے سے بڑے ہونا یہ باتین ایسی ہین۔ کہ اچھی طرح سے دوستانہ مین استحکام کے ساتھ کار آمد ہونی چاہئین۔ ایک گہوارے مین نشو نما اور پرورش پانے والے جانورون مین بھی تو آپس مین ایک دوسرے کی محبت ہوا کرتی ہے۔ پھر ایسے دانشمند اشرف المخلوقات انسانون مین وہ صفت کیون موجود نہ رہنا چاہیئے۔ اگر آپس مین اتفاق و اتحاد کے ساتھہ بھائی رہتے ہون تو اکثر اون کے ساتھ کوئی برائی سے پیش نہین آسکتا۔ اور مین اس سے اچھی طرح واقف ہون؟

اسپر جیری کریٹیس نے کہا کہ ،، نیک بھائی راحت کا ایک خزانہ ہے ،، یہ تمہارا بیان بالکل درست ہے! کہ آپس مین ایک دوسرے کے قصور برداشت کرین۔ اور ٹلے اور ٹلے بات پر بغیر کسی اہم وجہہ کے ایک دوسرے سے مخالفت نکرین۔ یہ مجھکو بھی پسند نہین ہے! کہ ایک بھائی تو اپنے فرائض کو فراموش کرکے مخالفانہ طریقہ سے عمل کرتا ہے۔ اور دوسرا اسپر بھی اوس سے محبت کا برتاؤ رکھے۔ نہ صاحب ایہہ بات تو مجھ سے ہرگز نہو گی۔ ،،

سقراط ،، تیرا بھائی تجھ سے جس طرح برتاؤ رکھتا ہے! کیا اوسی طرح وہ تمام دنیا سے مخالفانہ برتاؤ رکھتا ہے؟ کیا اس بارے مین تمام دنیا اوس کو الزام دیتی ہے؟ ،،

چری کریٹیس " اسی وجہہ سے تو مجھکو اوس پر بڑا غصہ آتا ہے اجناب وہ تو تمام دنیا سے اتحاد اور محبت رکھتا ہے۔ وہ سب کو عزیز رکھتا ہے۔ لیکن اوس سے اور مجھ سے سامنا ہونا ہی کافی ہے یعنے اوس نے مجھکو دیکھا کہ اوس کا چہرہ غصہ سے جوش مین اگر تمتمانے لگتا ہے۔ اور سمجھہ لیجیے کہ گو وہ لڑنے کے لیئے مستعد ہو گیا ؟"

سقراط " میرا بھی تو یہی کہنا ہے " ارے اکسی کو گھوڑون کے پالنے کا بڑا شوق رہتا ہے۔ لیکن اون کی طریقہ پرورش اور نگہداشت سے وہ بیخبر رہتے ہین۔ اگر نا واقفیت کی حالت مین پالا تو، کیا اُس سے کچھ بھی راحت حاصل ہو گی۔ علے ہذا بھائی کے ساتھ کس طریقہ سے برتاؤ رکھنا چاہیے، جبتک اس کے متعلق معلومات نہون تو اوس سے بغیر رنج حاصل ہونے کے اور کیا اُمید ہے ؟"

چری کریٹیس " جناب، وہ گفتگو اور افعال مین میری نسبت جس قدر محبت اور وقعت جتلاتا ہے۔ مین بھی اوس کے نسبت اوسیقدر محبت اور اخلاص جتاتا ہون باوجود اس طرح کے برتاؤ کے بھی آپکا یہہ کہنا قبل از وقت ہے۔ کہ مین برادرانہ طریقہ سے واقف نہین ہون۔ جو میرے ساتھ محسن کشی کا برتاؤ کرتا ہے اوس کے نسبت آپ مجھہ سے اچھا سلوک اور نیک خیال پیدا کرنے کی خواہش کرتے ہین۔ کیا آپ کو یقین ہے کہ مین ایسا کرونگا ؟ نہین مین کبھی نکرونگا !"

سقراط ،، تیری اس قسم کے گفتگو سے مجھکو نہایت تعجب ہوتا ہے۔ فرض کر کہ تیرے بکرون کا محافظ ایک کتا ہے، وہ تیرے ملازمین کو دیکھکر بہت لاڑ و پیار کرتا اور دُم ہلاتا ہے۔ مگر تجھکو دیکھکر وہ غصہ سے غرّاتا ہوا آتا ہے۔ اب آپ مجھہ سے یہ بیان کرین کہ تو اوس پر خفا ہوگا یا اس بارے مین توجہہ کوشش کریگا۔ کہ وہ تجھکو اچھی طرح پہچان لے۔ کہ یہ میرا آقا ہے جو نیک بھلائی راحت کا خزانہ ہے۔ علےٰ ہذا دوسرون پر احسان کرنا، اور وہ کس طرح کیا کرتے ہین، اس سے تو کہتا ہے کہ مین واقف ہون، لیکن چریفان سے تو محبت واتحاد پیدا کرسکے اوس کا تجربہ ہمکو نہین بتلاتا ہے ۔

چری کرٹیس ،، تم جس طرح بیان کرتے ہو، شاید ویسی مجھہ مین عقل نہوگی ؟

سقراط ،، اس کے لئے چندان زاید قابلیت کی ضرورت نہین ہے ! وہ تیری بہبودی کی خواہان رہے۔ اور تو اوس کے لائق تعظیم وتکریم کرے۔ اور اس طرح اوس کو اپنی طرف رجوع اور مایل کرنے کے لئے۔ بیشک تیری قابلیت ناکافی ہے۔

چری کرٹیس ،، عام لوگون مین ہر دلعزیز بن سکون۔ اس قسم کی کوئی ترکیب آپکے پاس موجود ہے تو اوس کو آپ مجھہ سے بیان کیجیے۔ کیونکہ اب تک کوئی ایسا طریقہ میرے ذہن مین نہین آتا ۔،،

سقراط ،، مجھہ سے تو اس بارے مین بیان کر جو کہ اگر تیری یہ خواہش ہے کہ کوئی تیرا دوست اپنے گھر کی کسی رسم یا تقریب مین تیری بھی دعوت کرے۔

تو اوس کے متعلق تجھکو کیا کرنا چاہیئے ۔؟؟

چری کرٹیس پہلے اوس کی ہم کو دعوت اور مدارات کرنا ہوگی ۔

سقراط ۔ اچھا ۔ اگر اوس کو سفر پیش آئے ۔ تو اوس وقت تو اوس کے گھر کی حفاظت اور نگرانی کے لئے کیا انتظام کرے گا ۔

"اگر وہ سفر مین ہو تو پہلے تجھکو لازم ہوگا کہ مین اوس کے گھر کی خبر گیری کرتا رہون ۔؟؟

"خیر ۔ غیر مقام مین کوئی تیری آؤ بھگت کرے ۔ اگر تیری یہہ آرزو ہے تو تو اوس وقت کیا کرے گا ۔؟؟

"اگر کوئی میرے گاؤن مین آئے تو پہلے مین اوس کی عزت و قعت اور آؤ بھگت کرون گا ۔ اور تاکہ آیندہ وہ میرے کام مین ہر طرح کی امداد دے ۔ اس لئے مین اوس کے کام مین ہر طرح کی مدد دون گا ۔؟؟

سقراط "اپنی بہبودی کے متعلق باوجود اس قدر واقفیت کے تو کیون نہین اوس کو کام مین لاتا ہے ، یہہ نہایت تعجب ہے ! اور اس کے عمل مین تو کیون پس و پیش کرتا ہے ۔ اگر ابتدا مین تو اپنے بھائی سے اتحاد انہ برتاؤ شروع کریگا تو کیا تجھہ کو یہہ خوف ہے کہ لوگ تجھکو دنی الطبع ۔ بزدل اور خوشامدی ہونے کا الزام دینگے ۔ ارے دوست ، اگر مجھہ پر تیرا اعتماد ہے ، تو مین بیان کرتا ہون کہ ایسا ہرگز نہوگا ! صرف یہی نہین بلکہ ہم اپنے دوست کو محبت کے ساتھہ بڑے باتون سے اگر باز رکھین تو یہہ نہایت اعلٰے درجہ کے کام مین شمار کیا جائیگا ۔

میہ میرا خیال ہے کہ مین تم دونون کے باہم اتحاد اور محبت پیدا کرنے کی نسبت اگر مناسب سمجھا تو چریفان سے کہتا ۔ اور اوس کو سمجھاتا ۔ مگر اس امر مین تو مجھکو زاید موزون معلوم ہوا ۔ اور مجھکو یقین کلی ہے کہ بہ نسبت اوس کے تو اس کام جلد اوا کرے گا!“

چری کرٹیس ” یہ گفتگو آپکے شایان نہین ہے ۔ مین چھوٹا بھائی ہون اور مجھکو ہی اس کی ابتدا کرنے کے لئے آپ کہتے ہین ؟ ہر بات کے ابتدا کا اعزاز تمام سلطنتون نے برادر کلان کے لئے ہی محفوظ رکھا ہے ۔ کیا آپ اسکو بھولے ہوئے ہین ؟“

سقراط ” چھوٹے کو بڑے کی عزت و وقعت کرنا چاہیئے ، اگر وہ آجائے تو اوس کی تعظیم و تکریم کرو ۔ بہ نسبت اورون کے اوس کے نشست کیلئے مناسب جگہہ دو ۔ اور خود خاموش رہو ۔ اور اوس کو گفتگو کی ابتدا کرنے دو ۔ اگر یہ اچھا ہے ! تو پھر جو کچھ کہتا ہون اوس پر فوراً عمل کرنا شروع کرو ، اور اپنے بھائی کا غصہ دھیما کرنے کی کوشش کرو ، دیکھہ ! گویا وہ تیرے بغلگیر ہوا ۔ سمجھہ لے ! وہ نہایت آن بان کا ہے ۔ سیدھا ۔ اور نیک خصلت ہے ، اسلئے وہ ایسا کرے گا ! چونکہ غریب مفلس کو شہرت حاصل کرنے کے لئے فیاضی کے سوا اور کوئی طریقہ اور دوسرا کوئی علاج نہین ہے ، علےٰ ہذا عزت و وقعت اور محبت ظاہر کرنے کے بغیر آن بان والے سے واہ واہ بھی حاصل نہوگی؟“

چری کرٹیس ” تمہاری بیان کے مطابق مین نے عمل کیا اور اوس کے

عادت مین کوئی تبدل و تغیر نہین ہوا تو پھر کیا علاج ہے ؟ ؟؟

سقراط۔۔ اوس مین تیرا کیا ہرج ہے ؟ تیرے اس طریقہ کے وجہہ سے تیری اچھائی اور برائی اوس سے محبت و احسان گویا اوس کی بدمزاجی کے ناقابل ہے۔ اور یہی لوگون مین ظاہر ہوگا کہ تو بھلائی کرتا ہے مگر تیرا بھائی بدمزاج ہے، لیکن میرا خیال ہے، اسطرح نہوگا! بلکہ تیرے اچھے برتاؤ اور احسان کی اوس کو جب خبر ہوگی۔ تو اس کام مین تجھے سکشت دینے کی وہ ہرگز خواہش نکریگا! تمہاری موجودہ حالت نہایت خراب ہے۔ پرمیشور نے جو باتین انسان کو عطا کی ہین اوس کی غرض یہہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے کام مین امداد دین نکہ ایک دوسرے کے کشت و خون کرنے کے کام مین لائی جائین۔ تمہاری تو یہ حالت ہوگئی ہے کہ پرمیشور نے جو پاؤن ایک دوسرے کے مدد دینیکے غرض سے عطا کئے ہین۔ اوس کا استعمال ایک دوسرے کے ترقی کی قوت کو روکنے کے لئے کام مین لاتے ہو! جو چیزین ہمارے نفع کے غرض دیگئی ہین۔ اون کو نقصان رسانی کے کام مین صرف کرتے ہو۔ کیا یہہ کم فہمی اور بدبختی نہین ہے ؟ پرمیشور جو ہمکو بھائی عطا کرتا ہے، اس عطا کی غرض ہماری بہبودی ہوتی ہے۔ اور اس مین کوئی شک و شبہ نہین ہے۔ علے ہذا دو ہاتھ اور دو پاؤن دو آنکھہ وغیرہ اعضا کے جوڑی کے نسبت ہم کو بھائی کی جوڑی زاید کارآمد ہے۔ کیونکہ دور دراز فاصلہ پر رہنے والے دو چیزون کو وقت واحد مین ہاتھون سے مس نہین کیا جا سکتا ہے۔ پاؤن سے وقت واحد مین اوس کے پاس نہین جا سکیگا۔

فاصلہ کی چیزون کی اور پشت کی دونون جانب کو آنکھہ وقت واحد مین نہین دیکھہ سکتی - لیکن جو دو بھائی محبت اور اتحاد سے رہتے ہین - اون مین چاہے کتنا ہی فاصلہ کیون نہو - تاہم وہ ایک دوسرے کے کام آنے کے بغیر ہرگز نہ بینگے -"

دوستانہ

ہم دوست کو کس طرح حاصل کرین اور اوس کے ساتہہ کس طرح برتاو کرین - اس بارے مین سقراط کا ایک قیمتی مباحثہ بیان کیا جاتا ہے - سقراط نے ایک مرتبہ کہا کہ "دوست ایک نہایت قیمتی خزانہ ہے - اس سے کُل کو اقبال ہے، باوجود اس علم کے بھی ہم اوس کے حاصل کرنے کے لئے ذرہ برابر بھی محنت نہین کرتے ہین، ہم اپنے لئے مکان - زمین جائداد - جانور وغیرہ اور دیگر بہت سے چیزین خریدتے ہین اور ملازم رکھتے ہین - تو اوس کی نہایت ہی خبرداری اور ہوشیاری سے حفاظت کرتے ہین - مگر ولی اور سچے دوست کے حصول مین جو بہ نسبت متذکرۂ الصدر اشیا کے زاید راحت بخش ہے - دوستی و اتحاد کی پائیداری اور نباہ مین کتنے لوگ کوشش کرتے ہین ؟ خیر اسکو جانے دو - لیکن بعض لوگ تو اس قدر بیوقوف ہین کہ وہ بہ نسبت ایسے دوست کے غلام کے لئے ہی زاید فکر کرتے ہین، اگر یہہ بات نہوتی تو دوست اور

غلام ایک ہی حالت مین ہوتے۔ یعنے دوست۔ اور غلام دونون اگر کسی مصیبت مین یا مرض مین مبتلا ہون تو بہ نسبت غلام کے دوست سے عدم التفاتی کیجاتی ہے؟ اور غلام کے زاید خبرگیری کیجاتی ہے۔ ایسا کیون ہوتا ہے؟ قانون قدرت کے بموجب اگر دونون عدم کو سدہارین تو دوست کے بہ نسبت غلام کے مرنے کا زاید رنج ہوگا۔ اور غلام کے مزار پر زاید آنسو بہائے جائینگے۔ کیونکہ اوس کے خریدی وغیرہ مین زر کثیر صرف ہوچکا ہے! ماسوا اس کے اون دیگر تمام اونے باتون کے متعلق بھی جن کی فکر کرنے کی ہمکو مطلق ضرورت نہین ہے ہم احتیاطا اور فکر کیا کرتے ہین۔ اور دوست کی ضرورت کے باوجود اوس کے حصول کی فکر مین عدم توجہی کیجاتی ہے۔ حاصل کلام یہہ کہ اپنے قبضہ اور ملکیت کی صدہا چیزون کے نام اور قسم وغیرہ کی پوری فہرست تبلا سکتے ہین۔ لیکن نہایت مختصر دوستون کی تعداد و نہین معلوم نہین رہتی ہے۔ اگر کوئی دریافت کرے کہ اپنے دوستون کے نام تبائے؟ تو غور کرنے لگین گے۔ غرضکہ دوست کے بارے مین اسقدر بے التفاتی رہتی ہے۔ باوجود اس کے پھر بھی اچھے دوستون کی ہمسری کسی چیز سے نہین ہوسکتی ہے۔ کوئی غلام ہمارے یا خود کے بہبودی کے نسبت اس قدر فکر نکریگا۔ اور نہ کسی گھوڑے سے ہمارا اس قدر کام نکل سکیگا، چنانچہ ہر ایک کام مین وقت پر کام آنے والا اگر دیکھا جائے تو پس صرف ایک دوست ہی ہے! سچا دوست ہمارے تمام اغراض کو پورا کرکے ہماری آواز کے ساتھہ مستعد اور تیار رہتا ہے۔ وہ ہمارے کامون کا انتظام کرتا ہے۔ صرف

اسی قدر نہیں بلکہ دوسروں کے کام کرنے کے لئے بھی وہ ہم کو امداد دیتا ہے یعنے کوئی ہمپر حملہ آور ہو تو وہ نہایت تیزی سے انکو ہم کو اوس سے نجات دلائیگا۔ یا کسی اور کو امداد دینے کی ہماری خواہش ہوتی ہے تو وہ اُسی طرح امداد کرنے کے لیئے ہمارا راہ نما بنتا ہے۔ ضرورت پیش آنے پر اکثر وہ ہم کو مال و زر سے امداد دیتا ہے۔ بعض وقت وہ اپنے قوت بازو سے ہم کو مدد دیتا ہے۔ یا کسی کے کام کرنے کے بارے میں وہ ہمارا خیال رجوع کراتا ہو کسی کام کا انجام دینا ہمارے اوپر لازم کرتا ہے۔ اگر ہم کو مال و زر و شان و شوکت حاصل ہوجائے تو اوس کو ہمارے راحت مین شریک ہوکر مسرت ہوتی ہے۔ مصیبت کے زمانہ مین وہ ہمارا شریک حال ہوتا ہے۔ اور اوس کے کم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ صرف ایک دوست دوسرے کے لیئے اس قدر کارآمد ہوسکتا ہے۔ کہ اوس قدر خود اوس کے اعضا، ہاتھ پاؤن۔ کان۔ آنکھ وغیرہ کارآمد نہین ہوسکتے۔ باوجود اس کے بھی کہ دوست ہماری بہبودی کی فکر مین رہتا ہے ہمارے نفع کا خیال رکھتا ہے مگر ہم کسی سے نہین ملتے ہین۔ اور سچے ہمدرد دوست کی تلاش نہین کرتے۔ اور جو خیالات ہمارے ذہن مین دوست کی نسبت آتے ہین کہ ہم کو اوس سے یہ فیرو اور فوائد حاصل ہون اوس کے متعلق ہم کچھ نہین کرتے ہین ؛ بلکہ اس کی مثال یہ ہے کہ بیکار اور بنجر (افتادہ) زمین پر تو محنت و مشقت کرتے ہین۔ کہ یہ کارآمد ہو۔ حالانکہ اوسمین اس کی قابلیت ہی نہین ہوتی ہے۔

جو زمین (دوست) زرخیز اور عمدہ ہے - جس سے یہ امید کیجاتی ہے کہ خوش ذائقہ ثمرہ کے درخت پیدا کر سکیگی - کوئی بھی اوس کو پیداوار کے قابل بنانے کی مطلق تکلیف گوارا نہین کرتا - یہہ کس قدر بیوقوفی ہے -

دوست کی قابلیت اور اوسکی قیمت

اس کے متعلق سقراط کہتا ہے کہ ،، ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ اپنی ذات کا خود امتحان کر لے - کہ اوس کا دوست اوسکی عزت وقعت کس طرح کرے اوس کے بعد دوستی کی ابتدا کرنا چاہیئے ؟ ،،

کسی شخص نے اپنے دوست کو جبکہ وہ مفلس ہو گیا تھا - اوس کی دوستی کو ترک کر دیا - اوس وقت سقراط نے ایک مجمع کے روبرو اوس سے سوال کیا کہ ،، جس طرح ہم غلامون کی قیمت قرار دیتے ہین ، علے ہذا کیا ہم دوست کی قیمت بھی قرار دیسکتے ہین ؟ ایک غلام کی (۲۰) پونڈ قیمت ہوتی ہے ، دوسرا اُس کے (۱۵) پونڈ بھی نہین دیتا ہے - ایک قسم کے غلام کے (۵۰۰) پونڈ ہوتے ہین - تو دوسرون کی (۶۰۰) پونڈ قیمت بھی آتی ہے - مین نے سنا ہے کہ کسی شخص نے اپنے معدن نقرہ کی دیکھہ بھال کے لئے ایک غلام کو (۶۹) پونڈ کی قیمت مین خریدا ہے تو کیا اس طرح سے دوستون کی بھی قیمت قرار دیسکتے ہین - ،،

یہہ سُن کر اوس مجمع مین سے ایک شخص سنے جواب دیا کہ ،، ہان ، اسی طرح قیمت قرار دیجا سکتی ہے یا یہہ مجھکو معلوم ہے - اس لئے کہ اس قسم کے بعض لوگ ہین کہ ، اگر وہ مجھہ سے محبت کرینگے تو مین نہایت خوشی سے (۲۵) پونڈ صرف کرون گا ، لیکن کسی دوسرے کے نسبت (۵) پونڈ بھی صرف کرنا مجھکو بار گذریگا - علاوہ اس کے بعض ایسے بھی ہین کہ ، مین اونکی محبت اور برتاؤ کے لحاظ سے اپنے قبضہ کی جائداد بھی اون کی ضرورت پر صرف کرنے مین ذرا بھی دریغ نکرون گا -

سقراط ،، جب یہہ بات ہے تو ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ وہ اس بات پر غور کرکے آخر تک اپنی دوستی کو قایم رکھے کہ اوس کے دوست اوس کی قیمت کیا دینگے ؟ اور یہ خیال کرکے کہ دوست کی کہانتک ہم مدد کر سکتے ہین - اور اوس کے کام آسکتے ہین - اوسی قدر اوسکی مدد کرین اور اوس کے کام آنے کی کوشش کرین - ایک کہتا ہے کہ دوست نے مجھکو دہوکا دیکر زندہ در گور کر دیا - اور دوسرا کہتا ہے کہ جس پر میرا اعتماد کامل تھا اوس سنے بالکل ادنے نفع کے خاطر اپنی دوستی کو ترک کر دیا - ان باتونکے نسبت مین غور کرتا ہون تو مجھکو معلوم دیتا ہے کہ ، جس طرح ہم اپنے ناکارہ غلام کی جو کچھہ قیمت آجاے ، اوس فروخت کرکے قلیل نفع حاصل کرتے ہین اسی طرح انسان اپنے بدخصلت دوست کی صحبت کو ترک کر دیتا ہے - اچھے دیانت دار غلام کو کوئی بھی جدا نہین کرتا ہے - علے ہذا لائق اعتماد دوست سے

بھی کوئی بیزار نہین ہو سکتا۔

دوستونکا انتخاب

کری ٹوبیولیس سے سقراط کی جو گفتگو ہوئی ہے اوس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دوست کا کس طرح امتحان و آزمائش کرنی چاہیئے، اور کس سے دوستانہ روابط رکھنا مناسب ہے، اس کے متعلق سقراط نے اوس سے کہا کہ ،، اگر دوست کا انتخاب کرنا منظور ہے تو ہم کو کن کن باتون کا خیال رکھنا چاہیئے۔ لہو لعب مین زندگی بسر کرنے والے۔ نشہ باز۔ عیاش۔ کاہل الوجود کیا دوستی کے لیئے مناسب ہین؟ ایسا بدخصلت انسان دوست تو کیا خود اپنی ذات کو بھی کوئی فائدہ نہین پہنچا سکتا۔ تو پھر کیا ایسا شخص تلاش کرنا ضروری نہین ہے جس مین یہہ عیوب موجود نہون؟

کری ٹوبیولیس ،، آپ صحیح فرماتے ہین۔،،

سقراط ،، تو پھر کوئی شخص جو اپنے افعال سے ثابت کرے کہ اوس کی گرہ مین تو ایک حبہ بھی موجود نہین ہے۔ مگر تونگرون کی طرح شان و شوکت سے بسر کرنے کا خواہشمند ہے، اور اس غرض سے اپنے دوست و احباب کے پاس بار بار روپیہ اور پیسون کے لیئے ہاتھ پھیلائے۔ اور وصول کرکے بالکل رذیلانہ افعال مین صرف کرے۔ اور اتفاق سے اگر اوس کے دوست اوس کی

کوئی خواہش پوری نکرین تو وہ رنجیدہ ہو جائے۔ میری رائے تو یہ ہے کہ اگر اس قسم کا کوئی آدمی ملجائے تو وہ مطلق دوستی کے اہل نہین ہے۔ کیا تو بھی ایسا ہی خیال کرتا ہے؟"

کری ٹوبیولس "آپ جو کچھہ بیان کرتے ہین اوس مین مجھکو کوئی شک وشبہ نہین ہے"

سقراط۔ "آمدنی کے اندازہ سے بڑھکر صرف کرنے والا) یعنے وہ شخص جسکو جو کچھہ ملجائے اوس کو حلق مین اوتارنے کے لئے ہروقت آمادہ ہے۔ اور اوسکی ادائی کی کسی وقت بھی فکر نکرے سے دوستی کے ناقابل ہے" حریص آدمی ملجائے تو تو وہ کس قسم کا ہوگا؟"

کری ٹوبیولس "ایسا شخص تو بہ نسبت سابق کے شخص کے بھی دوستی کے ناقابل ہے!" اچھا" دولتمند بننے کی جسکو ازحد خواہش ہو۔ مگر جو کچھہ اوس کو ملتا ہو۔ وہ اوس کے جمع کرنے مین ہمیشہ ہی منہمک رہتا ہو اگر اس قسم کے آدمی سے سابقہ پڑ جائے تو اُس کے بارے مین تمہاری کیا رائے ہے؟"

کری ٹوبیولس "اس طرح کے آدمی سے تو مطلق تعلق رکھنا نہ چاہئے! کیونکہ اپنی ذاتی بہبودی کے سوا اوس کو اور کوئی چیز نہین دکھائی دیتی ہے"

سقراط "جو آئے دن نئے نئے گھڑپیچ نکالتا اور نت نئے جھگڑے فساد پیدا کرتا ہو۔ اور دوستون کو اوس مین مبتلا کرتا ہو تو ایسے جھگڑالو آدمی کے نسبت تیری کیا رائے ہے؟"

کری ٹو بیولس "میری رائے تو یہ ہے کہ اوس سے ہرگز تعلق نرکھنا چاہیئے۔"

سقراط "اچھا جس شخص مین متذکرہ صدر عیوب ہون مگر دوسرون کا احسان سر پر لینے مین باک نکرتا ہو مگر کسی کے احسان کا بدلہ اتارنے کا بجالت فراغت بھی نہ خیال آتا ہو تو اوس کے نسبت تیری کیا رائے ہے۔ بھلا

کری ٹو بیولس "اس قسم کا آدمی تو کسی مصرف کا نہین ہے۔"

سقراط "اب اتنے آدمیون سے دوستی نہ پیدا کرین۔ تو پھر کس سے کرین۔ اس کے بیان کرنے کی چندان ضرورت نہین ہے اور مجھکو اس کا علم ہے کہ اب تک جو مین بیان کر چکا ہون اون کے بہ نسبت جبکا رویہ جداگانہ طریقہ کا ہوگا۔ اوس طرح کے آدمی سے دوستانہ کرنے کے لیئے مناسب ہے کہ طبیعت مین احتیاط اور قول و فعل مین راستی ہونا چاہیئے۔ اور تمام کام نہایت فکر و توجہ سے کرنا چاہیئے۔ دوسرون سے بلا ضرورت احسان لینے سے شرمانا چاہیئے تاکہ تمام لوگون کو اوس سے تعلق رکھنے مین فخر ہو۔"

کری ٹو بیولس "لیکن یہ تمام صفات اوس مین موجود مین یا نہین اسکا اطمینان تو بغیر امتحان کے کسی طرح نہین ہوسکیگا۔"

سقراط "دو بت تراش اپنے تیار کیئے ہوئے بت کا جب امتحان کرتا ہے۔ کہ یہ عمدہ خوبصورت سڈول اور نمونہ۔ کے بموجب بنا ہے یا نہین؟ تو وہ اوس وقت اپنی بت ہی کی تمام تراش خراش اور بناوٹ کو دیکھتا اور جانچتا ہے۔ اور اوسی طرف

اوس کا خیال رجوع رہتا ہے۔ گویا اپنے کام سے کام رکھتا ہے۔ مگر یہ خیال نہین لاتا ہے کہ اوس کی نسبت لوگون کا کیا خیال ہے۔ اور اوس کو لوگ کیا کہتے ہین۔ اور جو سابق مین اچھی طرح کام کرچکا ہوگا۔ وہ آیندہ بھی اوسی طرح کام کو انجام دیگا، علیٰ ہذا جو اپنے قدیم دوستون کے ساتھ اچھی طرح کام آچکا ہوگا، وہ اپنے جدید دوست کے بھی اوس طرح کام آئیگا، اوس مین کوئی شبہ نہین ہے۔ کہ گھوڑے کو اچھی اور عمدگی سے تعلیم دینے والا ایک سوار اپنا کام اچھی طرح بجالائیگا؟ اور اس طرح ماننے کے لئے کونسا امر مانع ہے؟"

کری ٹوبیولیس "اگر ہمارے حسب مرضی کوئی اسی قسم کا آدمی ملجائے تو اوس سے دوستانہ تعلق کسطرح کرنا چاہیے؟"

سقراط "وہ سب سے پہلے اسبات کو دیکھنا چاہیے کہ وہ دیوتاؤن[1] کا منظور نظر ہے یا نہین۔"

کری ٹوبیولیس "وہ فرض کرو کہ، دیوتا ہمارے دوستانہ خیالات کے آڑے نہین آتے ہین۔ تو آپ اس بڑے قیمتی شکار کو کسطرح حاصل کرینگے؟"

[1] اس ملک مین جس طرح کسی کے سر پر دیو۔ جن۔ بھوت وغیرہ آنکر کچھ باتین کیا کرتا ہے۔ اسیطرح ملک یونان مین چار مقام مشہور ہین اون کو اورہ یاکلس کہتے تھے۔ اس مقام پر دیوتاؤن کے خادمہ (مریدون کے مانند) پر دیوتا آتے تھے اور جمع شدہ لوگون کے سوالات کے جوابات شعرون کے پیرایہ مین دیا کرتے تھے۔ اور یہ اوسی زمانہ کا خیال ہے۔

• سقراط "خرگوش کے شکار کی طرح تو اوس کے پیچھے دوڑتے پھرنا مناسب نہین ہے؟ پرند کے شکار کے مانند دام کو پھیلانا کارآمد نہین ہے؟ یا دشمن کا شکار کرنے کی طرح ظلم وزیادتی بھی کام نہین دیسکتی ہے؟ کیونکہ کسی سے بلا رضامندی دوستانہ واتحاد حاصل کرنا نہایت دشوار کام ہے۔ یا غلام کو روک کر جس طرح ہم جبر سے اوس کو محبس مین داخل کرتے ہین۔ اسی طرح دولت کی نسبت بھی کیا جائے تو بجائے اس کے کہ وہ ہم سے محبت کرے اور ہم پر جہربانی اُلٹا ہمارا دشمن اور بدخواہ ہوجائیگا۔"

کری ٹوبیولس "پھر ہم کرین تو کیا کرین؟"

سقراط "سنتا ہون کہ بعض الفاظ مین ایسی قوت اور کرامت ہے کہ اگر اون الفاظ کو زبان سے ادا کرین تو لوگ اوس سے محبت کرنا شروع کردینگے؟"

کری ٹوبیولس "اچھا اوس کو ہم کہان سیکھہ سکتے ہین؟"

سقراط "ہومر شاعر کے دیوان مین جس شعر کی یہ ابتدا ہے۔ ٹھہر ٹھہر بھائی یولی سیس۔ اے فخر ملک یونان کیا تو نے اس کو نہین پڑہا ہے؟"

کری ٹوبیولس "یہ آپ کا بیان نہایت درست ہے" لیکن اسطرح تو آواز دے کر لوگ ہمیشہ اپنے ملاقاتی کو ٹھہرا لیا کرتے ہین۔"

سقراط "نہین نہین! ایسا ہرگز نہین ہے، بلکہ یہ الفاظ ذہین کو اپنی طرف رجوع کرنے مین جو نیک خصلت سچی محبت کرنے والے۔ اور اعلےٰ خیالات لوگ ہوتے ہین اپنا اثر کیا کرتے ہین۔"

کری ٹو بیولیس ،، وہ تمہارے بیان کا جو مقصد ہے - اوس کو مین اچھی طرح سمجھ گیا ہون - کہ کسی کا خیال اپنی جانب رجوع کر کے اوس کو بالکل اپنے قبضہ مین کر لینا چاہیئے - اور یہی تمہارا بڑا پُر اثر منتر (یعنے سیفی) لایق تعریف و توصیف کے ہے ! یعنے تمہارا بیان یہ ہے کہ، کسی کی اس طرح تعریف و توصیف کرنا چاہیئے - کہ درحقیقت وہ اوس کا مصداق ہے ! لیکن یہ بھید ظاہر نہونے پائے - ورنہ اوس کے اظہار پر وہ بجائے محبت کے اور ہماری مخالفت شروع کر دے گا - اس لئے کسی ناتوان کمزور اور پست قد آدمی کی خوبصورتی - قد و قامت اور جوڑ بندی کی تعریف کر کے اوس سے کہین کہ تم اچھے توانا اور تندرست ہو - تو وہ ایسا سُننے کی ہرگز برداشت نکریگا ۔ اچھا کیا اس قسم کے اور بھی چٹکلے یاد ہین ؟ ،،

سقراط ،، وہ نہین ،،

کری ٹو بیولیس ،، مین نے یہ سنا ہے کہ، پری کلیس کو اس قسم کے بہت سے چٹکلے یاد ہین، اور اسی وجہ سے تمام سلطنت اوس کی طرف متوجہ ہے اور اوس نے بہت کچھ ثنا و صفت حاصل کی ہے - اچھا تھیمی استاکلیس نے عام پسند ہونے کے لئے کیا کیا ؟ ،،

سقراط ،، اوس کا تو منتر (سیفی) سلطنت کے اہم خدمات ہین - ،،

کری ٹو بیولیس ،، اس کے کہنے مین کوئی امر مانع نہین ہے - کہ اعلے درجہ کے لایق لوگون سے دوستانہ حاصل کرنا مقصود ہے تو اہم کامون کو انجام

دینا چاہئے ‘‘

سقراط ’’ اچھا اگر کوئی ایک بھی عمدہ صفت خود مین موجود نہو تو کیا لایق لوگونکی دوستانہ سے نفع حاصل ہو سکتا ہے، کیا تجھکو اس کا یقین ہے۔؟ ‘‘

کری ٹوبیولیس ’’ کیون نہین ضرور اس کا یقین ہے جناب! بھری مجلس مین جس کی زبان سے ایک لفظ کے بھی نکلنے مین وقت گذرتی ہے تو لوگ ایسون سے محبت کرتے ہین۔ اور بہادر سپاہ افوج جو فن جنگ سے ماہر ہوتا ہے۔ بہ نسبت ایسے شخص کے جس مین غذا بھی قابلیت نہین ہوتی ہے لوگ محبت کا برتاؤ کرتے ہین۔ ‘‘

سقراط ’’ لیکن ، میرا مدعا یہ نہین ہے ، بلکہ میرا بیان یہ ہے کہ جس مین کسی قسم کی کوئی قابلیت موجود نہین ہے تو ایسے آدمی کو کیا اچھا دوست ملجاتا ہے، کیا تونے ایسا کبھی دیکھا ہے ؟ ‘‘

کری ٹوبیولیس ’’ نہین ، اس قسم کی کوئی مثال میری نظر سے نہین گذری ہے لیکن مین آپ سے یہ دریافت کرتا ہون کہ ، بریں ہم کیا کمینہ اور اونے خیال کے آدمی کو نیک خصلت اور اچھی آدمی کے دوستانہ سے حظ حاصل ہونا غیر ممکن ہے، تاہم جو شخص نیک خصلت اور بلند حوصلہ ہوتا ہے۔ اوس کی اور اوسکے ہمعصر دوسرے تمام لوگون کے آپس مین دوستی اور یگانگت ہوتی ہے ؟ ‘‘

سقراط ’’ نام و نمود حاصل کرنے کی جنہین خواہش رہتی ہے ۔ جو زنانہ افعال کرنے کے بدلے موت کو ترجیح دیتے ہین ۔ اور ایسا جنکا خیال رہتا ہی۔

اون مین اکثر موقع پر دوستانہ تعلق باقی نہین رہتا ہے بلکہ ایک دوسرے سے جھگڑتے رہتے ہین۔ اور اون کے جھگڑے فساد کو مٹانا۔ سفلے کمینون کے جھگڑے اور فساد کے مٹانے کے مقابلہ مین نہایت مشکل اور دشوار ہوتا ہے۔ مین ایسا سمجھتا ہون کہ تو نے ان باتون کو دیکھا ہوگا۔ اور اوس بنیاد پر شاید تو نے یہ سوال کیا ہے۔"

کری ٹوبیولیس ہو ایسا تو ہم لوگون مین ہوا کرتا ہے۔ اور یہ کوئی مضائقہ کی بات نہین ہے۔ مگر جو دو سلطنتین آپس مین نیک خصلت کے خواہشمند اور بد خصلتی کی نفرین کرنے والی ہون۔ اور اون مین اس قسم کے جھگڑے اور فساد پیدا ہو جائین۔ تو پھر اوس کا تصفیہ غالبًا نہایت خونخوار جنگ وجدال کے بغیر نہ ہوتا ہوگا۔ اس کو نہایت بدبختی کہنا چاہیئے۔ میرے دماغ مین اس قسم کی باتین گشت لگانی شروع کردین تو دوستی اور اتحاد حاصل کرنے کے لیئے مین کہان جاؤن اور کیا کرون۔ یہ میری سمجھہ مین نہین آتا ہے۔ بدچلن اور کمینون مین سچی دوستی اور یگانگت نہین ہوتی ہے۔ مین یہ نہین خیال کرسکتا کہ محسن کشی کاہل الوجود۔ لالچی۔ دہوکہ باز۔ نشی چیزون مین گرفتار شدہ لوگون کی آپس مین کسی وقت بھی سچی (دوامی طور پر قایم رہنے والی) دوستی ہوسکیگی ہاس لئے اس قسم کے لوگ اپنے بداعمالی کے خطرناک نتایج کے وجہ سے فورًا ایک دوسرے کے مخالفت کا باعث بنتے ہین، اور اپنس مین ایک دوسرے کے نقایص ظاہر کرکے ایک دوسرے سے مخالفت اور نفرت کرنا شروع کردیتے ہین۔ تو پھر

نیک خصلت اور بد خصلت لوگون مین باہم دوستی اور اتحاد قایم ہونا ایک مشکل امر ہے۔ اور اس کو آپ اچھی طرح ثابت کر چکے ہین کہ گناہگار اور نیکوکار مین دوستانہ کس طرح ہوگا۔ اور یہ بہت ٹھیک ہے۔ لیکن جناب۔ اس امر کا مجھکو خاص طور پر تعجب ہے اور یہ بات میری سمجھہ مین نہین آتی ہے۔ کہ اکثر لوگ کسی خدمت یا عہدہ کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہین۔ اور اپنے آپ کو نہایت ہی لایق اور دانشمند بھی کہتے ہین۔ اور اس کے ساتھ دوسرے کو شکست اور ایذا رسانی سے تباہ کرنے کی بھی کوشان رہتے ہین۔ تاکہ وہ خدمت اور عہدہ خالی ہو تو اون کو ملے۔ اور پھر دوستانہ بھی آپس مین رکھتے ہین۔ ایسا کیون کیا جاتا ہے ؟ ایسے اونی برتاؤ۔ اور ایسے واقعات کو دیکھکر یعنے اپنے ذاتی نفع کے لئے محبت کی بیخ کنی کیجاتے۔ "مجھکو اعتبار نہین رہا کہ فی الحقیقت سچی دوستی اور دلی محبت کی بھی کچھہ اصلیت ہے۔ یا کہ نہین ؟"

سقراط "جناب" یہ مضمون نہایت بحث طلب ہے۔ باریک بینی سے غور کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ پرمیشور نے اتحاد اور مخالفت ان دونون صفات انسان مین ودیعت کر رکھا ہے۔ کیونکہ ہم کو ایک دوسرے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کسی کو تکلیف مین مبتلا دیکھکر رحم آتا ہے۔ ضرورت کے موقع پر ہم آپس مین ایک دوسرے کی امداد کرتے ہین۔ آپس مین ایک دوسرے کے احسانات کو یاد کرتے ہین۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ ہم مین دوستانہ کا بھی وصف ہونا چاہئے۔ اسی طرح میرا خیال ہے کہ مخالفت کے وصف کو بھی پرمیشور نے

ودیعت کر رکھا ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہوتا تو ایک ہی بات کو جبکہ تمام پسند کر لیتے تو اوس کے حاصل کرنے کی غرض سے کبھی آپس مین نہ جھگڑتے، ایک دوسرے کے خیالات مین اختلاف نہ ہوتا۔ اور نہ ایک دوسرے کو آپس مین خوف دلاتے اور دہمکاتے۔ کیونکہ غصہ اور جھگڑے سے جنگ کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور بے حد خواہشات کے پیدا ہونے سے فیاضی کو صدمہ پہونچتا ہے۔ اور دوسرے کی بدخواہی خود بخود مخالفت کا سبب بن جاتی ہے، لیکن ان تمام مشکلات کی کوئی پروا نکر کے نیک خصلت انسان محبت کی تلاش کر کے اوس سے تعلق پیدا کرتا ہے۔ اس لئے نیک خصلتی کے باعث تمام روئے زمین کی حکومت کا حظ حاصل ہو جاتا ہے۔ اور جنگ وجدال کے جھگڑون مین پھنسے رہنے کے نسبت ایسے شخص کو غربت کی حالت مین اطمنان اور امن کے ساتھہ زندگی بسر کرنا ہی اوسے زاید پسند آتا ہے۔ اور ایسے لوگون کا گو تشنگی سے حلق بالکل خشک ہوگیا ہو یا مارے بھوک سے جان بلب ہی کیون نہ ہوگئے ہون۔ تاہم وہ اپنی تشنگی اور اشتہا کو اس طرح رفع کرینگے۔ کہ کسی دوسرے کو تکلیف نہونے پائے۔ جب کبھی اون کی خواہشات شہوانی تیز ہوتے ہین۔ تو اوس وقت وہ قوت خیالی یا نفس کشی سے کام لیکر اوس قوت کو گھٹا دیتے ہین۔ اور اونہین فرائض واعتدال کے خاص حدود سے تجاوز نہین ہونے دیتے ہین۔ اور حسب قانون جس قدر اون کو حق حاصل ہے، اوسی قدر وہ اوس سے حظ اوٹھاتے ہین۔ ہرگز دوسرون کے حقوق کو صدمہ نہین پہونچاتے ہین۔ اور یہی نہین بلکہ خود کے پاس جو ہوگا منجملہ اوسکے

وہ کچھہ دوسرون کو بھی دیتے ہین - اور دیگر معاملات اور بحث طلب و غوسے کا
فیصلہ کرتے ہین کہ جس سے کل کا نفع متصور ہوتا ہے ؟ اور کسی کو بھی اعتراض
کرنے کا موقع باقی نہین رہتا ہے - تاکہ آیندہ چلکر او نہین ندامت اوٹھانی پڑے -
اور نہ غصہ کی وجہ سے اون سے کسی قسم کی کوئی بات ہونے پاتی ہے - غیر
غیرون کے عروج کو دیکھکر اون سے حسد کرنا اون کے حاشیہ خیال مین بھی
نہین ہوتا ! اس لئے وہ اپنے دوستون کو اپنی چیزون سے حظ اوٹھانے
دیتے ہین - اور ایسے ہی اون کے چیزون کو بھی اپنی ہی سمجھتے ہین - اس سے
تیرے ذہن مین آئیگا ؟ کہ نیک اور لایق لوگ حکومت حاصل کرتے ہین - مگر
جو گھر بیٹھے چین سے اپنی زندگی بسر کرتے ہین - اون کے ہاتھ مین جب حکومت
آجاتی ہے تو وہ اوس کا برا اور بیجا استعمال شروع کر دیتے ہین - دوسرونکو
ایذا اور تکلیف کے ساتھہ دل کھول کر روپیہ کمانے کی ہمیشہ خواہش رہتی ہے
پس ایسے لوگ جلیل القدر عہدہ اور عزت و وقعت کے خدمات حاصل کرنیکی
جو کوشش کیا کرتے ہین - بیشک نہایت بد - ظالم - اور غیر منصف ہوتے
ہین - ایسے لوگون سے دوستی پیدا کرنے کی خواہش نکرنا چاہئے ! لیکن جو
ایسی ناجائز حکومت کی خواہش نکرتے ہون اور بد و ظالم لوگون سے اپنی ذات
کی حفاظت کرتے ہون - اور اپنے دوستون کی امداد کرتے ہون - یا ملک
کے لئے مفید و کار آمد ہون اور اسی خیال سے کسی خدمت کی کوشش کرتے
ہون - کسی کا اس ارادہ سے خدمت حاصل کرنا - خدمت دینے والے کے

کیون نہ موافق ہوگا ؟ اگر ایسے شخص کو سیاسی امور مین اچھی طرح امداد ملتی رہے تو وہ ملکی خدمات کے بجالانے کے خواہش کو کبھی کم نکرے گا - جب تک مصنوعی یا کسی کھیل تماشے کے مقابلہ مین مضبوط توانا کھلاڑی ایک جانب ہون - اور ناتوان نحیف اور ناتجربہ کار ایک طرف ہوجائین - تو اسی جنگ مین اور کھیلون مین سابق الذکر ہی کو کامیابی ہوگی - اور وہی تمام انعامات اور تحسین وآفرین کے مستحق ہون گے - لیکن امور سلطنت کے متعلق اسطرح نہین ہے - بلکہ ملک کے بہبودی کی غرض سے ہر شخص کو اختیار ہے کہ آزادی کے ساتھ جس طرف چاہے شریک ہو - پس جو لوگ امور سیاسی کے معاملہ مین دخیل ہون - تو واجب التعظیم - متدین مشہور اور زورآور لوگون کو اپنے مدمقابل بنانے کے بہ نسبت اون سے دوستانہ حاصل کرنا چاہیئے اور اپنا مدد ومعاون بنانا بھی زاید مفید ہوگا ؟ کیونکہ یہ صاف ظاہر ہے کہ مدمقابل بہت بہادر اور دلیر ہون - تو اون سے سامنا کرنے کے لیئے زاید لوگون کی ضرورت ہوتی ہے - اور اپنی جانب کے لوگون کو نہایت مضبوطی سے قایم رہنے اور اُمنگ پیدا ہونے کے لیئے کسی قدر فیاض بنکر انعام واکرام دینا ہوتا ہے - اچھے نیک لوگ گو تعداد مین کم بھی ہون تاہم اون پر نوازش وعنایت کرنا زائد مناسب ہے - اس لیئے کہ وہ بالکل اونکے کوشش سے تمہاری طرفدار بن جائینگے - لیکن جو ایسے نہون اور اون کی تعداد زاید ہی کیون نہو تاہم اون پر احسان کرنا فائدہ مند نہین ہے - اور اون پر آپ چاہین جسقدر سرفرازی

اور نوازش کرین وہ کبھی طرف دار نہونگے - اور اس مین کسی طرح کا شک و شبہ نہین ہے - اے کری ٹوبیولیس - تو بتدریج نیک خصلت بننے کی کوشش کر اور بعد از ان متدین لوگون کا دوستانہ اور یگانگت حاصل کرنے کی جان توڑ کوشش جاری رکھہ - میرا خیال ہے کہ ایسے فطرتًا دوستانہ و اتحاد پیدا کرنیکے لیئے تجھکو مین امداد دونگا - اس لئے کہ مین جس کو دل سے پسند کرتا ہون - اوس سے ملاقات کے بعد اپنی تمام قابلیت صرف کرکے اوس کی محبت حاصل کرتا ہون - میرے دل مین جو نور پیدا ہوگا اوس کو مین اوس کے دل مین جاگزین کراتا ہون - اور اوس کی ملاقات کے لیئے مین بے حد خواہشمند رہتا ہون - اگر تجھکو دوستانہ کرنا ہے - تو کسی ناصح کی تجھکو زاید ضرورت ہے - لہذا تیرے دل مین جو خیالات ہون اون کو پوشیدہ نہ رکھہ بلکہ من و عن بیان کر - تو جس سے محبت کرنا چاہتا ہو اوس کے نام مجھکو بتا - جن کو مین عزیز سمجھتا ہون - اون کے خوش رکھنے کی کوشش کرتا ہون - کیونکہ اس فن کی مین نے تعلیم حاصل کی ہے - اور مجھکو اس کا کافی تجربہ اور معلومات حاصل ہین - ؟؟

کری ٹوبیولیس " اس قسم کی تعلیم پانے کی میری آرزو ہے - کہ مین ایسے شخص سے دوستانہ تعلقات پیدا کر سکون جو تمام عمدہ صفات اور کمالات سے آراستہ ہو - ؟؟

سقراط " میری یہ رائے ہے کہ اس فن مین جبر و تعدی ہرگز نہ کیجائے بلکہ بہ نصب اسیل سے لوگون کے بھاگنے کی خاص وجہ یہ ہے کہ مین اونہین جبر و زیادتی سے

روکتا ہون۔ علاقہ سائیرس کے لوگون نے کسی پر ظلم و زیادتی نہین کی ہے۔ اون پر حملہ کرنے والے کو وہ اپنی شیرین کلامی سے روک دیتے ہین اور اونکی خوش الحانی جادو کا اثر کرتی ہے۔"

کری ٹوبیولیس "جس سے مجھکو دوستانہ حاصل کرنا ہوگا۔ مین اوس پر ہرگز ظلم و زیادتی نکرونگا۔ اس کے نسبت آپ یقین کامل رکھین۔ اور آپ اوس فن کی تعلیم دینے مین تاخیر نفرمائین۔"

سقراط "جب تجھکو کسی کے ساتھہ دوستانہ کرنا مقصود ہو تو تیرے دل مین اوس کے نسبت بہت کچھہ عزت و وقعت ہونا چاہیے۔ اور مجھکو اس کی آزادی دیجائے۔ کہ مین اس کو اطلاع دون۔ کہ فلان شخص کو تجھہ سے دوستانہ حاصل کرنے کی خواہش ہے۔ اور اوس کو یاد رکھہ کہ جو شخص واجب التعظیم سمجھا جاتا ہے اوس کے بدخواہ بہت لوگ نہین ہوتے۔"

کری ٹوبیولیس "اس امر کے لئے مین آپ کو روک نہین سکتا۔"

سقراط "اوس مین جو صفات موجود ہین وہ لاقیمت ہونے کی وجہ سے تجھکو پسند آتے ہین۔ اگر اس بات کی اوس کو اطلاع دین۔ تو کیا یہ غلطی مین شمار ہوگا؟"

کری ٹوبیولیس "مطلق نہین۔ اس لئے کہ جو میرے بدخواہ ہین میرے دل مین اون کی بھی محبت رہتی ہے۔"

سقراط "جس سے اتحاد کرنے کی تیری خواہش ہے اوس کے پاس مین

اوس طرح بیان کردون کہ "مجھکو اچھے دوستون سے دوستانہ کرنے مین نہایت مسرت ہوتی ہے" اور تو اس کا بہت خیال رکھتا ہے، دوست کے عمدہ کامون سے مسرت ہوتی ہے۔ اوس کے عروج اور ترقی کو دیکھکر اپنا عروج اور ترقی سمجھکر خوش ہوتا ہے۔ اور دوست کے کام اُن مین فدا بھی بار خاطر نہین ہوتا۔ غرضکہ مجھکو اس خاص امر مین مجھہ سے بہت کچھہ امداد ملیگی۔"

کری ٹومیوبیس "آپ ایسا سوال کیون کرتے ہین جس سے یہ ظاہر ہو۔ کہ میری نسبت آپکو حسب دلخواہ گفتگو کی آزادی نہین ہے؟"

سقراط "در حقیقت تو غلطی کرتا ہے! اسے سیانے ایک مرتبہ اسی طرح کہا ہے۔ کہ میرا خیال ہے کہ، شادی بیاہ کی نسبتین ٹوٹ جاتی ہین۔ اگر کسی کی طرفداری کے ساتھہ ایک لفظ بھی دروغ نہ کہے۔ بلکہ دروغ گوئی کے ساتھہ نسبت قرار دے کر شادی بیاہ کرلینا۔ گویا ایک قسم کی بدبختی ہے۔ کیونکہ ایسے اشخاص آپس مین ایک دوسرے کی مخالفت کرتے ہین۔ اور ایسے دہوکہ دیکر نسبت قرار دینے والے مشتبہ اور دہوکہ باز شخص کا روبرو آنا ناگوار گذرتا ہے! آپس مین تیری تعریف و توصیف کرتے وقت دروغ گوئی سے کام نہ لون۔ اس لئے اس قسم کا سوال کیا ہے۔"

کری ٹومیوبیس "لوگ میری ثنا و صفت کرین اس قسم کی کوئی صفت مجھہ مین موجود ہو تو تم اوس حالت مین میری امداد کروگے، اور اگر ایسی کوئی

بات تجہہ مین نہ ہوگی تو ایسی حالت مین مدد دینے کا تمہارا کوئی ارادہ نہین ہے ! کیا تم اسی قسم کے ہمارے دوست ہو ؟ "

سقراط۔ دور کری ٹوبیولیس، تمام لوگون کے نزدیک تو ثنا و صفت کے قابل ہو جاسے۔ مین ایسی ترغیب و تحریص تجہکو دون گا ! اور جس قدر تجہہ مین لیاقت موجود ہے اس کی تعریف تیرے زاید کارآمد ہو سکتی ہے۔ یا تیری جہوٹی تعریف کیجاے۔ اور جو لیاقت موجود نہین ہے اوس کا لوگونکو باور کرانا تو کارآمد خیال کرتا ہے۔ اس سوال کا جواب دینے مین اگر تجہکو پس و پیش ہے تو تو اون دونون باتون کے نتیجہ پر غور کر، فرض کر، فن ملاحی مین تو اچہی طرح ماہر ہے۔ اور اس طرح مین کسی ایک مالک جہاز سے تیری سفارش کر دون۔ اور وہ بہی اوس کو مان کر تجہکو ناخدا کی خدمت پر مقرر کر دے، تو کیا اوس جہاز کی تباہی نہو گی۔ اس طرح مان لینے کے لیے کونسا امر مانع ہے ؟ یا مین یہ باور کراؤن کہ یہ بڑا تجربہ کار سپاہ سالار فوج یا ایجکس ہے اور میری اس غلط بیانی اور تعریف سے کوئی تجہکو سپاہ سالاری یا میر عدلی کی خدمت دیدے تو اوس وقت تیری جان پر کیا بیتے گی ؟ اور تمام سلطنت کی کیا حالت ہوگی ؟ علے ہذا فرض کر لے کہ کسی ایک غیر سرکاری شخص سے مین نے تیری نسبت کہدیا کہ یہ شخص نہایت محتاط ہے۔ اور وہ یہ سن کر اپنا خانگی انتظام تیرے حوالہ کر دے۔ تو ایسی حالت مین کیا تو اوس کے مال و متاع کو تباہ و برباد کر کے اپنی آبروریزی اور فضیحت نکریگا ؟ کری ٹوبولیس ؟

اوس کے یہ معنی ہوئے کہ، جس طرح ہم ظاہر مین دکہائی دیتے ہین۔ اُسیطرح فی الحقیقت ہمارا باطن بھی اچھا ہونا چاہئے۔ اور یہی دنیا مین عزت وقعت پانیکا یقینی طور پر قریب کا راستہ ہے۔ اگر باریک بینی کے ساتھ تو غور کریگا تو تجہکو ظاہر ہوجائیگا کہ تمام نیک صفات۔ عادت اور تجربہ سے برداشت کرنیکے بعد دوامی طور پر ذاتی صفات ہوجاتے ہین۔ اس لئے میری اس نصیحت کو سُن کر تو نیک خصلتی کو اختیار کر اور اگر تیری رائے اس سے جداگانہ ہو تو اوس سے مجھکو ایما کر۔"

کرمی ٹوبیولیس دو آپ کے ایسے قیمتی خیالات پر کوئی اعتراض نہین ہوسکتا ہے۔ اور وہ لایق عمل ہی نہین۔ بلکہ اون کے خلاف چلنا نہایت شرمناک ہے۔"

افلاس سے کسطرح نجات حاصل ہوگی

سقراط وو کو اپنے دوستون سے بے حد محبت اور الفت تھی، اور جو اوس کے دوست واحباب اپنی کم فہمی یا غلطی سے کسی مصیبت مین گرفتار ہوجایا کرتے تھے۔ تو وہ اپنے مفید اور سودمند مشورہ ونصایح سے اون کو نجات دلانے کی کوشش کیا کرتا تھا۔ اور وہ دوست کو افلاس سے بعجلت نجات دلانے کی بے حد کوشش کرتا تھا۔ چنانچہ اس بارہ مین

اوس کا جو طرز عمل رہا ہے اوس کی چند مثالین ذیل مین درج کیجاتی ہین -
ارسٹاچرس سے ایک روز سقراط کی ملاقات ہوئی - اوس نے اپنے دوست کا چہرہ نہایت پژمردہ دیکھا - اُس نے اوس سے کہا کہ "ارسٹاچرس مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ تو کچھ متردد اور غمگین ہے - اگر تو اپنے رنج و غم کو مجھ سے بیان کرے تو شاید مین کوئی مفید مشورہ دے سکون - اور تو اوس سے راحت پائے اور تیرا غم و تردد دور ہو -"
ارسٹاچرس "در فی الحقیقت آج مین نہایت مصیبت مین گرفتار ہون - ابھی حال مین جو جنگ ہوئی ہے اوس کے باعث بہت سے لوگ پیارس کے جانب فرار ہو چکے ہین - اور میری ہمشیرہ اور اوس کے بچے میرے چچازاد بھائی وغیرہ بھی میرے یہان آکر مقیم ہوئے ہین جس کے باعث آجکل مجھکو چودہ آدمیون کی پرورش کرنا پڑتی ہے - چونکہ شہر کے حوالی مین ہر جانب غنیم کا عمل دخل ہو گیا ہے - باین وجہ ہمکو اپنی زراعت سے کوئی آمدنی حاصل نہین ہوتی ہے - اور اس سے آپ بھی اچھی طرح واقف ہین کہ اتھنس مین بہت ہی کم لوگ رہتے ہین - جس کے باعث وہان کے مکان مین کوئی کرایہ دار نہین ہے - مال کے لئے کوئی گاہک اور خریدار نہین ہے - باوجود اس کے کہ بس قدر چاہین سود دینے پر ہم آمادہ بھی ہو جائین تاہم کوئی قرضہ نہین دیتا ہے - اور ایسی گرانی اور پر آشوب حالت مین خویش و اقارب ہمارا سہارا حاصل کرین - اور ہم کو اون کی پرورشی کی استطاعت اور ہم

اون کو اپنی آنکھون کے سامنے موت کا شکار ہوتا ہوا دیکھین۔ اور بقرار واقعی اون کی امداد نکر سکین یہ کس قدر افسوس ناک بات ہے۔"

سقراط نے ان تمام باتون کو اطمینان سے سُنا اور اوس سے کہا کہ، "سیرامن کے کُنبہ مین باوجود اس قدر لوگ موجود ہونے کے بھی وہ اونکی پرورشی کرتا ہے، اور صرف یہی نہین بلکہ اون کی محنت و مشقت سے نفع حاصل کرکے وہ مالدار بھی ہوگیا ہے، اور تیرے یہان چند عزیزون کے آجانیکی وجہ سے اس قدر تنگی اور افلاس ہوگیا ہے۔ کہ اون کے فاقہ سے مرجانے کا خوف معلوم ہوتا ہے، اس کی وجہ کیا ہے؟"

اری سٹاچرس "اس کی یہ وجہ ہے کہ، سیرامن کو تو صرف غلامونکی پرورش کرنا ہے۔ اور اون سے جس قسم کا وہ چاہے کام لے سکتا ہے لیکن مین اوس طرح کر نہین سکتا۔ کیونکہ مجھکو آزاد خیال مختار لوگون کو پرورش کرنا ہے۔"

سقراط "اچھا، تجھکو کس کی قیمت زاید معلوم ہوتی ہے؟ سیرامن کے غلام کی، یا تیرے گھر مین اب جو لوگ موجود ہین اونکی؟"

اری سٹاچرس "ان دونون مین کوئی اندازہ نہین کیا جا سکتا!"

سقراط نے جواب دیا کہ "جن کی قیمت تجھکو نہایت کم معلوم ہوتی ہے اون غلامون کی امداد سے سیرامن تو تونگر بن جائے، اور جن کی عزت و وقعت تو اپنی دانست مین اون غلامون سے زاید سمجھتا ہے۔ ایسے اچھے

لوگ باوجود گھرمین موجود ہونے کے تجھکو افلاس گھیر لے؟ اور تو بڑی مصیبت مین گرفتار ہوجائے یہ تو نہایت شرمناک بات ہے؟"

اری ستاچرس "نہین، مطلق نہین! اس لئے دونون کے حالت مین نہایت فرق ہے۔ سیرامن کے غلام تو پیشہ وکاروبار کرتے ہین؟ لیکن میرے آدمیون نے تو ہمہ قسم کی تعلیم حاصل کی ہے۔ مگر وہ کسی قسم کا پیشہ نہین کرتے ہین۔"

سقراط "ہمہ قسم کے معلومات حاصل کئے ہوئے شخص کو کیا کوئی پیشہ اور کاروبار نکرنا چاہیئے؟"

اری ستاچرس۔ "ہان کرنا چاہیئے۔"

سقراط "اوٹ غلہ کا رہا۔ روٹی مرزا اور عورتون کا لباس۔ دینی واعظون (پادری) کے چغے۔ کوٹ اور اس قسم کے بہت سے کارآمد چیزون مین سے کیا۔ ایک چیز بھی تمہارے یہان کے آدمیون کو بنانی نہین آتی ہے؟"

اری ستاچرس "ہان ایک کیا معنی؟ مجھکو تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام چیزین اون لوگون کو تیار کرنی آتی ہین۔"

سقراط "اچھا تو پھر تجھکو اس قدر کس بات کا خوف ہے؟ تونگر بننے کا طریقہ تجھکو معلوم ہے۔ اور پھر تو اس قدر مفلسی کے لئے روتا اور جھنکتا ہے ناسی سیڈ نس نے کس قدر ترقی کی ہے کیا تو اس سے واقف نہین ہے؟

ہوس کے جانوروں کی تعداد کس قدر ہے ۔ اور پبلک قرضہ میں اوس نے کس قدر بڑی تعداد مین رقومات دی ہین ! اب مجہہ سے بیان کر کہ وہ کسقدر مالدار اور تونگر کس طرح بنا ؟ اوس نے اوٹ غلہ کو بیپکر روانکالکر فروخت کرنے کے سوا اور کوئی کام تو نہین کیا ہے ۔ علےٰ ہذا اسیرلیس سے بھی تو واقف ہے ، وہ صرف نان پزی کا پیشہ کرکے اپنے کنبہ کی پرورش کرتا ہے اور کس مزے سے رہتا ہے ؟ کوئی ٹیس کا باشندہ ڈمیس اپنی بسراوقات کس چیز پر کرتا ہے ؟ یا وریون کے چغنے سینے کے سوا اور کوئی کام تو نہین کرتا ہے میباٹ جو اچھی وضع مین رہا کرتا ہے اُس کا ذریعہ معاش سوائے خیاطی کے پیشہ کے اور کیا ہے ؟ اور ایسے پیشہ سے میکرا مین کے کس قدر جائداد مین سنبھل چکی ہین ۔“

اری سٹارچس ”مجھکو اس کا اقبال ہے ، لیکن اُن مین اور مجھ مین بہت فرق ہے ۔ اونہون نے بہت سے غلام خرید کئے ہین ، اور اون کو کام پر لگا کر وہ ایسا نفع حاصل کرتے ہین ۔ لیکن مجھکو آزاد خیال مختار اس قسم کے معزز اشخاص اور اون کے بیویونکی پرورش کرتا ہے ۔ منجملہ اون کے چند تو میرے عزیزون مین سے ہین ! آپ ہی فرمائے کہ کیا مین اونہین غلامونکی طرح کام پر لگاؤون ؟“

سقراط ”یہ لوگ آزاد خیال اور خود مختار اور تیرے عزیزون مین سے ہین اس لئے وہ مفت کے روٹیان توڑکر بے فکری کی نیند سوتے کے سواء

اور کوئی کام نہین کرنا چاہتے ہین - اور تو سمجھ سکتا ہے ؟ کہ ایسی کاہلی مین بسر کرکے حسب دلخواہ زندگی کے دن بسر کرنے والے کیا بہ نسبت محنت کرنیوالو راحت مین رہتے ہین ؟ کیا اس طرح کبھی تو نے دیکھا ہے ؟ مین سابق مین جو بیان کرچکا ہون - آیا ویسے صدہا اشخاص کارآمد اور انسانی زندگی کیلئے مفید اور لائبدی ہوتے ہین - اور راحت وآرام سے زندگی بسر کرتے ہین یا سستی اور کاہلی کے مفضرگو شت خوش وخرم اور زائدراحت مین رہتے ہین؟ بیکار بیٹھے رہنے اور کام نکرنے سے کیا ہم کو ضروری باتون کے معلومات حاصل ہوسکتے ہین ؟ کیا ہمارا تجربہ اور واقفیت تازہ رہے گی ؟ کیا ہمارا جسم اسطرح مضبوط اور تندرست رہ سکتا ہے - ہم مالدار ہوسکتے ہین ؟ ہماری حاصل شدہ دولت ہمارے پاس رہ سکتی ہے ؟ کیا تو ایسا خیال کرتا ہے ! اور کام کرنا محنت کی عادت ڈالنا تیرے نزدیک فضول اور بیکار ہے - جن باتون سے تیرے یہان کی شریف بی بیان واقف ہین - اونہون نے اوس کی تعلیم کیون پائی ہے ؟ وہ ناکارہ ہین اس وجہ سے وہ کام علانیہ کرکے نہین دیکھتے - اس طرح اون کا عہد تھا کہ اوسکے برخلاف) اوس کا کارخانہ قایم کرکے اوس سے خود کا فائدہ حاصل کرلین - اُن کے عمل سے ایسا نہین معلوم ہوتا ؟ کارآمد اور بہبودی کے کام مین مصروف رہنے کے بہ نسبت کوئی کام نکرتے ہوئے ہاتھ پر ہاتھ دہرے ہوئے بیٹھے رہتے ہین کیا زاید دانشمندی ہے ؟ ہاتھ جوڑے ہوئے آیندہ بسراوقات کس طرح ہوگی ان باتون پر سوچتے بیٹھے

نسبت کسی کام مین معروف ہونا کیا یہی بچی دانشمندی نہین ہے ؟
اری ستاچرس ، کیا مین تجہہ سے اپنی دلی بات بیان کرودن ؟ یعنے
موجودہ حالت مین تیری میزبانی اور دوسرے جانب اون کی تیری بچی محبت
ان دونون کا قایم رہنا غیر ممکن ہے - کیونکہ تجہیر اون کا بار گزرے گا - اور
زیر بار ہوتا جائیگا - اور تجہکو وہ غمگین دیکہکر کہینگے کہ ہم اوس کو بارگزار رہے ہین
اور اس طرح اون کے رنج وملال مین بہی ترقی ہوکر اور ہر ایک دوسرے کے
سابق کے احسانات کو فراموش کرتے جائینگے - لیکن تو اونہین کسی کام مین
اگر لگا دیگا تو تیرا نفع ہوتا جائیگا - اور نفع حاصل ہونے سے تو اون پر مہربان
ہوتا جائیگا - اور جب اون کو معلوم ہوگا کہ اون سے تو بہت خوش ہے اور
تجہکو اس کام سے مسرت حاصل ہوتی ہے تو وہ یہ دیکہکر اور بہی تجہہ سے محبت
کرنا شروع کرینگے - اور تیرے الطاف واحسانات کو اچہی طرح یاد کرینگے -
اور تجہپر وہ بہی نوازش و مہربانی کرنے کے لئے مستعد ور آمادہ رہینگے - حاصل کلام
یہہ کہ بہ نسبت سابق کی کاہلانہ زندگی کے - اس محنت ومشقت کی زندگی
سے وہ زاید محبت کرنے والے اور دوست بنینگے - اور کوئی ایسا فعل جس سے
اون پر کسی قسم کا الزام عاید ہوتا ہو - تو اوس کا خیال دل مین نہ لانا ورنہ وہ ایسے
خیال سے تو مرجانا زاید پسند کرینگے - لیکن ایسی بات کہ جو اون کے لائق ہو -
اور وہ اوس سے کلیتہً مہارت اور واقفیت حاصل کرچکے ہون - اور اون کو
کافی تجربہ بہی اوس کام مین ہو تو وہ اوس کو نفع کے لحاظ سے کرینگے اور اسمین

اون کی عزت و وقعت ہوگی۔ پس مین نے جو یہ اون کی فلاح و بہبودی کی رائے دی ہے۔ اس کے اظہار اور عمل مین لانے کے لئے آجکل پر نہ ٹال۔ بلکہ مجھکو اس کا یقین ہے کہ تو جلد اون کو اس سے واقف کریگا اور وہ اس کوشش کر بہت خوش ہونگے۔

اری ستاچرس دو نے نہایت ہی حیرت دل سے کہا کہ "اے پریشور! فی الحقیقت سقراط نے مجھکو یہ کسقدر بہتر ترکیب بتائی ہے! اور یہ ہر طرح مجھکو قبول ہے، صرف یہی نہین، بلکہ اوس کی وجہ سے میرے دل پر ایسا کچھہ اثر ہوا کہ، لوگون سے قرضہ لے کر ایک مرتبہ صرف کر چکنے کے بعد مجھہ سے اونکیا جائے گا۔ لہذا کسی سے قرضہ نہ لینا چاہئے گو مین نے اس بات کا عہد کر لیا ہے، پر مین ہم کاروبار کے آغاز اور آلات و دیگر اشیا وغیرہ کی خرید کے لئے جہان سے قرضہ دستیاب ہوا اور جس شرط سے ہو۔ مین لینے کے لئے تیار ہوان۔"

اری ستاچرس اس ترکیب کو فوراً عمل صورت مین لایا اور ضروری چیزین خرید لین۔ اور وقت واحد مین بہت سا اون خرید کر کے گھر لے آیا۔ اور گھر کی عورتون نے کام شروع کر دیا۔ چنانچہ اون کو اس کام کی وجہ سے دل بہلائی کا مشغلہ ملگیا۔ اور اری ستاچرس اور اوس کے عزیزون کے آپس مین جو رنجیدگی اور برائی پیدا ہوگئی تھی۔ وہ رفع ہوگئی اور ایک دوسرے کے حمیت پر او نہین اطمینان ہوگیا۔ مستورات کو محسوس ہونے لگا کہ وہ

اون کا پرورش کنندہ ہے اور اوس نے انہیں نہایت ضروری اور کارآمد سمجھا ہے۔
چندروز کے بعد اریستاپرس نے سقراط سے ملاقات کی اور اپنے گذری ہوئے واقعہ کو نہایت خوشی سے بیان کیا کہ اوس کی مستورات نے الٹی شکایت اسطرح شروع کردی ہے۔ کہ مین خود کاہل اور سست ہون۔ سقراط نے اوسوقت اوس سے کہا کہ وہ تو نے اوہنین کتے کی نقل کیون نہین سنادی؟ اور وہ یہ نقل ہے کہ جسوقت حیوانات کو گویائی کی قوت حاصل تھی اوسوقت ایک روز میڈہون نے اپنے مالک سے کہا کہ، جناب آپ کچھ عجیب و غریب شخص پائے جاتے ہین! ہم سے آپ کو اون حاصل ہوتا ہے۔ ہمارے بچے نہایت کارآمد ہوتے ہین۔ ہمارے دودھ اور مسکہ سے آپ کو کسقدر نفع حاصل ہوتا ہے۔ اور خالق بے نیاز نے اپنی مہربانی اور پرورش سے ہمارے لئے گھانس پیدا کی ہے۔ اور اوسی کو ہم کھاتے ہین۔ مگر آپ نے باوجود ہم سے اس قدر فائدہ اوٹھانے کے ہمارے لئے کوئی انتظام نہیں کیا نہ کوئی عمدہ چیز آپ ہم کو خوراک مین دیتے ہین۔ مگر جس کتے سے ذرہ برابر بھی آپ کو نفع حاصل نہین ہے۔ اوس کو آپ نہایت پیار سے پرورش کرتے ہین۔ اور خود جس قسم کی روٹی کھاتے ہین اوسی قسم کی روٹی اوسکو کھلاتے ہین۔ پھر اس کو کیا کہنا چاہیئے! کتا قریب ہی موجود تھا اوس نے اس شکایت کو سن کر کہا کہ کیا میری یونہی مفت مین اس قدر عمدگی سے پرورش ہوتی ہے! بلکہ تمہاری حفاظت مین ہی کرتا ہون، مین ہی تمکو چورون

اور شیر کی دست برد سے محفوظ رکھتا ہون، تمہارے خون کے جو پیاسے ہوتے ہین۔ اُن دشمنون کو مین ہی بھگاتا ہون۔ اگر تمہارے اطراف واکناف میرا پہرہ چوکی نہوتی تو تم اسقدر بے فکری کے ساتھہ باہر نکل کر چر بھی نہ سکتے اس جواب کو سنکر میڈ ہے جس حقوق کے لئے لڑتے تھے اون کو اقبال کرنا پڑا کہ بیشک یہ حق کتے کا ہے، ہمارا نہین ہے علےٰ ہذا تو اون مستورات سے کہدے کہ مین تمہارا پرورش کنندہ اور محافظ ہون۔ اور جس طرح ستدین ہا اور کتا اپنی جگہہ حفاظت کرنے کے لئے نہایت ہوشیار مستعد رہا کرتا ہے۔ اسی طرح تمہاری محافظت کرنے کے لئے مین مستعد رہتا ہون، اور اون سے یہ بھی کہدے کہ، میری ہی وجہہ سے تم کو کوئی تکلیف نہین دیتا ہی اور میری ہی وجہ سے تم میرے ساتھہ بے فکری اور آرام سے زندگی بسر کرتے ہو۔

لوگونکے الزامات کو کسطرح رفع کر سکتے ہین

سقراط اور اوس کے قدیم دوست ہوتے ہیں۔ ان مین باہم بہت دنون کے بعد ملاقات ہوئی۔ اور سقراط نے اوس سے دریافت کیا کہ تو کہان سے آرہا ہے۔ اوس نے جواب دیا کہ مین یہین قریب ہی سے آرہا ہون میرے والد نے خاص اپنی کا مین میرے لئے کچھہ جائداد نہین رکھی ہے۔ اور جو کچھہ اثاثہ تھا اوس کا بھی سرحدی جنگ مین خاتمہ ہوگیا۔ لہذا معیشت کیلئے

کچھہ نہ کچھہ کاروبار یا پیشہ کرنا ضرور ہے۔ اور جنگ کے قریب الختم ہونے کا اندازہ پایا جاتا ہے۔ اس لئے اب مین کسی جہاز پر ملازمت اختیار کرونگا۔ کیونکہ اپنی گذراوقات کے لئے غیر کو تکلیف دینے کی بہ نسبت کسی قسم کا کوئی ایک کام کرنا مجھکو زیادہ پسند ہے۔ علی ہذا رہن رکھنے کے لئے میرے پاس کوئی جائداد بھی باقی نہین رہی۔ اس لئے مین کسی سے قرضہ بھی نہین لے سکتا۔"

سقراط "افسوس" لیکن شکم پری کے لئے اس قسم کے کام تو کبتک کر سکیگا۔ کچھہ اس کا تجھکو علم ہے۔؟"

یوتھیے اس "ابھی چند روز تک مین اس طرح کام کر سکون گا۔"

سقراط۔ "حالت ضعیفی مین تجھہ سے اس قسم کے کام نہو سکینگے۔ تو پھر اوسوقت اپنی بسر اوقات کے لئے تو کیا انتظام کرے گا؟" "لہذا تو اس قسم کا کوئی ایک پیشہ اختیار کر کہ ضعیفی کے زمانہ مین کچھہ پس انداز ہو کر رفع ضرورت ہو سکے" "کسی تونگر کے یہانکی ملازمت اختیار کر۔ اوس کے یہانکی خانگی کامون کا انتظام کر۔ اوس کو کفایت شعاری کی تعلیم دے۔ اوس کے ملازمین پر نگرانی رکھہ" "اوس کے آمدنی وغیرہ کے وصول کا انتظام کر۔ اوسکے ہر ایک چیز کو احتیاط کے ساتھہ اور حفاظت کے ساتھہ رکھہ۔ تاکہ وہ تیری کارگذاری دیکھکر تجھکو انعام و اکرام دے۔"

یوتھیے اس "کسی کا غلام بنکر رہنا مجھکو نہایت مشکل معلوم ہوتا ہے۔"

سقراط "وہ ہماری سلطنت کے حاکم عدالت یا منصفین یا دیگر ملازمین کو کوئی غلام نہین سمجہتا ہے؟ بلکہ اون کی ہر شخص بڑی عزت و وقعت کرتا ہے۔"

یوتہیے اس "وہ غیرہ وہ کچہہ ہو؛ لیکن عام نظرون مین مورد الزام بننا مجہکو پسند نہین ہے۔ اور جس کام مین لوگون کو الزام دینے کا موقع ملتا ہے اوسکے انجام دینے کی میری راے نہین ہے۔"

سقراط "وکسی کام مین فلان شخص بالکل ماہر اور ہوشیار ہے؟ اور اوس کو لوگ کسی قسم کا مطلق الزام نہین دیتے ہین۔ اس طرح کا کوئی کام یا پیشہ تجہکو کہان دستیاب ہوگا؟ چونکہ کبھی کسی انسان سے غلطی کا نہونا ممکن نہین ہے۔ اور اس قدر کمال حاصل ہونا مشکل امر ہے۔ اور اگر وہ حاصل بھی ہوا۔ اور تھوڑے دیر کے لئے یہ مان بھی لیا گیا تب بھی جو اوس فن سے لاعلم ہین اون کے الزامات کو رفع کرنا نہایت مشکل ہے! تو جو پیشہ کرتا ہے اوس کام مین تجہکو کوئی الزام نہ دیگا۔ اگر تو اوس کام مین اسقدر دخیل اور ماہر ہوگیا ہے! جن لوگون کا یہ کام ہی ہوتا ہے کہ بلا غور و خوص دوسرون کو الزام دیا کرتے ہین۔ تو ان لوگون سے مراسم اور ملاقات کو ترک کردے اور غیر طرفدار و منصف مزاج لوگون سے اپنا تعلق رکہہ۔ جو کام تجہہ سے بحسن وجوہ انجام پا سکتا ہو۔ اوس کو شروع کر۔ اور جس کام کے کرنے کی تجہہ مین قابلیت نہین ہے۔ اوس کو نہ قبول کر جس وقت تو کسی کام کو اختیار کرے تو اوس وقت جہان تک تجہہ سے ممکن ہو؛ اوس کام کو عمدگی سے

انجام دے۔ اگر اس طرح کیا جائیگا تو لوگون کے پاس الزام ہے کے لئے زاید قابل نہ بنیگا۔ افلاس سے تجھکو نجات حاصل ہوجائیگی، تیری زندگی نہایت راحت سے بسر ہوگی۔ تجھپر کسی قسم کی مصیبت نازل نہ ہوگی۔ اور حالت ضعیفی مین کارآمد چیزون کا تیرے پاس اچھا خاصہ ذخیرہ جمع ہوجائیگا۔"

دوستی کی عظمت

سقراط اور وڈرسے اوڈرس دونون ایک روز باتین کر رہے تھے۔ اثناء بات چیت مین سقراط نے کہا کہ، اگر تو کسی غلام کو خرید کرکے پرورش کرے اور وہ فرار ہوجائے۔ تو کیا تو اوس کے تلاش کرنے کی محنت گوارا کرے گا۔؟"

وڈرسے اوڈرس "ہان البتہ گوارا کرونگا! مین اس مضمون کا ایک اشتہار جاری کردونگا کہ جو اوس کو گرفتار کرکے لائیگا اوس کو انعام دیا جائیگا۔"

سقراط۔" اون غلامون مین سے اگر کوئی بیمار ہوجائے تو کیا تو اوسکے صحت یابی کی غرض سے ڈاکٹر کو بلوا کر اُسکا علاج معالجہ کرائیگا یا نہین؟"

وڈرسے اوڈرس "بلاشک وشبہ اُس کا علاج بھی کراونگا۔"

سقراط "وہ اچھا غلام کے بہ نسبت ہزار درجہ بہتر تیرے کام آنے والے دوست ہین۔ اگر کوئی دوست افلاس یا فلاکت مین مبتلا ہوجائے۔ تو تجھکو

اوس کے نجات دلانے کی کوشش کرنی چاہیے یا نہین؛ ہم جنس کی نسبت مین تجھ سے یہ دریافت کرتا ہون کہ تجھکو یقینی طور پر معلوم ہے کہ وہ اپنے پر کیے ہوئے احسانات کو یاد کرنے والا نہین ہے۔ باوجودیکہ احسان کے بدلہ کی اوس کو امید نہین ہے پھر بھی وہ تجھ سے زیادہ احسان کرنے والا ہے۔ علےٰ ہذا تجھکو اس بات کا بھی علم ہے کہ ناراضی اور بیدلجمعی سے خدمت انجام دینے والون کی بہ نسبت مسرت۔ خوش دلی۔ اور محبت سے کام آنے والے ایک دوست کی عظمت نہایت بڑی ہوئی ہوتی ہے۔ اگر ہم خیال کرتے ہین کہ ہمارے فلاح وبہبودی مین اسطرح اور اس قدر کوشش ہونا چاہیے۔ تو یہی نہین ہے کہ سچا دوست اوسی قدر کوشش کرکے خاموش ہو جائے۔ بلکہ جو ذرایع اور کوشش ہمارے کارآمد ہوسکتی ہین وہ سب اپنی جانب سے بطور خود ہمارے لیے کیا کرتا ہے۔ وہ بڑا دانشمند۔ عاقبت بین اور دوراندیش ہے۔ اور اوس سے ہم کو اچھی طرح مشورہ ملنے کی امید رہتی ہے۔ کاروبار کرنے والے اور دوراندیشون کا یہ قاعدہ ہوتا ہے کہ کوئی بڑی قیمت کی چیز کم قیمت مین دستیاب ہوتی ہو تو اوس کو خریدنا چاہیے پس اس بات کو تو اپنے ذہن مین لا۔ اور سمجھ کہ اچھا دوست کم قیمت مین حاصل ہوسکتا ہے۔"

ویڑے اوڈرس دو تمہارا بیان نہایت درست ہے۔ آپ مہربانی فرماکر ہرمنے جنس کو میرے پاس روانہ کردیجیے۔"

سقراط ”وہ اس سے مجھکو معاف کرے تو ہی اوس کے پاس جاسکتا ہے؟“
اس گفتگو کو سن کر وڈرے اوڈرس۔ ہرموجنس کے پاس گیا۔ اور
اور اوسنے احسان سے اُس سے اُس کی دوستی حاصل کی۔ اور ہرموجنس
اسوقت سے۔ وڈرے اوڈرس کے ہر ایک موقع پر کام آنکر اُس کو خوش
کرنے لگا۔“

بہتر فرمانروا کے اوصاف

اتھنس کے رعایا کے انتخاب کئے ہوئے سپاہ سالار فوج سے
سقراط نے کہا ”کہ اگے ممنان کو شاعر ہومر نے گلہ بان سے کیون تشبیہ
دی ہے؟ اس لئے کہ وہ اپنے بکرے اچھے رکھتا ہے۔ بکرون مین کسی قسم کی
کمی نہین ہونے دیتا۔ جس طرح کہ گلہ بان اپنے بکرون کی فکر کیا کرتا ہے اوسی طرح
سپاہ سالار کو بھی اپنے سپاہیون کا خبرگیران رہنا چاہیئے۔ اور ایسا ہی فرمانروا
چاہیے کہ اپنے زیر سایہ رعایا کی خبرگیری کرے۔ سپاہ سالار فوج کا فرض ہے
کہ اپنے سپاہیون کی اچھی طرح پرداخت کرے۔ اونہین خوراک وغیرہ کی
کمی نہونے دے اور اسباب کو خوب جانچے اور دیکھے اپنے دشمن پر فتحیاب
ہونے کی غرض سے محض مسرت دلی سے کہ اونہون نے کسی ہتیار کو اپنے
ہاتھ مین پکڑا ہے وہ اپنا مناسب کام بجالاتے ہین یا نہین۔ مگر چپ بیان کرتا ہے

کہ ہاک سے منان سپاہ سالار فوج اور فیاض رحیم فرمانروا بنا۔ ان صفات کا والیان ملک مین ہونا والیان ملک کی زیبالیش مین داخل ہے۔ مگر جب تک کہ وہ ذاتی دلیری کے ساتھہ جنگ نہ کرے اور اپنی شجاعت نہ بتلائے یہ زیبالیش کسی وقت اور کسی طرح حاصل نہین کرسکتا۔ جس نے بذات خود جرات اور دلیری سے جنگ کر کے اپنے سپاہیون مین جنگ کی روح پھونک دی ہو۔ اور خود کی طرح اون سے بھی تحمل مزاجی اور شجاعت کا کام کرایا ہو وہی فیاض سپاہ سالار ہے۔ رحیم فرمانروا کہلانے کے لئے خود غرضی کسی کام کی نہین جو سلطنت کو ہر جانب سے مالامال اور راحت ہی راحت سے بھری ہوئی نظر آتی ہے۔ اوسکا فرمانروا رحیم اور فیاض فرمانروا کہلاتا ہے۔ فرمانروا اس غرض سے انتخاب نہین کیا جاتا ہے کہ وہ دوسرون کے راحت رسانی کی باتین بالائے طاق رکھکر جس طرح ممکن ہو اپنی ہی تھیلی پر کر لے بلکہ جو اوس کا انتخاب کرتے ہین۔ اون کی یہ غرض ہوتی ہے کہ وہ سب کو راحت پہونچائے اور سب کے لئے باعث آرام ہو۔ جبکہ امن قایم رکھنے کی غرض سے لوگ جنگ کرتے ہین۔ تو اوسوقت اونکو ایک پیشوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور وہ پیشوا سپاہ سالار فوج ہوتا ہے۔ پس اوس سپاہ سالار فوج کا فرض ہے کہ جن لوگون نے کہ اوسکو سپاہ سالاری کے بلند درجہ پر پہونچایا ہے اون کی فلاح و بہبودی کے لئے جہانتک ممکن ہو کوشش کرے۔ اگر اوس کوشش مین اُسے کامیابی حاصل ہو تو گویا اوس نے اپنا فرض ادا کیا۔ اوس کی تمام شان و شوکت جو کچھہ ہے وہ اسی

ادائی فرض کی وجہہ سے ہے۔ اگر اوس کا طرز عمل اس کے خلاف یعنی وہ منتخب کنندہ اشخاص کی بہبودی کا خواہان نہین۔ تو وہ بدرجہ غایت مذمت کے لایق ہے۔،،

اس مکالمہ سے، ظاہر ہے کہ جو فرمانروا اپنی رعایا کے لئے راحت رسانی کے کام کرتا ہے سقراط کی رائے مین وہی سچا فرمانروا ہے۔

اوصاف سپہ سالار

،، ہم کو لازم ہے کہ اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے کے لئے جن امور کی ضرورت ہونے والی ہو اوس کی معلومات حاصل کرنے کے لئے نہایت جانفشانی سے کوشش کرین،، اعتبار اور عزت و وقعت کے خواہشمندون کو سقراط کی حسب ذیل نصیحت کس حد تک کار آمد ہو سکتی ہے، اوس کے متعلق ہم رائے قایم کرینگے۔ فوج مین اعلے افسری کے عہدہ کا خواہشمند اور اپنا حق جتلانیوالا فن جنگ کا معلم۔ ایک دوست وڑے اونی سوڈرس نامی ایک شخص اتھنس مین آیا ہے۔ یہ سن کر سقراط نے کہا کہ ،، اگر ایسا عمدہ موقع ملے تو فوج کے پیش رو بنے کے خواہشمندون کو اپنی حکومت کس طرح قایم رکھنا چاہئے۔ اس کی تعلیم پانے مین عدم التفاتی کرنا نہایت ہی معیوب بات ہے۔ میرا خیال ہے کہ بت تراشی کی تعلیم کے بغیر بت تراشی کا کام ہاتھہ مین لینے سے بڑھکر سزا اوس کو ملنی چاہئے جو

سپاہ سالاری فوج کی قابلیت کے بغیر سپہ سالاری کرنا چاہتے ! کیونکہ جنگ کے موقع پر ملک کی فلاح و بہبودی صرف سپہ سالار فوج کے قابلیت اور دوراندیشی پر منحصر ہوا کرتی ہے - اوس کے مستعدی سے سلطنت کو کامیابی حاصل ہوتی ہے - اور عدم التفاقی کے باعث سلطنت مین انواع واقسام کے نقصان پیدا ہوتے ہین اور اسی لحاظ سے بغیر قابلیت پیدا کرنے کے جس نے اوس عہدہ کو حاصل کرنے کی کوشش کی اوسکو نہایت کڑی سزا دیجائے - ،،

سقراط نے اس قسم کی نصیحت کرکے اوس جوان آدمی کا خیال تعلیم کے جانب رجوع کیا - اور اوس نے فوراً ڈاے اونی ڈورس کے پاس حاضر ہوکر فن جنگ کے متعلق تعلیم پانا شروع کیا - جب اوس کو یہ محسوس ہوا کہ وہ فن جنگ کے متعلق کچھ معلومات حاصل کرچکا ہے تو - کئے روز کے بعد وہ سقراط کے پاس آیا - سقراط نے اوس کو دیکھکر بطور مذاق حاضرین مجلس سے کہا کہ ،، کیون جناب ، آپ کو اس جوان آدمی کی جس نے اون اصول کو جس سے اپنی حکومت کس طرح قایم کرنا چاہئے اچھی طرح سیکھکر سپہ سالار فوج کی اعزاز کے قابل ہوگیا ہو کیون آؤ بھگت اور اعزاز نکرنا چاہئے ؟ اور جبکہ بین بجانا سیکھے ہوئے شخص کو حالانکہ اوس کے ہاتھ مین بین نہو - بین باز کہتے ہین - طریقہ علاج اور صفات ادویات سے واقف کار شخص کو اگرچہ علانیہ تجربہ نہوا ہو - حکیم صاحب کہتے ہین ، اسیطرح

یہ صاحب بھی فوج پر کس طرح رعب وداب قایم رکھنا چاہیئے۔ سیکھنے سے سپہ سالار فوج بن چکے ہین۔ حالانکہ ان کو سپہ سالار فوج بنانے مین ہم کسی طرح کی مدد نہین دیسکتے۔ کیونکہ جبتک کوئی شخص فن جنگ سے کامل طور پر واقف نہو سپہ سالاری کی خدمت کے لئے اوس کا انتخاب بالکل بیکار اور حماقت ہے۔ کیونکہ اگر کسی نے صرف مدرسۂ طبابت مین تعلیم پاکر ڈگریان حاصل کرلین تو جس طرح وہ عمدہ حکیم نہین کہلا سکتا۔ اسی طرح عہدۂ سپہ سالاری فوج کی کوشش کرنے والا سپہ سالار فوج نہین بن سکتا۔،،

سقراط نے اوس جوان شخص کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ ،، اچھا یہ فرض کرو کہ ہم مین سے کسی کو اگر تمہاری فوج مین کے کسی ٹکڑی پر حکومت کرنے کا موقع ملجائے تو ہم کو بھی طرز حکومت سے بالکل جاہل اور لاعلم نرہنا چاہیئے۔ پس مہربانی فرماکر بیان کیجئے کہ تمہارے اوستاد نے تمکو ابتدا مین کس بات کی تعلیم دی ہے۔،،

اوس جوان شخص نے جواب دیا کہ ،، اوس کی ابتدا انتہا تمام ایک ہی ہے۔ کیونکہ جنگ کرتے وقت کوچ کے وقت ، یا مقام کے وقت فوج مین کس طرح انتظام رکھنا چاہیئے ، صرف انہین امور کی مین نے تعلیم پائی ہے،،

سقراط ،، سپاہ سالار فوج کو جو دیگر صدہا باتین کرنا چاہیئے ، اگر

اوس سے مقابلہ کرکے دیکہا جائے تو ان امور کی کوئی حقیقت نہین ہے۔
اوسے جنگ کی کل تیاری نہایت انتظام سے کرنا چاہیئے۔ فوج کے سپاہیون
کی رسد اور باروت گولی وغیرہ کی اچھی طرح سربراہی کرنی چاہیئے اور
اُس کے لئے ضرور ہے کہ وہ متجسس اور کام کرنے والا۔ لایق۔ تیز فہم ہو۔
رحم اور سخت مزاجی۔ یہ دونون صفات اوس مین موجود ہون۔ اور وہ
صاف دل اور گہری سوچ والا ہو اپنے چیزون کی حفاظت کرکے غنیم سے
مال واسباب کو لینے کے طریقہ سے واقف ہو۔ وہ ترش مزاج ہوکر لوٹ
گہسوٹ کرنے والا بھی ہو فیاضی کی صفت بھی موجود ہو۔ جنگ کے موقع پر
فوج کے انتظامی اصول سے بخوبی ماہر ہو۔ اس بات کا مجھکو اقبال ہے کہ
انتظام اور تعلیم یہ دونون باتین فوج کے لئے نہایت اہم ہین۔ مگر جسطرح
پتھر۔ اینٹ۔ لکڑی۔ اور سفال ان سب کو ایک ہی کہچڑی بنانے سے
تعمیر کے کام مین آسانی ہوتی ہے۔ اسی طرح مذکورۂ بالا دونون امور کے
لئے کارآمد ہونا غیر ممکن ہے۔ لیکن عمارت کو تعمیر کرتے وقت وہ تمام
چیزین اپنے اپنے مقام پر ہونا چاہیئے۔ یعنے بنیاد کے لئے پتھر اور چھاؤن
کے لئے سفال۔ اینٹ کو موزون ومناسب موقعہ پر یعنے عمارت کے
اندرونی حصہ مین کام لانا چاہیئے۔ جب ہر شئے اپنے حسب موقعہ استعمال
کی جاکر مکان تعمیر ہو تو اوس سے کیسی مسرت حاصل ہوگی۔؟

سقراط کی یہ گفتگو ختم نہین ہونے پائی تھی کہ اوس جوان آدمی نے کہا کہ "

تمہارے اس تمثیل کی وجہ سے سپاہ سالار فوج کو کیا کیا کرنا چاہیئے۔ مجھکو یاد آگیا۔ اوسے فوج مین کے پہلے اور آخر صف مین اچھے سپاہیون کا انتظام کرنا چاہیئے۔ یعنے پہلی صف مین کے سپاہی فوج کو اپنے پیچھے کہینچ لین گے۔ اور آخر صف مین کے لوگ اپنے روبرو کے صف کو آگے بڑہائینگے۔"

سقراط "اچھے بُرے سپاہیون کو کس طرح شناخت کرنا چاہیئے۔ اسکے نسبت بھی اُس نے تمکو تعلیم دی ہوگی۔ ورنہ تمہارے صرف اس بیان سے کیا فائدہ؟ اس لیئے کہ اگر کوئی تم کو بہت سا روپیہ دے کر یہ کہدے کہ اون مین سے کھرے اور کھوٹے روپیون کو پرکھہ کر علحدہ کرو۔ جب تک کہ کھرے اور کھوٹے روپیون کے شناخت کرنے کا علم تمکو نہ ہو۔ تم کیسے اون روپیونکو پرکھ سکتے ہو؟"

اوس جوان آدمی نے جواب دیا کہ "آپ کا کہنا نہایت دُرست ہے، جن اُمور کے متعلق آپ مکالمہ کر رہے ہین۔ اون کے متعلق تو کچھہ بھی مجھے نہین سکھلایا گیا ہے۔ اور آپ کی تقریر سے مین یہ محسوس کرتا ہون کہ اچھے بُرے سپاہیون کے انتخاب کے کام کی ہم کو تعلیم پانا چاہیئے۔"

سقراط "سپاہیون کے انتخاب کے متعلق سپہ سالار فوج کو کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔ ہم اس پر آئندہ غور کرینگے۔ مگر یاد رکھو جسوقت مال و دولت کی لوٹ مار کرنی منظور ہو اوس وقت لالچی سپاہیون کو آگے رکھنا چاہیئے۔ جسوقت نہایت دہوکا اور آن بان کا موقع ہو اوسوقت

شان وشوکت کے دلدادہ خواہشمند سپاہیون کو آگے رکھنا چاہئے۔
کیونکہ اس قسم کے سپاہی مناسب وقت پر خود بخود آگے بڑہکر آئینگے
اونہین شناخت کرنے مین چندان وقت نہین گذرتا ہے۔ مگر جناب
یہ تو کہئے کہ جدا گانہ ہو تو پہر مختلف احکام کس طرح جاری کرنے چاہئین۔ اس
بارے مین تمہارے معلم نے تم کو کیا سکھایا ہے ؟؟

نوجوان آدمی نے کہا کہ ،، اس کے متعلق استاد نے مجہکو کچہ بہی
تعلیم نہین دی ہے ۔،،

سقراط ،، تو پہر تم سب سے پہلے اوس کے پاس جاؤ۔ کیونکہ صرف
روپیہ پیدا کرنا ہی اوس کا پیشہ ہو گا جو تمہارا روپیہ لے کر تم کو کچہ بہی تعلیم
نہ دے اور تم کو یونہی بغیر تعلیم کے واپس روانہ کر دے اور اوسے کچہ بہی
شرم و لحاظ نہ آئے۔ میرے سوال کے متعلق اوس کو معلومات ہونگے تو
وہ تم سے ضرور بیان کر دے گا۔ ورنہ آخر چلکر تمہارا روپیہ تم کو واپس
کر دے گا !،،

رسالہ کے افسر کے فرائض

سقراط اور رسالہ کے افسر کی ایک وقت ملاقات ہوئی۔ تو اوس نے
اوس سے کہا ،، معلوم نہین کہ اس خدمت کے قبول کرنے مین تمہارا دلی منشا

کیاہے ؟ شاید یہ غرض تو نہو گی کہ تمہارے نام کی ہرجانب شہرت ہو ؟ چونکہ پاگلون کے نام کی شہرت بہ نسبت اورون کے زاید ہوتی ہے - توکیا اس شہرت کو تم پسند کرتے ہو یا نہین تو شاید اس خیال سے کہ اگر رسالہ مین جو خرابی موجود ہے اوسکی اصلاح کیجائے - یا کچھہ نکچھہ ملک کی خدمت اچھی طرح ادا ہو - تم نے رسالہ کی آراستگی کی خدمت قبول کی ہوگی - ؟ "

افسر " ہان ، مین نے اسی غرض سے تو اس خدمت کو قبول کیا ہے - "

سقراط " اچھا بہتر ، اگر تم سے یہ کام ادا ہو جائے تو پھر کس چیز کی کمی ہے لیکن جناب ، غالباً آپ گھوڑے اور اون پر سوار ہونے والے سپاہیونکی اچھی طرح نگہداشت کرتے رہتے ہونگے - ؟ "

افسر " ہان ، بیشک اوس کی تو نگرانی کرنا ضرور ہے - "

سقراط " اچھے گھوڑے دستیاب ہونے کے لئے تم نے کیا انتظام کیا ہے ؟ "

افسر " یہ انتظام میرا کام نہین ہے ، ہر ایک سوار بطور خود اپنے لئے آپ انتظام کر لیتا ہے - "

سقراط " درحقیقت یہی بات ہے تو وہ لنگڑے ، لولے - لاغر - ناتوان بدخصلت اور اڑیل گھوڑے لائین اور اوس کی وجہ سے وہ اگر سب کے پیچھے

رہنا شروع کردین تو پھر اوس وقت تم کیا کروگے ؟ اس قسم کے سوارون سے تمہاری کونسی خدمت ادا ہوگی ؟ اور ملک کے لئے تمہارا وجود کس طرح فائدہ مند ثابت ہوگا۔ ؟))

افسر " جناب " آپکا بیان نہایت درست ہے۔ مین آئندہ فوج کے گھوڑون کے نگرانی اچھی طرح کرونگا۔))

سقراط " اور سوارون کی کیا تم نگرانی نکروگے۔ ؟))

افسر " ہان " ! کیون نہین ؟ اون پر بھی نگرانی رکھونگا !))

سقراط " تو پھر سب سے پہلے سوارون کو سواری مین بالکل مشاق بنانا چاہئے۔ اور اس بات کی بھی اون کو تعلیم دینا ضروری ہے کہ اگر وہ اتفاق سے گھوڑے پر سے نیچے گر جائین تو دوڑتے ہوئے جاکر اپنے گھوڑون کو کس طرح پکڑین۔ چند روز تک ہر سمت مین مختلف مقامات مین اور خاصکر اس قسم کے ممالک مین جہان اپنے دشمن موجود ہین۔ اون سے قواعد کرائی جائے۔ میدان یا پہاڑی مقام مین او نہین کہین بھی اگر جنگ کرنیکا موقع آجائے تو پوری طور پر دلیری کے ساتھ گھوڑون کو لیجانے والے سوارون کو تیار رہنا ہوگا۔ چونکہ ہم نے اپنے سوارون کو میدان ہی مین جنگ کرنے کی تعلیم دی ہے۔ اس لئے اگر کسی کو جنگ کرنا منظور ہے تو میدان مین آنکر لڑے۔ اس قسم کا پیام ہم اپنے دشمن کو نہین کہلا بھیج سکتے۔ اور اگر ہم اس قسم کا پیام کہلا بھیجین تو بھی دشمن اوس کی پروا نکرے گا۔ تیر

چلانے مین بھی اونہین مشتاق بنانا چاہیئے ، سب سے زیادہ یہ کہ اونکو جری ۔ اور بہادر بنانا چاہیئے ۔ اور اس بات کی اونکو ترغیب دینا چاہئیے اور اون کے ذہن نشین کرانا چاہیئے کہ دنیا مین جو کچھ ہے اپنی عزت و وقعت ہے ۔ اور اوس کے حاصل کرنے مین جان سے دریغ نکرین ۔ اور اس کا اون پر اتنا اثر ڈالنا چاہیئے کہ دشمن کا نام سنتے ہی ایڑی کی آگ چوٹی تک پہونچ جائے ۔"

افسر " اس کام مین دل و جان سے کوشش کرونگا ۔"

سقراط " اچھا کیا تم اپنے سپاہیون کو اطاعت گذار بھی بنا چکے ہو یا نہین ؟ اور اگر نہین تو جنگ مین ذرہ برابر بھی وہ کارآمد ثابت نہونگے "

افسر " صحیح ہے ، لیکن اونہین اطاعت گذار بنانے کے لئے کیا کرنا چاہیئے اور وہ کس طریقہ سے اطاعت گذار بنین گے ۔"

سقراط " جب کسی مین قابلیت موجود ہے تو لوگ خود بخود اوس کے پیرو بنتے ہین ، اور اوس کے کہنے پر عمل پیرا رہتے ہین ۔ کیا تم اس سے واقف نہین ہو کہ بیمار ہونے کی حالت مین ہم کسی معبر حکیم کے رائے کے بموجب کرتے ہین ، جہاز پر سوار رہنے کی حالت مین اچھے ملاح کے اختیار مین رہتے ہین ۔ اور زراعت کے کام مین تجربہ کار کسان کے مشورہ کے بموجب عمل کرتے ہین ۔"

افسر " آپ کا بیان مجھکو قبول ہے ۔"

سقراط "بہت خوب" اگراس طرح ہے تو گھوڑے پر سوار ہونے والے سوار کو گھوڑون کی اچھی طرح پرکھ آنی چاہئے۔ جو گھوڑے پرسوار ہونے مین کامل ماہر ہوگا۔ اوس کے ولی اشارہ کے بموجب دوسرے کیون نہین عمل کرین گے؟"

افسر "اگر مین اس بارے مین اپنی قابلیت دکھاؤن تو کافی ہے اور تم یہ کہہ سکتے ہو کہ اگر مین اپنی مہارت ظاہر کرون تو تمام سپاہی اطاعت گذار بن جائینگے۔؟"

سقراط "ہان مجھکو تو یقین ہے۔ اس مین کیا شک وشبہ ہے! لیکن تم کو یہ اطمنان کرا دینا ہوگا کہ سپاہیون کو تمہارے احکام کے تعمیل کرنے مین جان اور آبرو کا کسی طرح کا خدشہ نہین ہے۔"

افسر "اون کا اطمنان مین کس طرح کراونگا۔؟"

سقراط "واہ یہ کام تو نہایت آسان ہے۔ جتنا کہ کسی آدمی کا بڑی خصلت اختیار کرنے مین یا اوس کے اختیار نہ کرنے مین فائدہ کا ہونا سمجھا دینا آسان ہے اسی طرح اس کا اطمنان کرا دینا بھی آسان ہے۔"

افسر "تو غالبًا آپ کی تقریر کا یہ نتیجہ ہے کہ سپہ سالار فوج کو علم التقریر کی بھی تعلیم پانا چاہئے؟"

سقراط "ہان۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ سپہ سالار فوج بغیر اپنی زبان سے ایک لفظ بھی نکالے سپاہیون سے کام کروا سکتا ہے؟ ہم کو اپنی زندگی مین

جو ضرور یا منفعت کہ پیش آنے والے ہین اُن کا علم تقریر کے ذریعہ سے حاصل کرتے ہین - بغیر تقریر کے کسی قسم سے عمدہ یا توان کا علم ہونا غیر ممکن ہے - تعلیم دینے کا سب سے عمدہ ذریعہ تقریر ہے - جب ماہرین علوم اپنے تقریر شروع کرتے ہین سامعین نہایت مسرت دلی سے تالیان بجا بجا کر جوش دلی کا اظہار کرتے ہین - یونان کے تمام علاقون مین اتھنس کے لوگ ہر موقعہ پر سبقت حاصل کئے ہوئے نظر آتے ہین - اور اتھنس کے نوجوانون کی طرح دوسرے علاقہ کے نوجوان دیکھنے مین نہین آتے - اس بات کو کیا کبھی تم نے بھی خیال کیا ہے - ؟ دور کیون جاتے ہو؟ ایک گانے بجانے والے لڑکون کی جماعت کو ہی لے لو - اپولا کے مندر کے جاترا کے موقعہ پر مختلف شہرون سے بہت سے میلے آتے ہین لیکن اتھنس کے راگ دار میل کی طرح ایک میل بھی تمکو نظر نہ آئیگا؟ اس کی کیا وجہ ہے ؟ اتھنس کے لڑکون کی آواز بہ نسبت دوسرے شہرون کے لڑکون کی آواز کے عمدہ نہین ہوتی ہے اور اون کا جسمانی جوڑ بند بھی خوبصورت نہین رہتا ہے - باوجود اس کے بھی دلچسپ ہے - صرف اوس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اتھنس کے لوگون کی عزت و وقعت حاصل کرنے کے دلی خواہشمند ہین - اس عزت و وقعت حاصل کرنیکی خواہش کے باعث ہی لوگ اچھے کام کرنے کی جانب رجوع ہوتے ہین - اپنے سوارون کے نسبت بھی اگر تم معقول فکر و - اور ہتھیار

اور گھوڑون کو اپنے مستعد رکھنے مین اونہین تعلیم دے کر مہارت حاصل کراؤ۔ اور یہ سمجھاؤ کہ جنگ کے موقعہ پر دلیری کے ساتھ شجاعت بتلانے مین ہی سچی شان اور شہرت ہے۔ وہ دیگر سلطنت کے سوارون پر آسانی سے سبقت حاصل کرینگے۔"

افسر " ہان مین بھی یہی سمجھتا ہون۔"

سقراط " اچھا جاؤ، اور اپنی فوج پر اچھی طرح نگرانی رکھو، اگر اسطرح تمہاری خواہش ہے کہ اپنے ملک کی کچھہ تو خدمت ہم سے بھی ادا ہوسکے۔ تو تمہارے سپاہی سب سے پہلے اچھی طرح کام آئینگے، اور اسی طرح اونہین تیار کرو۔"

افسر " جناب، آپ کی نصیحت نہایت عمدہ اور کارآمد ہے۔ اور اوس پر عمل کرنے کے لیئے مین آمادہ ہون۔"

جو شخص کہ ذاتی معاملات مین مستعد رہتا ہے وہی اچھا سپہ سالار فوج ہو سکتا ہی۔

جس وقت کہ نی کومیاکیڈس انتخاب سے واپس ہو رہا تھا۔ سقراط نے اوس سے دریافت کیا کہ " سپہ سالار فوج کی خدمت پر کسکا انتخاب ہوا؟"

نی کومیا کیڈسس۔ ”جناب کیا بیان کرون؟ مین باوجود اس کے کہ اپنی عمر کا تمام حصہ جنگ مین صرف کر چکا ہون اور اوسنے سپاہی کے درجہ سے کپتان۔ کرنل وغیرہ بڑے بڑے عہدون کے کامون کا تجربہ رکھتا ہون۔ (اپنے سینہ پر کے زخمون کے داغ سقراط کو بتلا کر) جنگ ہی کے میرے جسم پر یہ تمام زخم اور داغ ہین۔ پھر بھی دیکھئے۔ اوس خدمت کے لئے۔ مین ٹی سے لینس کا انتخاب کیا گیا؟ اوس کی کیا حالت ہے؟ بیچارہ نے رزم گاہ تک بھی تو نہین دیکھی ہوگی۔ روپیہ کمانے مین بیشک وہ بڑا طاق ہے۔“

سقراط ”واہ پھر اور کیا چاہئے! وہ فوج کو بہت سی تنخواہ دیگا۔“

نی کومیا کیڈسس ”اجی جناب اوسنے دوکاندار بھی تو اسکے مانند پیدا کر سکتا ہے؟ کیا اوسی وجہ سے اوس کو سپہ سالار فوج کے عہدہ پر مقرر کیا گیا ہے؟“

سقراط ”اوس کے ایک صفت کی نسبت جو تم نے غور کیا۔ اوسکی عزت افزائی کی اوس کو بے انتہا خواہش ہے کہ جس کام کو ہاتھ مین لے اوس مین سبقت لیجا کر شہرت حاصل کرلے! اور یہ وصف سپہ سالار فوج مین ہونا نہایت ضرور ہے۔ تماشہ مین تو اوس نے کئی مرتبہ انعام حاصل کیا ہے؟“

نی کومیا کیڈسس ”ناٹک کا منیجر بنکر ناٹک کے ایکٹرون پر حکومت کرنا

اور سپہ سالار فوج بنکر فوج پر حکومت کرنا ان حکومتون مین زمین اور آسمان کا فرق ہے۔"

سقراط "باوجود اس کے اوس مین رقاصی اور راگ کی قابلیت موجود نہین ہے مگر اوس نے ان دونون کے ماہرین کو فراہم کرکے بڑی شہرت پیدا کی ہے۔"

نی کومیاکیڈس "تو کیا وہ اپنے کو ایک حاکم اور اپنی جگہہ جنگ مین آزمودہ کار لوگون کو فراہم کرکے شہرت حاصل کرنے والا ثابت کرے گا۔ آپ کے بیان کا تو مطلب یہی ہے؟"

سقراط "ہان؟ اس مین کونسا امر مانع ہے! اگر اس کام مین وہ مشیر پیدا کرے تو ناٹک کی طرح جنگ مین بھی اوس کو فتحیابی حاصل نہ ہونا چاہیے؟ صرف اپنے ہی لوگونکی ناموری ہونے کی غرض سے ظاہری نمایش تبلا کر لوگون کو محو کرنے کے لیئے ناٹک کے کام مین روپیہ صرف کرنے کے مقابلہ مین وہ دشمن کو شکست دے کر اپنی سلطنت کی عزت و وقعت مین ترقی دینے کے لیئے اپنی خواہش سے بہت سا روپیہ صرف کریگا۔"

نی کومیاکیڈس "تو پھر یہ نتیجہ نکالنا چاہیے کہ جو ناٹک کے تماشے کرتا ہے اور جو اوس سے واقف ہوتا ہے، فوج کے ساتھ کس طرح برتاو کرنا چاہیئے اسکا بھی اوس کو علم ہوتا ہے۔"

سقراط ،، نہین ، اوس طرح نہین - نتیجہ یہ نکالنا چاہیئے کہ اپنی غرض پوری کرنے کے لیئے کن چیزون کی ضرورت ہے اور اون کو کس طرح حاصل کرنا چاہیئے ، اس سے جو واقف ہے اوس کو تماشہ کرنا، سلطنت پر حکمرانی کرنا، فوج کی دیکھہ بہال کرنا، یا زندگی کے کاروبار چلانا خواہ کچھہ بھی ہو اوس مین اوس کو ناکامیابی نہوگی -،،

نی کو میاکیڈس ،، مجھے معلوم نہین تھا کہ تمہارا یہی خیال ہوگا کہ کاٹ کسر والا یعنے محتاط مزاج آدمی عمدہ سپہ سالار فوج بن سکیگا -،،

سقراط ،، ان دونون خصوصیات کے لوگون مین باہم کیسا تعلق ہے اس پر ہم غور کرینگے ، ان دونون نے اپنے تحت کے لوگون کو اطاعت گذار بنایا ہے ، کیا یہ سہے یا نہین ؟ اسی طرح اپنے تحت کے لوگون مین جو جس کام کے لئے موزون ہین اوس کو وہ کام دینا چاہیئے یا نہین ؟ جو اپنے کام مین غلطی کرے اوس کو سزا دین - جو عمدگی کے ساتھہ اپنا کام انجام دے - اوس کو انعام و اکرام دینا، کیا یہ ان دونون کا فرض ہے یا نہین ؟ اپنے تحت کے لوگ ہم کو دل و جان سے چاہین - کیا اس قسم کا عمل اونہون نے رکھتا ہے یا نہین ؟ موقع پر کام آنے کی غرض سے اوسے اپنے بہت سے دوستون کو اچھے حالت مین رکھنا چاہیئے یا نہین ؟ جو کچھہ ہمارا ہے اوس کی کس طرح حفاظت کرنا چاہیئے - اور بغیر کہے کے نہایت مستعدی سے اپنا فرض کسطرح

ادا کرنا چاہیئے ، کیا اس کا ان دونون کو سمجھنا ضرور ہے یا نہین ؟ ،،
نی کو میا کیڈس ،، تم جو بیان کرتے ہو وہ تمام باتین ان دونون کو سمجھنا چاہیئے ، یہ صحیح ہے ، لیکن جنگ کے وقت دونون کے کام مساوی نہین ہوتے ہین - ،،
سقراط ،، کیون جناب ، آپ ایسا کس لئے فرماتے ہین ؟ دونون کو بھی اپنے دشمن کو شکست دینے مین فائدہ ہے یا نہین ؟ ،،
نی کو میا کیڈس ،، ہان ، صحیح ہے ، لیکن جنگ وجدال کا موقع آجائے تو کاٹ کسر کرنے والا آدمی کس مصرف کا ہوگا - ؟ ،،
سقراط ،، اسی مین تو تمام خوبی ہے ، دشمن کو شکست دینے مین ہمارا ہر طرح نفع اور خود شکست پانے مین ہمین ہر قسم سے نقصان ہے ، کاٹ کسر کرنے والے آدمی کو جب اس طرح سے اطمنان ہو جائے تو دشمن کو شکست دے کر شہرت اور ناموری حاصل کرنے کے لئے جس بات کی ضرورت ہوگی وہ اوس کی تیاری کرے گا - اپنے فوج مین تمام باتین کامل طور پر موجود ہین ، اور کامیابی حاصل ہونے کی نسبت بہت کچھہ امید ہے - اس طرح اطمینان ہو جاتے ہی وہ دشمن کے ساتھہ مقابلہ کرے گا ، اور اگر اوس مین کسی بات کی کمی ہے تو اوس طرح مقابلہ کرنے کے لئے وہ ٹال دے گا ، نی کو میا کیڈس ! تم نے دیکھا - کاٹ کسر کرنا یہ کس طرح کارآمد ہے ؟ اس لئے تم اس سے نفرت

نکرو۔ کسی خاندان اور سلطنت مین فرق ہے تو صرف چھوٹے اور بڑے پیمانہ کا ہے باقی تمام باتون مین ان دونون کی حالت بہت ہی ملتی جلتی ہے۔ کاٹ کتر کرنا اور سلطنتی معاملات مین دوراندیشی کرنا یہ دونون صفت اکثر ایک ہی شخص مین پائے جاتے ہین اور بڑے آدمیون نے جس کو وہ اپنا ذاتی کاروبار بیان کرتے ہین وہ لوگ سلطنت کے نہایت ذمہ داری کے کام اچھی طرح انصرام کو پہونچانے مین اس قسم کے لایق لوگون کو کام مین لانے والے شخص کی اور سلطنت کی کامیابی ہوتی ہے۔ اور اس کے برعکس عمل کرنے والے لوگ اور سلطنت یہ دونون نابود ہو جاتے ہین۔ ،،

کامیابی کے لئے فوج کو کن امور کی تعلیم دینا چاہیئے

سقراط سے جب شجیع پیری کلیس کے لڑکے پیری کلیس سے ملاقات ہوئی سقراط نے کہا کہ ،، اگر تم فوج کے پیشرو ہو (کو قبول کر لو تو مجھکو یقین ہے) کہ اتھنس کو بہ نسبت سابق کے زاید کامیابی اور شان وعظمت حاصل ہوگی۔ ،،

پیری کلیس ،، مجھکو تو اس بات کی نہایت خوشی ہے ، لیکن اوسکا ہونا بھی کسی قدر مشکل پایا جاتا ہے -،،

سقراط ،، ہم ابھی اس بات کا تصفیہ کرینگے - بی او شی انس کے باشندگان بہ نسبت باشندگان اتھے نی نیس کے تعداد مین زاید نہین ہین ؟ اور نہ وہ دلیر توانا ہین ، اس کا تو تم کو بھی علم ہے - لیکن کیا بہ نسبت ہمارے اون مین اتفاق زاید ہے ؟ ،،

پیری کلیس ، نہین ! مطلق بھی نہین - کیونکہ باشندگان تھی نیس باشندگان بی او شی انس پر بے انتہا ظلم و زیادتی کرتے ہین ، جس سے اون کے خیالات آپس مین ایک دوسرے کے متعلق نہایت خراب ہین - اور وہ خرابی ہم مین مطلق نہین ہے -،،

سقراط ،، شاید ، لیکن باشندگان بی او شی انس نہایت اولعزم اور احسان کرنے والے ہین - اور اسی وصف کے باعث خواہ انسان ہو یا ملک شان ترقی کرتی ہے -،،

پیری کلیس ،، لیکن اس وصف مین باشندگان اتھنے نیس بھی اون سے کچھ گھٹے ہوئے نہین ہین -،،

سقراط ،، ہمارے باشندگان اتھنے نیس کے سلف نے جس قدر بڑے بڑے شجاعت کے کام کئے ہین اوس قدر کسی اور سلطنت کے باشندون نے نہین کئے ہون گے ، اوسی شجاعت کے حکایات سن کر آج ہمارے

بدل جوش مین آسکتے ہین ، اور ہم مین دلیری اور نیک باتون کی ترقی ہوتی ہے۔"
پیری کلیس "، باوجود اس کیفیت کے بھی آج ہماری حالت کسقدر ابتر ہے! ایک دو مقامات مین شکست حاصل ہونے سے ہمارے عزیز ملک کی شان اور بھی عمیق غار مین جا پہونچی ہے ، اور باشندگان بی اوشین کی جرأت اسقدر جوش مین آئی ہے کہ ، جو اپنے ذاتی ممالک کے باشندگی مین بغیر کسی دوسری سلطنت کے امداد کے باشندگان اتھینس کی جانب دیکھنے کی بھی جرأت نہین کر سکتے تھے ، وہی آج اپنی ذاتی ہمت پر باشندگان اتھینین کو ڈرا رہے ہین ، اور جو باشندگان اتھینس بے سرپرست باشندگان بی اوشین کو ملک الموت دکھائی دیتے تھے۔ اب وہی باشندگان اتھینس باشندگان بی اوشین کے تلوار کی چمک دیکھکر خوفندہ ہورہے ہین۔"
سقراط "، مین خیال کرتا ہون کہ فرمانروا کو امور ذیل کے متعلق رعایا سے بے اطمینان حاصل کرنا چاہیے۔ کیونکہ خوف کے باعث پریشان شدہ بے وسیلہ رعایا نہایت خبردار اور اطاعت گذار اور عاجز ہوتی ہے۔ جب اور کسی کی امداد اور جرأت ہو تو بے فکر ، اور مشغول لہولعب اور مطلق العنان ہوجاتی ہے۔ دریائی سفر کرنے والے سیاح کے حالت کو اگر تم دیکھو گے تو تم اس بات کو اچھی طرح سمجھ جاؤگے کیونکہ اون سیاحون کو اوس وقت کسی بات کا خوف نہین رہتا ہے۔ جہاز پر جس وقت ہرجانب پریشانی اور بے ترتیبی دکھائی دیتی ہے ، اور جس وقت اونہین دریائی لٹیرون کے حملے یا طوفان کا خوف ہوتا ہے

اوس وقت وہ کپتان یعنی افسر جہاز کے حکم کے بموجب عمل کرتے ہین۔ صرف عمل ہی نہین بلکہ بالکل خاموشی کے ساتھ اوس کے حکم کے منتظر رہتے ہین ؟ اور نہایت متانت اور خبرداری سے اُس کے حکم کو سنتے ہین ؟؟

پیری کلیس ،، ہم یہ فرض کرینگے کہ اتھنیس کے باشندے اطاعت گذار ہین۔ لیکن بحالت موجودہ اون مین اپنے بزرگون کے صفات حاصل کرکے اون کی کھوئی ہوئی شان دوبارہ حاصل کرنے کی اور اوس زمانہ کی طرح موجودہ زمانہ کے باشندون مین راحت رسانی کی زبردست خواہش ہم کس طرح پیدا کر سکینگے ؟ ؟؟

سقراط ،، اگر وہ اطاعت گذار بن جائینگے تو اونہین کہنا چاہیے کہ ؎ بھائیو! تمہارے سلف نے جس کمائی کو کہ تمہارے لیے محفوظ رکھا تھا اوس سے دوسرے لوگ حظ اوٹھا رہے ہین ؟ اون کی تنبیہ کرکے اپنے بزرگون کے اوس کمائی کو اپنے قبضہ مین لے لو ؟ جب اون کو یہ کہا جائیگا تو وہ اوس کو حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنا شروع کرینگے ؟ اگر وہ ہماری ترغیب و تحریص سے نیک خصلت بن جائینگے تو ہم اونہین کہین گے کہ ؟ نہایت قدیم زمانہ سے یہ تمام شان و شوکت تمہاری ملکیت ہے۔ اور اگر اس کے حفاظت کروگے تو تم تمام سلطنت کیلئے زبردست نیچا اوگے۔ اس پر غور کرو۔ اور نیک نامی مین تو تمہارے بزرگ تمام دنیا مین مشہور و معروف ہین۔ اوسی طرح تم بھی بنو۔ ہین اونہین لیوری نیکی حاصل

اور اس کے زمانہ مین بازو کی سلطنت سے جو جنگ ہو چکی تھی اوس کو یاد دلاونگا اور اون کے سلف نے تمام جنگ مین شجاعت و ناموری کس طرح حاصل کی۔ یہ اون کے ذہن نشین کراؤن گا؛ اگر تم مناسب سمجھو تو یہ بھی بیان کرون گا، کہ دوستو۔ ہمارے بہادران مقدس کی اولاد اب قریب نابود ہونے کے ہے اونہون نے آپس مین جنگ و جدال کرکے نیست و نابود کر دیا ہے لیکن کیا اون مقدس لوگون نے اپنے سے نہایت زبردست لیے سی ڈے مانی ٹیس لوگون سے بری اور بحری جنگ کرکے فتح یابی نہین حاصل کی تھی۔ گو یونان کا تمام علاقہ تہ بالا ہوگیا لیکن باشندگان اتھنیس نے اخیر تک قایم رہ کر اپنے علاقہ کو ہاتھ سے نہین جانے دیا، اور آپس کے جھگڑے مٹانے کی غرض سے یونانی لوگون نے اونہین ثالث مقرر کیا۔ اور مصیبت زدہ لوگون نے اون سے پناہ لی۔"

پیری کلیس "ان تمام باتون پر غور کیا جائے تو حیرت معلوم ہوتی ہے کیونکہ ہماری حالت اب بھی کسی طرح اس قدر خراب نہین ہے"

سقراط " دشمن سے سامنا کرنے کا جس کے پاس بہت سا سامان موجود ہوتا ہے وہ اکثر بے فکر بن کر آخر نامرد بنجاتا ہے۔ ہمارے اتھنس کی حالت بھی یہی ہے۔ کیونکہ تمام یونان کے علاقہ مین ہماری حالت بڑھی ہوئی ہے۔ اس وجہ سے ہمارے لوگ بے فکر بن گئے اور اون مین کاہلی سرایت کر گئی، اور اون کا زوال ہوا۔"

پیری کلیس ،، اب اس کھوئی ہوئی شان کو دوبارہ حاصل کرنیکے لیے اونہین کیا کرنا چاہیے۔؟،،

سقراط ،، اون کو امر کچھ نکرنا چاہیے۔ صرف اس قدر کرنا کافی ہوگا کہ یہ معلوم کرکے کہ اُن کے اسلاف کا عمل کیا رہا۔ اون کا روزانہ کیا کام تھا اُنکی پورے طور پر پیروی کرین ایسا کرنے سے اون کی کھوئی ہوئی شان وعظمت اون کے روبرو بالکل دست بستہ کھڑی ہو جائے گی۔ اگر اونہین وقت معلوم ہوتی ہے تو فی الحال جو سلطنتین کہ عروج کی حالت مین ہین۔ اونکی جانب دیکھین، اور اوس کے مطابق عمل کرین۔ اگر اون سے بہتر نہین تو اون جیسے تو ہو ہی جاینگے۔،،

پیری کلیس ،، لیکن جس کو کہ نیک خصلتی امر فرائض کہتے ہین وہ تو ہم سے کوسون دور ہے اور غالباً آپکا خیال یہی ہے کہ اگر وہ بزرگون کی وقعت کرین گے اور وہ نفرت جو اون کو فن کشتی سے ہے چھوڑ کر بزرگون کی وقعت کرنا اور اپنی سلطنت کے مردانہ کھیل کھیلنا شروع کرینگے۔ حاکم عدالت کو حقیر نہ سمجھکر اوس کے احکام کو واجب التمیل سمجھین گے اور جن غلط خیالات سے باہم مخالفت پیدا ہوتی ہے اون سے پرہیز کرینگے۔ اور اتفاق سے رہینگے۔ تو اپنی کھوئی ہوئی شان پھر دوبارہ حاصل کر لینگے۔ خانگی اور عام مجلس مین جھگڑا کر لیتے ہین۔ اور ایک دوسرے پر استغاثہ دائر کرتے ہین۔ اپنے پڑوسی کو امداد نہ دے کر اون کے نقصان مین

ہمارا نفع ہے سمجھتے ہین ۔ حاکم عدالت یہ نہین خیال کرتے کہ اپنے ذاتی بہبودی کے سوا سلطنت کی بہبودی بھی کوئی چیز ہے ۔ اور اسی سبب سے وہ ہمیشہ اپنے عہدہ کے گھمنڈ مین رہتے ہین ۔ اور اس خدمت پر رہکر اپنا ذاتی نفع حاصل کر لیتے ہین ۔ اور اسی گھمنڈ کی وجہ سے اون کے کاروبار مین کم فہمی اور مخالفت کی وہ مذموم عادتین وخصلین رہتی ہین ۔ اور لوگون مین جھگڑا فساد پیدا کرا دیتے ہین ۔ مین خیال کرتا ہون کہ یہ غلطی کی بیماری آخر چلکر بالکل لاعلاج ہو جائے گی ۔ اور اوس کا خمیازہ سلطنت کو بھگتنا پڑے گا ۔"

سقراط "تم یہ خیال مت کرو کہ باشندگان اتھنس کا یہ مرض لاعلاج ہو چکا ہے ۔ اس سے تم واقف ہو کہ جب وہ دریا مین سفر کرتے ہین کیسی دانشمندی سے اپنے کام کرتے ہین ۔ اور اپنے افسر بالا کے احکام کی کس طرح تعمیل کرتے ہین ۔ اور جب کسی انعامی مقابلہ مین سبقت حاصل کرنے والے کو انعام مقرر کیا جاتا ہے تو پنچون کے فیصلہ کو وہ قبول کرتے ہین ۔ اور تماشہ کے ایکٹنگ کے کام مین وہ اپنے ہی ضد کو لیکر نہین بیٹھتے ہین ۔"

پیری کلیس "ان تمام باتون سے مین پورے طور پر واقف ہوتا ہون اور اس لئے تو مجھکو تعجب ہوتا ہے ۔ کیونکہ تمہارے بیان کے مطابق ہر موقع پر ہر کام مین اچھی طرح اطاعت گذار رہکر منجملہ اور اطاعت گذار

اون کی فوج مین منتخب ہوکر پہر کیون اس قسم کی شرارت کرتے ہین ۔،،
سقراط ،، ایری اوپے کس سیمرٹ کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے ۔ کیا وہان کے جیسے باشندے یہان نہین ہین ؟ ہماری منصف عدالت بہی کچہ بُرے نہین ہین ۔ اگر انصاف کی نظر سے دیکہا جائے تو اون کے مقابل قابلیت ، قانونی وقفیت ، بے لوثی کے لوگ ملین گے ۔ جس سے تم بہی واقف ہو ۔،،
پیری کلیس ،، بیشک اس کے نسبت مجھکو مطلق شک وشبہ نہین ہے ۔،،
سقراط ،، پہر تو تصفیہ ہوا ۔ جب یہ حالت ہے تو اتہنس کے لوگون کی نسبت ناامید ہونے کی تمکو مطلق ضرورت نہین ۔ آسانی کے ساتہہ وہ درست ہوجائینگے ۔،،
پیری کلیس ،، اون مین جو کچہہ خرابی ہے وہ جنگ کے متعلق ہی ہے ۔ او نہین اس کام مین اچہا طریقہ بتلانا چاہیے ۔،،
سقراط ،، شاید ، لیکن یہ غلطی فوج کی نہین ۔ بلکہ اون کے افسر کی ہے ۔ مین سمجہتا ہونکہ اون افسرون کو ہی اس بات کی خبر نہین کہ ہم کو اپنا فرض کس طرح بجالانا چاہیے ۔ اون کے افسر کو باجے نوازی اور ناچ گانے اور ورزشی تعلیم سے ماہر رہنا چاہیے ۔ اگر کوئی دریافت کرے کہ تم نے ان فنون کو کس طرح سیکہا تو تم کو

مفصل طور پر بیان کرنا ہوگا۔ جو مفصل نہ بیان کر سکتا ہو وہ فوج کا پیغمبر نہیں بن سکتا۔ ہمارے فوج کی افسر کی حالت اس قسم کی ہے۔ اور نہیں اونس کام کی وقفیت نہین ہے۔ اور ہم کو جنگ مین جو کچھ بدنامی حاصل ہوتی ہے، یہ اون کی عدم وقفیت کے باعث ہوتی ہے۔ یہ مجھکو کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس قسم کے افسرون مین تم نہین ہو۔ اور مین واقف ہون کہ تم نے فن جنگ کی تعلیم پاکر اپنی بہت کچھ اصلاح کر لی ہے۔ اور اپنے واجب التعظیم بزرگون کے حالات زندگی کے بہت سے اُمور کا انتخاب کر لے کر اس کی عمدہ طور پر مشق کی ہے۔ اور وہ امور جن کی کسی اعلے افسر فوج کو ضرورت ہے اس کے متعلق تم مسلسل غور کرتے رہے ہو۔ اور جب تم کو کسی بارے مین کوئی شک و شبہ پایا جاتا ہے تو اوس کے واقف کار سے ملاقات کر کے اوصاف دلی سے منت و سماجت کر کے اوس کو کچھ انعام و اکرام دے کر تم نے اوس سے وہ معلومات حاصل کی ہے۔"

پیری کلیس "واہ وا، تم تو میری بلا وجہ تعریف کرتے ہو۔ مجھ مین بہت سے عیوب ہین۔ اس گفتگو سے تم نے میرے فرائض مجھے اچھی طرح معلوم کرا دئے ہین۔"

اس پر پیری کلیس کی گفتگو ختم ہونے کے قبل ہی سقراط نے اوس سے کہا کہ "تمہاری بہبودی کے متعلق مین ایک بات بیان کرتا ہون

اتھنس اور بی اوشی یا انہین بلند پہاڑی ہین، ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ مین داخل ہونے کے لئے اوس مین سے جو راستے ہین وہ نہایت تنگ اور ناہموار ہین، اتھنس لوگ اکثر اوس پہاڑ کو اپنے قبضہ مین لے لین گے، تو بی اوشی تیس لوگون کو تکلیف گذریگی اور اتھنس اوس سے نجات پائینگے۔"

پیری کلیس "تمہارے سودمند نصیحت نہایت مفید ہے۔"

سقراط "اگر اسکے بموجب عمل کرنے مین تمکو کامیابی حاصل ہوئی تو تمہاری عزت وقعت ہوگی اور ملک کی بہبودی ہوگی۔ اگر احیاناً ناکامیابی نہ ہوئی تو ملک کا زاید نقصان ہونے یا تمہاری بیوقعتی ہونے کا خوف تو نہین ہے!"

فرمانروائی کی اہمیت

اری سٹن کے فرزند گلوکن کے دلین یہ اولوالعزمی پیدا ہوئی کہ مین فرمانروا ہون، اور اس کا سن ابھی بیس سال کا بھی نہین ہوا تھا کہ اوس نے لوگون کے پاس جاکر سلطنت کے کاروبار کے متعلق گپین لگانی شروع کردی تھین۔ ایک دو مرتبہ تو بڑے وقت کے ساتھہ اوس کو دربار سے باہر کرنا پڑا۔ ہر جانب سے لوگون نے اوس کا مذاق

اُڑانا شروع کیا۔ عزیز و اقارب اور دوست احباب نے اوس کو ”کہنا شروع کیا کہ یہ کیا مالیخولیا تیرے دماغ مین سمایا ہے اُس کو ترک کر دے“ ان کی تمام نصیحتین بے کار ثابت ہوئین ، اور وہ اپنے خیال سے ہرگز باز نہ آیا۔ آخر مین سقراط سے ملاقات ہوئی ، اوس نے کچھہ ایسی نرمی اور مہربانی سے اُس کو سمجھایا کہ اوس کو سلطنت سے بیزاری پیدا ہو گئی۔ سقراط اور گلوکن کے دلچسپ مکالمہ کا حال ذیل مین ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

سقراط ” دوست “ اتھنس کی سلطنت پر حکمرانی کرنے کی کیا تیری خواہش ہے؟ “

گلوکن ” ہان “

سقراط ” واہ یہ تو نہایت اعلے درجہ کی خواہش ہے! اور خواہش کی منزل اوس سے بڑھکر اور کس قدر آگے پرواز کرے گی؟ اگر تیری یہ خواہش پوری ہو جائے تو تیرے مانند اور کون خوش نصیب ہو سکیگا “ تو اپنے دوست کو امداد دے سکتا ہے ، تیرے خاندان کی عزت اور شان مین ترقی ہو گی! تو اپنی سلطنت کے حدود کو وسعت دیگا ، اتھنس مین ہی کیا بلکہ تمام علاقہ یونان مین یا اوس سے پرے رہنے والے وحشی لوگون کے ملک مین بھی تیرے نام کی شہرت ہو گی ، حاصل کلام ، تو جس طرف جائیگا اودھر تیرا نام و قعت و عزت سے

لیا جائے گا اور سب کی زبان پر تیری ثنا و صفت کے ترانے ہونگے۔"

اس تعریف سے گلوکن پر ایسا اثر ہوا کہ اوس نے سقراط کی گفتگو نہایت توجہ سے سننا شروع کیا، سقراط نے کہا کہ "دوست" اس قسم سے اپنی شان و منزلت ہونے کی نسبت اگر تیری خواہش ہے تو تجھکو سلطنت کے کام کرنا چاہیئے، تم ہی کہو کہ مین سچ کہتا ہون یا نہین؟"

گلوکن "بے شک ایسا تو کرنا ہی چاہیئے"

سقراط "پھر تو ابتدا مین ملک کی تو کونسی خدمت بجالاے گا؟"

گلوکن "اس فکر مین رہا کہ اس سوال کا کیا جواب دیا جائے۔

سقراط نے اُس کے جواب کا انتظار کرنے کے بغیر کہا کہ جب ہم اپنے کسی دوست کے خوش حالی مین ترقی چاہتے ہین تو سب سے پہلے ہم اوس کی مالی حالت کو ترقی دینے کی فکر کرتے ہین۔ اسی طرح جب تم اپنے ملک کو عروج کی حالت مین پہونچانا چاہتے ہو تو تم کو چاہیئے کہ اوسکے دولت و ثروت مین ترقی دینے کی کوشش کرو۔"

گلوکن "ہان بالکل صحیح ہے۔"

سقراط "ملک کی مالی حالت مین ترقی دینا کیا یہی نہین ہے کہ اوسکے آمدنی مین افزائش کی جائے؟"

گلوکن "ہان یہی تو ہے۔"

سقراط "اچھا! اب سلطنت کی آمدنی کے کونسے ابواب ہین؟

اور سلطنت کی جملہ آمدنی کس قدر ہے اوس کو تو بیان کیجئے۔ غالبًا تم نے تو ان باتون کی نسبت اچھی طرح معلومات حاصل کر لئے ہونگے۔ کیونکہ جب کسی باب کی آمدنی مین نقصان ہوتا ہے تو اوس نقصان کا تکملہ کسی دوسرے باب سے کر لیا جاتا ہے اور اس کا قرار داد کرنے سے ہی تمہارا کام چلیگا۔"

گلوکن "مین نے اس بات مین غور نہین کیا"

سقراط "اچھا سلطنت کے اخراجات کی نسبت تو تم نے غور کیا ہوگا؟ کیونکہ جب ملک کو خوش حال بنانا منظور ہے تو اوس کے فضول اخراجات مین تخفیف کرنا ضروری ہے۔"

گلوکن "اخراجات کے بارے مین بھی مین نے مطلق غور نہین کیا ہے؟"

سقراط "جب ایسا ہے تو سلطنت کو خوشحال بنانے کے خیال کو بالائے طاق رکھدو۔ کیونکہ اوس کام مین جمع خرچ سے لاعلم رہنا یہ بالکل کام کی بات نہین۔"

گلوکن "سلطنت کو مرفہ الحال بنانا اوس کے دشمن کی بیخ کنی کردینا ہے اور اس بات کو تو تم بالکل ہی ذہن مین نہین لائے!"

سقراط "بے شک ایسا کرنے کے لئے بہ نسبت دشمن کے ہم کو زبردست بننا چاہیئے۔ ورنہ جو کچھہ موجود ہے وہ بھی جاتا رہیگا۔ یعنے جنگ کو آغاز کرنے والے کو ہر دو جانب کی مستعدی پر غور کرنا چاہیئے۔ اگر اپنی بازو مضبوط

ہین تو اوس وقت بے شک جنگ آغاز کرنا چاہیئے - اور جب ایسا نہین ہے تو جنگ نکرنے کی نسبت لوگون کو سمجہانا چاہیئے - اچہا یہ بتاؤ کہ تمہارے بری و بحری فوج کی تعداد کیا ہے - اور تمہارے دشمن کی فوج کی کسقدر - ،،

گلوکن ،، یہ باتین تو وقت واحد مین نہین بیان کیا جا سکتین - ،،

سقراط ،، اس کے متعلق بطور یادداشت اگر تمہارے پاس کچہہ موجود ہے تو اوس کو لاکر بتلائیے - تاکہ اوس کے پڑہنے سے مجہکو اطمینان حاصل ہو - ،،

گلوکن ،، مین نے اس قسم کی کوئی فہرست تیار نہین کی ہے - ،،

سقراط ،، پہر تو پایا جاتا ہے کہ سردست جنگ کے آغاز ہونے کا اندازہ نہین ہے - چونکہ جنگ کچھ معمولی اور اوسنے کام تو ہے نہین - اوس کے آغاز کرنے سے قبل - یہ سوچنا اور سمجہنا چاہیئے کہ آئندہ اوس کے کیا کیا نتائج ہون گے ، گلوکن تم غالباً اوس کے بارے مین غور کر چکے ہوگے کہ اپنی سلطنت کی کس طرح حفاظت کرنا چاہیئے - فوج کے کتنے ٹکڑیان ہونا چاہیئے - علےٰ ہذا ہر ایک ٹکڑی مین لوگون کی کتنی تعداد ہونا چاہیئے - کس مقام پر کس قدر زاید سپاہی رکہنا چاہیئے ، کون سے سپاہی اچھے ہونے سے ملازم اور کون سے ناکارہ ہونے سے خارج کرنا چاہیئے ، اور تم تو ان باتون سے واقف ہی ہون گے ! ،،

گلوکن ،، میری رائے ہے کہ تمام موجودہ فوج کو برطرف کر دے کر جدید لوگون کو ملازم رکھنا چاہیئے ، اس وقت جو لوگ موجود ہین وہ سلطنت کے

محافظی کے پردہ مین سلطنت کو نقصان پہنچا رہے ہین۔"

سقراط" موجودہ تمام فوج کو علحدہ کر دینگے تو جدید آنے والے سپاہی اپنے حسب دلخواہ عمل کرکے سلطنت کو زیادہ نقصان پہونچائینگی؟ کیا تمھاری موجودہ فوج بالکل خراب اور خارج کر دینے کے قابل ہے کیا تم کو یقین ہے؟ کیا تم نے اون کے چھاؤنی مین جاکر علانیہ طور پر کچھہ تجربہ کیا ہے؟"

گلوکن" نہین، اس کا تو تجربہ نہین کیا گیا ہے، مگر اس کے خراب ہونے کا احتمال گذر رہا ہے۔"

سقراط" ایسے باتون مین تو صرف گمان پر ہی کام نہین چل سکتا ہے۔ اپنا ذاتی اطمینان کر لینا چاہئے۔ اور جب ایک مرتبہ اطمینان ہو جائے پھر اس مسئلہ کو فوراً مجلس وزرا مین پیش کر دینا چاہئے۔"

گلوکن" ہان، یہی درست ہے اور مین بھی ایسا ہی سمجھتا ہون۔"

سقراط" معلوم ہوتا ہے کہ چاندی کے معدن کی آمدنی اب سابق کی طرح وصول نہین ہوتی ہے۔ اس لئے اس کی وجہ دریافت کرنے کی نسبت کیا تم اوس معدن پر گئے ہو یا نہین؟ مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ تم اوس طرف گئے ہی نہین۔"

گلوکن" ہان فی الحقیقت مین نہین گیا ہون۔"

سقراط" بیان کیا جاتا ہے کہ وہان کی آب و ہوا نہایت خراب ہے اور

ادہر تمہارے نہ جانے کی بھی خاص وجہ ہوگی ؟‘‘

گلوکن ’’جناب آپ تو باتون باتون مین میرا مذاق خوب اوڑا رہے ہین۔‘‘

سقراط ’’سال آخر غلہ کی کمی نہو، اور حسب ضرورت باہر سے غلہ لاکر رکھا رہے اس لئے کم از کم ہمارے زمینات مین کس قدر غلہ پیدا ہوتا ہی؟ وہ اپنے شہر کے لئے کتنے روز تک کافی ہوتا ہے، ایک سال کو کافی ہونے کے لئے کس قدر کمی ہوتی ہے، وغیرہ ان باتون کو تو تم دیکھ ہی چکے ہوگے!‘‘

گلوکن ’’ان تمام باتون کو غور کے ساتھ کرنا ہے یہ تو ایک بڑا ہی کام بن جائیگا!‘‘

سقراط ’’ہان یہ تو ہوگا ہی۔ لیکن اگر اس طرح نکیا جائے تو ایک کنبہ کی پرورش کا انتظام بھی ہم نکر سکین گے، پھر شہر کے دس ہزار کنبہ کا انتظام کیونکر کیا جاسکیگا؟ تمہارے چچا کی خانگی حالت روز بروز نہایت ابتر ہوتی جارہی ہے۔ اوس کے اصلاح کرنے کی تم کیون نہین تجویز کرتے! اون کی حالت درست کرنے کی فکر کرو، اپنی دیانت اور قابلیت بتلاؤ، اور اس کے بعد اوس سے زاید اولوالعزمی کے کام اختیار کرو۔ ایک معمولی انسان کو امداد دینے کا کام اگر تم سے نہین ہوسکتا ہے تو تمام گروہ کی اصلاح کرنے کا کام تم سے کیونکر ممکن ہوگا؟ جو ایک من کے بار کو اوٹھا نہین سکتا، کیا ایک کھنڈی کے بار کو اوٹھانے کے لئے اُسے اپنی گردن آگے

بڑھانی چاہیئے ؟ ،،

گلوکن ،، اگر میرے چچا صاحب حسب رائے عمل کرتے تو مین اونہین اچھی طرح امداد و لیسکتا تھا ۔ ،،

سقراط ،، اجی جناب ، تم ایک شخص اور وہ بھی تمہارے چچا کے خیال کو اپنی جانب نہین پھیر سکتے ، تو اتھنس کے مانند تلون طبع سلطنت کے خیال کو اپنی جانب کیونکر پھیر سکیگے ؟ گلوکن ! بھائی ، اچھی طرح غور کرو ، پھر غور کر ! بے تکی خواہش نکر ، ورنہ لوگ تجھ سے نفرت کرنا شروع کرینگے جن باتون سے ہم واقف نہین ہین اون باتون کو کرنا کیا معنی بلکہ اوس کے متعلق صرف گفتگو کرنا ہی کس قدر نقصان وہ بات ہے ، اس طرح کام کرنے والے ضرورت سے زاید چالاک لوگون کی آخر چلکر کس قدر فضیحت ہوتی ہے ، اس کو تو ذہن مین لا ۔ کیا تو بھی اس قسم کے آدمی کی تعریف کرے گا کیا اونہین الزام نہین دیگا ! دنیا کے اور لوگ بھی اوس کو کیا کہین گے ؟ اب اس کے برعکس ہم اپنی زبان سے کیا کہتے ہین اور کیا عمل کرتے ہین جس کو اس کی نسبت پوری طرح علم ہوتا ہے ، لوگ اوس کی ثنا و صفت کرتے ہین ۔ اور جو اس بات کو نہین جانتا اوس کی تو پھر ہر حالت مین بدنامی ہوتی ہے ، اگر تیری خواہش ہے تو تو اوس قابلیت کو خود مین پیدا کر اور اوس کے پیدا ہو چکنے کے بعد امور مملکت مین دخیل ہونیکی اگر تمہاری خواہش ہوئی تو یقیناً تم کو کامیابی حاصل ہوگی ۔ ،،

سلطنت کی خواہش

اپنے ملک کی بہبودی کس بات مین ہے اس پر سقراط شب و روز غور کرتا تھا۔ اوس کو ہمیشہ بے انتہا خواہش رہتی تھی۔ کہ جو کوئی مجھ سے گفتگو کرے اوس کی کچھہ نہ کچھہ بہبودی ہو۔ جب یہ خیال کرتا کہ کسی رفاہ عام کے کامون کے ذمہ داری کی قابلیت اوس مین نہین ہے تو وہ اوس کو اوس سے باز رکھتا تھا۔ ضرورت سے زاید مروت رکھنے والا تھا۔ اور اپنی ذاتی راے پر کبھی اعتماد نہین کرتا تھا۔ لیکن لایق اور قابل لوگون کی ضرور راے لیتا تھا۔ اس قسم کے بہت سے باتین سقراط مین موجود تھین۔ منجملہ اوس کے تمثیلاً سقراط اور کارمیڈس کا مباحثہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

کارمیڈس نہایت قابل اور دانشمند اوس زمانہ کے امور سلطنت کو انجام دینے والون مین سربرآوردہ شمار کئے جاتے اور ہر طرح لایق مانے جاتے، لیکن اون کو بھی اپنی ذاتی راے کے نسبت زاید اطمنان نہین تھا، اور وہ لوگون سے نہایت خوف کرتے تھے، اور پبلک کامون مین شرکت حاصل کرنے کے لئے، دن کو دل سے نفرت تھی، سقراط نے اس بات سے واقف ہو کر ایک مرتبہ اون سے کہا کہ جو شخص عام کھیل

تماشون مین انعام حاصل کر کے شہرت پا چکا ہو اور اپنی اس کامیابی سے ملک کی نیک نامی مین اضافہ کر چکا ہو ایسا کوئی ملاقاتی شخص کھیل مین مقابلہ کے لیے آنے سے انکار کرے تو تم اوس کے بارے مین کیا کہو گے ؟ "

کارمیڈس "مین تو اوس کو بالکل ہی کاہل اور ناکارہ کہون گا "

سقراط "اچھا! امور سلطنت کے جوئے کو اوٹھانے کے قابل اور اپنے نصایح سے سلطنت کو قوت وار بنانے کے قابل اس قسم کا واجب العزت شخص، اگر سلطنت کے کاروبار کو انجام دینے سے انکار کرے تو کیا تم اوسکے نسبت بھی ایسا ہی کہو گے یا نہین ۔ ؟ "

کارمیڈس "ہان شاید کہون گا، لیکن تم نے یہ سوال مجھہ سے کیون کیا ۔ ؟ "

سقراط "اپنی سلطنت کے کاروبار کو انجام دینے کی تم مین باوجود قابلیت موجود رہنے کے، اور چونکہ تم باشندہ شہر ہو اس لئے تمہارا فرض ہے مگر تم اوس کو بجالانے کے لیے ٹال مٹول کر رہے ہو۔ اسلئے مین نے تم سے سوال کیا ۔ "

کارمیڈس "مجھہ مین اس قدر قابلیت موجود ہے اس کو تم نے کب دیکھا ہے ؟ "

سقراط "اپنے میان کے وزرا سے تم گفتگو کرتے وقت بہت سے کامون مین اونہین مشورہ دیتے ہو، اور علے ہذا کئی کامون کے غلطیان بھی

تم اونہین بتلا چکے ہو۔"

کارمیڈس " خانگی طور پر گفتگو کرنا اور بات ہے اور مجمع مین کھڑے ہو کر عام طور پر گفتگو کرنا اور ہے۔ ان دونون مین بے انتہا فرق ہے۔"

سقراط " عمدہ ریاضی دان تنہائی مین جس طرح حساب کیا کرتا ہے علے ہذا عام لوگون کے روبرو بھی ویسی طرح کیا کرتا ہے۔ ایسے ہی عمدہ بین نواز اپنے گھر مین جس طرح عمدگی کے ساتھ بین بجاتا ہے۔ ویسا ہی کسی مجلس مین بجاتا ہے؟

کارمیڈس " انسان مین فطرتی طور پر ظاہر ہونے والا خوف اور لحاظ دوست احباب مین اس قدر نہین پایا جاتا ہے لیکن ناآشنا لوگ جب سامنے آجاتے ہین تو وہ گھبرا جاتا ہے۔"

سقراط " لایق لوگون اور عہدہ دارون کے ساتھ بلا خوف وخطر گفتگو کرنے والے شخص کو بے وقوفون سے گفتگو کرتے وقت خوف پایا جائیگا؟ کیا یہ خیال کرنا درست ہے؟ مجمع عام یعنے اُن مین اکثر رنگریز۔ موچی۔ معمار۔ آہن گر۔ زرگر۔ کمہار۔ مزدور دلال وغیرہ کا مجمع ہے تو کیا ایسے مجمع مین گفتگو کرنے کے لئے تمہین خوف پایا جاتا ہے؟ اجی جناب تمہارا کہنا ایسا ہے جیسے کہ کسی پھیکیت پٹے کے کام مین کامل تعلیم پائے ہوئے کا کسی ناواقف کار کے ٹوٹے پھوٹے تلوار سے خوف کرنا ہے۔ [illegible] سربرآوردہ لوگون مین سے بعض تم سے رشک

کرتے ہونگے ایسون کے روبرو تو فراغت سے بیان کرتے جاو، جاہلون کے روبرو جنہین اُمور سلطنت کیا چیز ہے۔ اس سے بھی ناواقف ہون، اور جنہین تمہارے رشک کرنے کی قوت موجود نہین ہے۔ ایسون کے روبرو گفتگو کرنے سے تم اس لئے خوف کرتے ہو کہ شاید وہ ہنسین گے پھر اب تمہین کیا کہنا چاہیئے۔ ؟ ،،

کارمیڈس ،، اچھی طرح بیان کرنے والے کے اوپر کیا لوگ نہین ہنستے ہین ؟ ،،

سقراط ،، فی الوقت تم جن سے گفتگو کرتے ہو وہ لوگ بھی تو تمہارے اوپر اسیطرح ہنستے ہین ، باوجود اس کے کہ تم مین اون لوگون کو غور وخوض کے جانب رجوع کروانے کی قوت موجود ہے مگر پھر بھی تم اون کے پاس صرف جانے کے لیئے جراُت نہین کرتے ہو! اس بارے مین مجھکو تعجب گذرتا ہے۔ اب اپنے عیوب کے نسبت بیکار بچائیت کرتے رہنے کا عیب جو عوام الناس مین ہے وہ الزام تم اپنے اوپر قایم نہ کرلو۔ تم خود اپنی قابلیت کی نسبت کسقدر زاید غور کرو، اور اپنے سلطنت کی عنان کو ہاتھ مین لے کر ممکن ہو تو اوس کو زاید عروج کی حالت مین لاو، اگر اس طرح تم کروگے تو تمہارے ملک کو تمہارے دوستون اور تمہاری ذات کو بھی بے انتہا نفع ہوگا۔،،

ورزش

سقراط کے پاس جو لوگ ہمیشہ آمدرفت رکھتے تھے منجملہ اون کے اپی جی نیس نامی ایک جوان شخص جو ظاہرا طرز عمل سے بالکل وحشی علوم ہوتا تھا، ورزش کس چڑیا کا نام ہے اس سے اوس کے وطن کے لوگ بے خبر تھے اس لئے اونہین کچھہ عجیب وغریب عادتین پیدا ہو چکی تھین، جن کے نسبت سقراط نے اوس کو الزام دے کر کہا کہ دوا رے! اسطرح اپنی تباہی کر لینا یہ تجھکو ہرگز زیبا نہین ہے"

اپی جنس " سروست مین نے اپنی ذات کے نسبت جس قدر فکر کیا ہے اگر اوتنے سے ہی میری بہبودی ہوتی ہے، تو پھر مین زیادہ فکر بے ضرورت کیون کرون؟"

سقراط " کیا مین کچھہ زائد بیان کرون؟ اولیمپین گیمس نامی مقام مین پہلوانی کثرت کا تماشہ کر کے انعام حاصل کرنے کی غرض سے لوگ اپنا جسم بناتے ہین، اون لوگون کی طرح اپنا جسم قوت دار بنانا یہ ہر ایک کا کام ہے. تماشہ مین انعام حاصل کرنے کی غرض سے اپنے مدمقابل والے سے لڑنے کے بہ نسبت اپنی جان ومال کو بچانے کی غرض سے موقعہ پرا پنے دشمن سے لڑنا یہ ملک مین سکونت کرنے والے کا کیا بلکہ ہر ایک شخص کا فرض ہے؟

جو نا طاقتی سے کمزور ہوتے ہین اکثر میدان کارزار مین ایسے لوگون کی جانین جاتے ہین، اور بہتون کو بے وقعتی سے زندگی بسر کرکے اپنی جان کو بچانا پڑتا ہے ۔ کمزور لوگون کو دشمن اکثر قید کر دیتے ہین، اور عمر بھر کے لئے غلام بنا لیتے ہین، یا بہت سا تاوان لیکر رہا کر دیتے ہین، یہ تاوان کی رقم اس قدر ہوتی ہے کہ آیندہ اون بیچارون کو تمام عمر فلاکت مین بسر کرنی پڑتی ہے اگر فی الحقیقت دیکھا جائے تو یہ تمام باتین اوسی جسمانی کمزوری کا نتیجہ ہین لوگ اونھین بزدل کہتے ہین ۔ یہ تمام خوفناک نتائج صرف اوسی ایک کمزوری کی وجہہ سے پیدا ہوئے ہین ۔ کیا اس کا تجھکو خیال نہین گذرتا ؟ کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ مصیبتین بالکل اوٹھ ہین ؟ ورزش کی محنت تو نہایت کم اور زیادہ راحت وہ ہوتی ہے ۔ جسم کے قوی ہونے سے بے انتہا فوائد ہین ۔ مگر تو اوس کو نہایت حقیر جانتا ہے ۔ قوی جسم والے کو اکثر کسی مرض کے ہونے کا احتمال نہین رہتا ہے، اوس کے جسم مین اچھی طرح زعم اور چستی موجود رہتی ہے ۔ مقابل کے پہلوانی اور کثرت کے تماشہ مین عزت حاصل ہوتی ہے، دوستون کو امداد دیسکتا ہے ۔ اور ملک کی خدمت ادا کرسکتا ہے ان وجوہ سے شہ زور لوگ جہان کہین جائین وہان اون کی عزت و وقعت ہوتی ہے ۔ کبھی اون کا کہنا رائیگان نہین جانے پاتا ۔ اونھین بڑے عہدہ کی جگہہ ملتی ہے ۔ وہ شان ۔ راحت ۔ اور اطمینان سے بسر کرسکتے ہین، اور وہ اپنی اولاد کے لیئے اپنا ایک عمدہ نمونہ پیش کرتے ہین جسمانی

ورزش کا کھیل کھلے میدان مین کھیلنے کے لئے اگر تجھکو شرم آتی ہو تو کسی محفوظ مقام مین کوئی اور جسمانی قوت مین ترقی دینے والی ورزش کیا کر۔ لیکن اس طرح لاپروائی مت کیا کر۔ اور چستی سے کسی وقت نقصان نہین ہوتا ہے اور توانا قوت دار بننے کے بغیر کوئی کام اچھی طرح انجام نہین پا سکتا۔ کتابون کے درس تدریس سے تو بظاہر جسم کے قوت دار ہونے کا کوئی تعلق نہین نظر آتا ہے ؟ لیکن جسمانی صحت جب تک ٹھیک نہو درس تدریس سے دست برداری کرنی پڑتی ہے ، کسی کام کی خواہش نہ رہنا ، اشتہا نہونا ، بے چینی وغیرہ کے امراض اسی ناتوانی اور بیماری سے پیدا ہوتے ہین۔ قوت اور توانائی سے ایک بھی بُرا نتیجہ نہین پیدا ہوتا ہے جو محنت کہ جسم مین قوت آنے کے لئے ضروری ہے۔ ایسی مشقت کو کونسا عقلمند پسند نہین کرے گا ؟ ہم اپنی قوت کو کس قدر ترقی دے سکتے ہین ، ہم کس قدر چست چالاک بن سکتے ہین ، ہم مین کس قدر کمال پیدا ہو سکتا ہے ان امور کی نسبت غور کرکے جس نے کوشش نہین کی ، اور جس سے خود کو ناکارہ سمجھ لیا اوس کی زندگی محض بے کار ہے۔ اس لئے کہ چستی چالاکی ، قوت وغیرہ یہ باتین خود بخود نہین پیدا ہوتے ہین ، بلکہ اون کے لئے محنت و مشقت کی سخت ضرورت ہے۔ "

سقراط کے چند سوال و جواب

جرات۔ اس صفت کا وجود فطرت انسان میں معمولی طور پر ہے۔
یا جس طرح کہ انسان دوسرے فنون کو حاصل کرتا ہے اسی طرح جرات کو
سیکھتا ہے۔ اس کے متعلق سقراط کہتا ہے۔ کہ جو اشخاص باوجود زیادہ
مشقت و محنت کرنے کے بھی تسکین نہیں پاتے۔ اور جن پر کہ مصائب
زیادہ ہوتے ہیں اونہیں مصیبت مصیبت نہیں معلوم ہوتی اور جو لوگ کہ
بوجہ استقلال مصیبت کو بالکل حقیر چیز تصور کرتے ہیں۔ اون میں مادہ
جرات ایک معمولی طور پر ہوتا ہے۔ چونکہ ایک ہی فرمانروا کے تابع یعنے ایک ہی
قانون کے زیر اثر ہونے اور ایک ہی رسم و رواج کے بموجب عمل کرنیوالے
سوسائیٹی میں رہنے سے تمام لوگ مساوی طور پر جری نہیں ہوتے ہیں۔
اس کی بھی یہی وجہ ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جرات گو ایک معمولی چیز ہی
مگر اس معمولی صفت میں تعلیم اور عادت سے اضافہ ہوتا ہے۔ اسی تھی نیس
اور گرسے سی سیس لوگ تبر اور سپر لے کر سی ڈیمونیس والوں سے
کیوں نہیں مقابلہ کرتے؟ اس طرح اون کے برعکس ریسے سی ڈیسے
مونی نیس لوگ بھی تیر و کمان لے کر اون سے کیوں نہیں مقابلہ کرتے؟
یہی اصول کل اُمور میں عام طور پر پایا جاتا ہے۔ چند اشخاص کا رجحان

کسی بات کی جانب رہتا ہے تو چند کا دوسرے باتون کی جانب پایا جاتا ہی۔ جس کی طبیعت کا رجحان جس طرف ہوتا ہے۔ اوس بات مین مشق بہم پہنچانے اور کوشش کرنے سے اوس مین اوس کو ماہر بننے کہ عزت حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے اوس خدائے برتر نے مہربان ہوکر ہم مین جو صفت کہ ودیعت فرمائی ہے اگر محنت ومشقت کرکے ہم اوس کو ترقی دین تو ضرور ہم کو اوس سے ناموری حاصل ہوگی۔ اگرچہ علم اور عمل مین فرق ہے، مگر میری سمجھہ مین نہین آتا۔ کیونکہ جب کسی اچھی بات کو کوئی سنتا ہے تو فوراً اوس کو قبول کرتا ہے، اور جب کسی بات کو وہ خراب سمجھتا ہے اوسی وقت اوسکو ترک کردیتا ہے، اور یہی علم اور عمل ہے۔ میرا تو یہ خیال ہے۔،،

کسی نے دریافت کیا کہ اچھا ،، ایک شخص ایسا ہے جس کو اس کا علم ہے کہ فلان بات اچھی ہے۔ مگر باوجود علم کے وہ اس کے خلاف عمل کرتا ہے۔ تو تم اوس کو دانشمند اور عمل کرنے والا کہوگے یا نہین؟

سقراط ،، ہرگز وہ دانشمند اور عمل کرنے والا نہین ہوسکتا اور مین تو اوس کو جاہل اور بیوقوف کہون گا۔ کیونکہ جو بات ممکنات سے ہے اور اوس مین اپنا نفع ہے اور اس کا اوس کو علم ہے تو وہ تدبیر اور فکر کرکے اپنے نفع کی بات کرنے مین ہرگز غلطی نکریگا۔ جس مین تدبیر اور فکر کا مادہ نہین ہے وہ انسان تعلیم یافتہ اور منصف مزاج نہین ہے ،، یہ ایک قاعدہ ہے۔ انصاف یا صفت حمیدہ کے تمام باتین نیک کامون

ہوشیار ہوکر اوس کے کرنے والے کو معزز و ممتاز بناتے ہین ۔ اوران نیک کامون کا جس کو ایک مرتبہ چسکا لگ جاتا ہے اوسے (امرت) آب حیات بھی لطیف نہین معلوم ہوتا۔ لیکن جو اشخاص کہ اس کی قدر جانتے ہین وہی اشخاص نیک کام نہین کرتے اور اگر کوئی کوشش بھی کرتا ہے تو اصلی راہ بھول جاتا ہے۔ جو اس علم کی قیمت جانتے ہین وہی نیک کام کرتے ہین ۔ اور جب تک نیک کام مین نیک صفت موجود نہو وہ نیک کام نہین ہوسکتا ہے ۔ دانائی اور جہالت مین اگرچہ باہم مخالفت ہے لیکن جہالت کو بیوقوفی نہین کہہ سکتے ۔ اپنی ذاتی ناواقفیت سے جس بات سے کہ لاعلم ہین اوسکے متعلق یہ سمجھ لینا کہ ہم اوس سے آگاہ ہین بہت بڑا عیب ہے ۔ اور یہ کیفیت بیوقوفی کے مدارج مین دوم درجہ پر ہے۔ اگر اس قسم کی کوئی بات کسی سے سرزد ہوجائے جیسے کہ اکثر اشخاص لاعلم ہین تو وحشی اشخاص اوس کو بیوقوف نہین سمجھتے ۔ لیکن جن باتون کا علم عام طور پر ہر کس و ناکس کو ضروری رہتا ہے ۔ اگر اوس سے کوئی ناواقف رہے تو اوس کو ضرور بیوقوف سمجھتے ہین ،،

رشک کے متعلق سقراط کہتا ہے ،، رشک ایک نہایت تعجب انگیز شئے ہے کیونکہ یہ ایک روحانی رنج ہے ۔ اور یہ دوست کی مصیبت یا دشمن کے عروج سے نہین پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ دوست کے عروج سے پیدا ہوتا ہے ۔ جو شخص کہ اپنے دوست کو خوش حالی مین نہین دیکھ سکتا

وہ کامل طور پر رشک کرنے والا ہے۔،،
اسپر لوگون نے اعتراض کیا کہ ،، دوست کے عروج سے رنج کس طرح ہوگا ؟،،
سقراط نے کہا ،، اس قسم کے صدہا اشخاص مین تمہین دکھا سکتا ہون کہ جو اپنے دوست پر نہایت مہربان ہین، اور جب دوست پر کوئی مصیبت آ پڑتی ہی اون کے رحم کا دریا اُمنڈ جاتا ہے اور اوس کو بے حد امداد دیتے ہین ۔ لیکن اون کے محبت کی منزل یہین تک ختم ہوکر رہ جاتی ہے دوست کو عروج پر دیکھتے ہی ایڑی کی آگ اون کے چوٹی تک پھونچ جاتی ہے! اور یہی رشک ہے ۔ بدخصائل اور بدباطن اشخاص کے خیال ہی مین رشک کی قیام گاہ ہے ۔ اور یہین رشک کو پناہ کی جگہہ ملتی ہے ۔ لیکن دانشمند اور نیک اشخاص رشک کو اپنے گرد آنے ہی نہین دیتے ۔،،
کاہلی کے متعلق سقراط کا بیان ہے کہ ،، اکثر لوگ کسی نہ کسی کام مین مصروف رہا کرتے ہین ۔ بعض کھیل کود مین بعض دوست احباب سے ہنسی مذاق کرنے مین اپنا وقت صرف کرتے ہین ۔ لیکن اس قسم کے آدمی کو مین کام کرنے والا نہین بلکہ کاہل سمجھتا ہون ۔ کیونکہ کارآمد کام چھوڑ کر جو لوگ ناکارہ کام مین اپنا قیمتی وقت صرف کرتے ہین ۔ اونھین مین مجرم سمجھتا ہون ۔ پس جن کو کام کرنے کی خواہش ہو اونکو چاہئے کہ وہ مفید کام اپنے لیے اختیار کرین ۔،،

-فرمانروا کے متعلق سقراط کہتا ہے کہ "اعصائے شاہی اگرچہ ایک علامت شاہی ہے، لیکن اوس کو ہاتھ مین لینے سے، یا بلند طالع ہونے سے، یا عام کی رائے اپنی جانب رجوع کر لینے سے یا ایک جماعت مین منتخب ہو جانے سے مکر و فریب اور ظلم و زیادتی کے قوت پر برسر حکومت ہونے سے کوئی شخص اصلی اور سچا فرمانروا نہین ہو سکتا۔ اگرچہ فرمان برداری کرنا رعایا کا فرض ہے، لیکن حکومت کس طرح کرنا چاہئیے جو اس فرض سے واقف ہے۔ وہی سچا فرمانروا ہے۔ دریائی سفر مین جہاز پر صدہا لوگ موجود رہتے ہین، لیکن حکومت کا اختیار صرف جہاز کے ناخدا (کپتان) کو رہتا ہے، اور مالک جہاز بھی اوس کے حکم کے بموجب عمل کرتا ہے۔ زراعت کے کامون کا بھی یہی حال ہے۔ مالک زراعت کے بہ نسبت اوس کے ملازم کو اگر فن زراعت مین زاید وقفیت ہے تو بیچارہ مالک بھی اپنے ملازم کی رائے کے بموجب عمل کرتا ہے۔ علےٰ ہذا مریض حکیم کے رائے سے، اور پہلوانی تعلیم پانے والے لڑکے اوستاد کی رائے سے، سینے پرونے کے کامون کے متعلق دیکھا جائے تو اوس کے بارے مین بہ نسبت مرد کے مستورات کو زاید وقفیت رہتی ہے، مردون کو اس کام مین عورتون کی رائے کے بموجب عمل کرنا ہوتا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ جس کام سے ہم واقف ہین اوس کے ہم بادشاہ ہین، اور جس کام سے ہم کو وقفیت نہین ہے، اوس مین جس کو وقفیت ہوگی

اوسی کو ہمارا فرمانروا یا پیشوا کہنا چاہیئے۔ اور ہم اوس کے پاس رہ کر اوس کی رائے کے بموجب چلنا چاہیئے، اگر کوئی حاکم ظالم ہے۔ اور نیک نصایح کی پروا نہین کرتا۔ تو مین یہ کہتا ہون کہ، اوس کے بد روش کا تلخ ثمرہ اوس کو ضرور ملتا ہے۔ اچھے اور نیک نصیحت سے نفرت کرنا یہ بڑا گناہ ہے، اور یہ گناہ اوس کو ضرور نقصان پہونچاتا ہے۔ اگر یہہ خیال ہے کہ اپنی سلطنت مین کے لایق لوگون کو قتل یا اخراج کرانے والے جابر حکمران کا کچھہ بھی نقصان نہین ہوتا۔ کیونکہ لایق اشخاص حکمران کے مدد و معاون اور پشت پناہ اور محافظ ہوتے ہین۔ جب اونکا وجود مٹ جاتا ہے تو کچھہ معمولی نقصان نہین ہوتا اور وہ تھوڑے تھوڑے سزا پانے سے پورے تدارک کو نہین پہونچتا۔ بلکہ اسطرح کے مظالم سے جو موت کہ اوس کو کل آنے والی ہے وہ آج ہی آجائیگی،،

کسی نے سقراط سے یہ سوال کیا کہ انسان کو کس قسم کی عادت کا عادی ہونا چاہیئے۔ سقراط نے جواب دیا کہ،، اوس کو کسی نیک کام کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔،،

اوس سے ایک دوسرے شخص نے دریافت کیا کہ،، کیا نیک کام کی عادت کرنے سے انسان خوش نصیب ہوتا ہے؟،،

سقراط،، جس شخص کو ہر ایک چیز بغیر مشقت کے حسب دلخواہ حاصل ہوتی ہے وہی خوش نصیب ہے، اور جس کو نہایت مشقت سے

حاصل ہوتی ہے وہ اوس کے مشقت کا نتیجہ ہے ! عادت اور مقدر ہر دو جداگانہ امور ہین - اور ان کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہین - جو انسان کسی کام کو اچھی طرح کرنے کا عادی ہوتا ہے وہ اکثر ناکامیاب نہین ہوتا - اور اسوجہ سے وہ انسان اور خدائے برتر کا عزیز ہے - علم ہیئت یا علم حکمت ، علم سیاست وغیرہ مین کمال حاصل کرنے والے لوگ اس قسم کے ہین - انسان کو ہر ایک باتین اسیطرح عادت کرنا چاہئیے ، جو شخص کسی ایک بات مین بھی کامل طور پر مہارت نہین رکھتا وہ انسان ، اور پیشوور دونون کے پاس عزیز نہین بن سکتا ! ،،

سقراط کا انصاف کے متعلق خیال

- سقراط - عدل کے متعلق صرف رائے ہی نہین دیتا تھا بلکہ عام اور خانگی معاملات مین خود بھی عادل اور انصاف پسند تھا - ہر انسان کے کارآمد ہونا حاکم عدالت کے حکم کو ماننا ، اور قانون کے بموجب عمل رکھنا - اس کو وہ اپنا فرض جانتا تھا ، اور اوس کو وہ جایز طور پر بجا لاتا تھا - اسی وجہ سے عام لوگون مین اوس کی شہرت تھی صدہا لوگون کی کوشش سے عدالت کے میر مجلسی کے عہدہ پر سقراط کا تقرر ہونے کے بعد اس عہدہ سے ہونے والی تکالیف کی کوئی پروا نہ کرکے مرجوعہ مقدمات کے حسب ضابطہ

فیصلہ جات مین انصافانہ طرز سے اوس کی عجیب و غریب دانشمندی ظاہر ہوتی تھی - عدل کے معاملہ مین لوگون کی ناجائز کوششون کی کچھ بھی پروا نہین کرتا تھا - صرف یہی نہین، بلکہ دیگر اراکین مجلس اگر اس کو انصاف کے خلاف عمل کرنے کے لئے کہتے تو وہ اون کے کہنے کی کچھ بھی پروا نہین کرتا تھا اُس زمانہ کے حاکم عدالت کا قاعدہ تھا کہ مجرم کو گرفتار کرکے حاضر کرنے کے لئے باشندگان شہر کو حکم دیا کرتے تھے - ایک مرتبہ سقراط کے متعلق بھی اسی قسم کا حکم ہوا - لیکن اُس نے خیال کیا کہ یہ حکم انصاف کے خلاف ہے لیکن نوجوانون سے گفتگو نکرنے کے بارے مین اون کا جو امتناعی حکم تھا - اوس نے اوس کو مطلق نہین مانا - اور مجرم کی حیثیت سے جسوقت اوس کو عدالت کے روبرو پیش کیا گیا - اوسوقت دوسرے مجرمون کی طرح اگر وہ بھی حاکم عدالت کی منت و سماجت کرتا - جی سرکار - تقصیر اور خداوند کہہ کر جرم کا اقبال کرکے عفو کا خواستگار ہوتا تو خلاف منشاء قانون اوسیوقت وہ الزام سے بری ہوجاتا - لیکن منصف مزاج سقراط نے مذکورۂ بالا جملون مین سے ایک بھی نہین کہا ؛ خلاف قانون عمل کرکے زندہ رہنے کے بہ نسبت قانون کی رو سے بذریعہ انصاف مرنا اوس کو بھلا معلوم ہوتا تھا - قدرے خوشامد کرنے کے بارے مین اوسکے کئے دوست احباب اوس سے رد و قدح کرنے کی غرض سے اوس کے پاس آئے تھے - لیکن اس بارہ مین اوس نے اون کو صاف طور پر

جواب دیا کہ یہ ذلیل طریقہ مجھکو مطلق پسند نہین ہے۔"

سقراط سے انصاف کے متعلق ہی پی ایس نے جو گفتگو کی تھی اوس کو یہان لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

ہی پی ایس اتھنس سے واپسی کے ایک عرصہ دراز کے بعد سقراط کو اوس سے چند اشخاص گفتگو کرتے ہوئے پایا اوسوقت سقراط اُن سے کہہ رہا تھا "بھائیو تم کو کسی تجارت کے متعلق تعلیم دینے والے معلم، یا تمہارے گھوڑے کو مختلف چالین سکھانے والے چابک سوار جس قدر چاہین میسر آسکین گے، لیکن تمہاری ذات یا تمہاری اولاد یا منجملہ خاندان کے کسی کو نیک چلن بننا مقصود ہو تو اُس کے معلم بہت کمیاب ہین!"

ہی پی ایس نے اُس کو سُن کر مذاقاً کہا کہ "مین ایک عرصۂ دراز کے قبل تمہاری زبان سے جو باتین سن چکا تھا ابھی تک اُن ہی باتون کو تم لوگون سے بیان کرتے ہو!"

سقراط "ہان، ہان وہی باتین اور وہی مضمون لیکن ہی پی ایس تم تو عالم ہو پھر کیا تم ایک ہی مضمون پر متعدد تقریرین نہین کیا کرتے؟"

ہی پی ایس "ہان ایک ہی مضمون پر نئے نئے تقریرین کرنیکی ہین کوشش کیا کرتا ہون۔"

سقراط "کیا یہ ممکن ہے! فرض کرو کہ میرے نام مین کتنے اور یہ کونسے حرف ہین ، اگر یہ بیان کرنا ہے تو کیا تم اوس کو ہر مرتبہ بدل بدلکر بیان کروگے ۔ اور اگر کوئی تم سے دو تین مرتبہ سوال کرے کہ پانچ دونے کتنے۔ تو تم ہر وقت سوائے وس کے اور کچھ جواب دیسکتے ہو؟"

ہی پی یس "مجھکو اقبال ہے کہ ایسے مضامین کے متعلق مجھکو بھی تمہاری طرح بیان کرتا ہوگا ، لیکن مضمون عدل پر مین کچھ اس قسم کے نئے نئے باتین بیان کرون گا کہ اوس پر تم کو یا کسی اور کو کچھ بھی الزام دینے کا موقع نہ ملے گا؟"

سقراط "اے خدا! یہ کس قدر زبردست یاسداری ہے! کہ کچھ بھی الزام کا موقع نہ آئے گا۔ ہی پی یس فی الحقیقت تم نے تو بہت ہی بڑا عجیب و غریب پتہ چلایا ہے۔ اس کے متعلق تم کو چاہئے کہ اپنے آپ کو قابل آفرین سمجھو۔ اجی جناب! اگر عدل کے بارے مین مورد الزام نہ بننے کے قابل تمہارا ایک ہی اصول ہے ، تو آئندہ چلکر عدالتون کے منصفون مین اختلاف رائے ہونے کی کوئی وجہ باقی نہ رہے گی۔ لوگون مین جھگڑے فساد تھون گے ، عدالت مین استغاثے داخل نہ ہونگے سرکار کے خلاف جزئیات پیدا ہوکر طوائف الملوکی نہ پھیلیگی ، ایک دوسری سلطنت مین باہم جنگ و جدال کی نوبت نہ آئے گی۔ ہی پی یس! مہربانی فرماکر تم اپنے اس بے نظیر اصول کو بیان ہی کردو۔ اُس کو سنے بغیر

مین تم کو جانے نہ دونگا۔!،،

ہی پی لیس ،، اس کے متعلق تمہارے کیا خیالات ہین بغیر اس سے آگاہ ہوئے کے مین اپنے اصول کو تم سے ہرگز بیان نکرونگا۔ لوگون سے بذریعہ سوالات نفس معاملہ کو دریافت کرکے اون کی رائے کو مٹا دینا بعد ازان حسب معمول اوسکی ہنسی مذاق اوڑاتے رہنا، اور جس وقت کہ اپنی رائے کے وجوہات بیان کرنے کا موقع ہو۔ اوس کو کسی سے بیان نکرکے ٹال جانا۔ تمہارے اس طریقہ سے مین مدت سے واقف ہون۔،،

سقراط ،، انصاف کے جو باتین ہین اوس کو تو مین ہمیشہ آپ کے روبرو ظاہر کرتا ہون مگر پھر بھی تم یہ عجیب الزام مجھہ پر عاید کرتے ہو۔،،

ہی پی لیس ،، تم اور دنیا کے روبرو ظاہر کرنا ؟ اچھا وہ کس طرح ؟؟،،

سقراط ،، اگر الفاظ سے نہو سکے تو افعال سے ہی ظاہر کرتا ہون۔ اور کیا الفاظ کے بہ نسبت افعال زاید اعتبار کے قابل نہین ہین ؟ ،،

ہی پی لیس ،، افعال کی وقعت زاید بڑہی ہوئی ہوتی ہے۔ مکارانہ گفتگو کرکے قصابون کا فعل کرنے والے لوگ دنیا مین کثرت سے موجود ہین ، صرف اسی قدر نہین بلکہ جو نصایح کہ انصاف کے متعلق ہون اوس کو بڑی ہمدردی سے سن کر اوس کے خلاف عمل کرنے والے لوگون کی تعداد دنیا مین کچھہ کم نہین ہے۔ جن کا ہر ایک فعل بہتر او رجنہون نے عمر بھر مین کوئی کام انصاف کے خلاف نہین کیا ہے ! وہی اعلے پایہ کے منصف شمار

کئے جاتے ہین، اون کی نسبت تو ہرگز اس طرح نہین کہا جا سکیگا؟"

سقراط "مین نے کب کسی کو مخالفت سے سزا دی، کس مین مخالفت پیدا کرا دی، کب سلطنت مین شور وفساد برپا کرا دیا، کب مین نے کوئی کام انصاف کے خلاف کیا۔؟"

ہی پی یس "نہین! نہین!! ایسا تو مین نے آپ کو ہرگز نہین پایا۔"

سقراط "پھر؟ ہی پی یس جو انصاف کے خلاف عمل نہین کرتا اوس کو منصف مزاج کہنے مین کونسا امر مانع ہے؟"

ہی پی یس "صاف الفاظ مین عدل کی تشریح بیان کرنے کا آپکا ارادہ نہین پایا جاتا ہے، منصف مزاج لوگ کونسی بات نہین کرتے اسکو تو آپ نے بیان کیا، لیکن وہ کیا کرتے ہین اس کی نسبت تو آپ نے کچھ بھی نہین بیان کیا۔"

سقراط "منصف مزاج شخص کو ظلم سے نفرت رہتی ہے، اور مین نے اپنی گفتگو مین اس کی صراحت کر دی ہے۔ اگر اس صراحت نے تمہاری تشفی نہین ہوئی تو سمجھو کہ، قانون کی پابندی کرنا عدل ہے۔"

ہی پی یس "قانون کی پابندی کرنا انصاف ہے۔ یہ بات پوری طور سے میرے ذہن مین نہین آئی۔"

سقراط "کیا تم قانون سے واقف نہین ہو؟"

ہی پی یس "ہان، قانون یعنی غلبہ آرا کے رائے سے قرار پائے ہوئے

قواعد۔ ؟؟

سقراط ”اس قواعد کو جو مانتا ہے، قانون کی پابندی کرنے والا ماور جو اوس کو نہین مانتا ہے وہ قانون کے خلاف کرنے والا ہے، حاصل کلام اس قانون کی پابندی کرنے والے کا عمل انصاف کا ہے، اور اوس کے خلاف ورزی کرنے والا غیر منصف ہے۔“

ہی پی یس ”لیکن خود قانون کو وضع کرنے والے ہی اگر اپنے ترتیب دئے ہوئے قانون کو بدلتے اور ترمیم کرتے اور منسوخ کرتے، اور جدید ترتیب دیتے رہتے ہین، تو پھر ایسے قانون کی پابندی کرنا کیسے بہتر ہی“

سقراط ”قانون مین رد و بدل ہونے سے اوس کی پابندی کرنیوالے کو الزام دینا ایسا ہے جیسے جنگ کے آخر مین صلح ہونے کے احتمال سے ملک کے لئے جنگ وجدال کرکے اپنی جان گنوانے والے بہادرون کو الزام دینا۔ لائیکرگس اگر باشندگان ملک اسپارٹا کو قانون کی پابندی کرنے کے اصول اچھی طرح تعلیم نہ دیتا تو سلطنت اسپارٹا دوسری سلطنتون کے بہ نسبت یقیناً اس قدر بہتر نہ بنتی، قانون کی پابندی کرنے والی سلطنت امن کے زمانہ مین آرام سے رہتی ہے، اور جنگ کے موقع پر فتح یاب ہوتی ہے۔ اور فریس اور دوراندیش اراکین سلطنت اپنی سلطنت کے باشندون کو قانون کی پابندی کرانے کی نسبت کوشش کیا کرتے ہین۔ اس کے سوا، تم واقف ہی ہو کہ اتفاق راحت حاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے

اتفاق قایم کرنے کی دنیا مین تمام لوگون کو ہمیشہ کوشش رہتی ہے ۔ گریس کے
علاقہ مین رہنے والے لوگون کو حلف کرنا ہوتا ہے کہ ہم آپس مین ایک دوسرے
سے جھگڑا فساد نہین کرینگے ۔ اور اتفاق سے رہین گے ۔ اتفاق سے رہنے
کے بارے مین اون پر جو سختی ہے ۔ وہ ایسی نہین ہے کہ وہ صرف ایک ہی
کمپنی کا تماشہ دیکھین ۔ ایک ہی قسم کے باجے سنین ۔ فلان شاعر کا ہی دیوان
پڑھین ۔ یا تفریح کے فلان ہی ذریعہ کو پسند کرین ۔ ایسا نہین بلکہ اپنے ملک کو
راحت پہونچانے اور اوس کو دشمن سے محفوظ کرنے کے بارے مین وہ اتفاق
سے اپنے ملک کے قانون کی پابندی کرین ایسا اتفاق ہی سلطنت اور خاندان
کی راحت کا خاص ذریعہ ہے ۔ قانون کے حکم کی پابندی کرنا خانگی کاروبار مین
مفید ہے ۔ سزا سے بچنے یا انعام حاصل کرنے کے لئے اس کے مانند یقیناً
کوئی اور ذریعہ نہین ہو سکتا ۔ جو قانون کی پابندی کرنیوالا ہے اُس کو
اپنا مال و متاع یا اولاد وغیرہ حوالہ کرنا کیا زیادہ محافظت نہین ہے ۔ ملک
قانون کی پابندی کرنے والے کا ہی زیادہ مرہون منت رہتا ہے ۔ قانون
کی پابندی کرنے والے کو ہی رفاہ عام کے کام تفویض کئے جاتے ہین ۔
اور واجب العزت خطابات بھی قانون کے پابندی کرنے والے کو ہی
دئے جاتے ہین ۔ والدین ۔ عزیز ۔ اقارب ۔ ملازم دوست احباب ۔ گاؤن
والون اور اپنے مہمانون کے فرائض قانون کے پابندی کرنے والے کی
سوا عمدگی سے اور کون بجالانے کے قابل ہوتا ہے ۔ جسوقت کہ جنگ جاری ہے

تو صلح کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے اوس جنگ کو توڑنے وقت کے لئے موقوف رکھنا ضرور ہوتا ہے۔ اوس وقت کس کے اعتماد پر توقف کیا جاتا ہے ؟ صلح بھی کس کے اعتماد پر کی جاتی ہے ! قانون کی پابندی کرنے والے اور انصاف سے عمل کرنے والے کے ہی اعتماد پر نہ ؟ احسان کا بدلہ تو قانون کی پابندی کرنے والا ہی احسان سے اوا کر سکتا ہے۔ جس وقت کہ لوگون کو احسان کے بدلے کی نسبت اطمینان ہو جائے تو وہ نہایت مستعدی سے احسان کرینگے یا نہین ؟ لوگ جس کی بہبودی کے خواہشگار ہون اور جس کی خرابی نہ چاہتے ہون۔ اور عام لوگ جس سے مخالفت نکر کے دوستی پیدا کرنے کے خواہشمند ہون وہ شخص قانون کی پابندی کرنے والا ہے یا نہین ؟ ہی پی لیس ! قانون کی پابندی کرنے کے بہت فوائد ہین ، قانون کی پابندی کرنا انصاف کی ساتھ برتاؤ کرنا ہے ؟ اس کے خلاف اب اگر تمہاری کوئی رائے ہو تو اوسکو بیان کر دیجیئے ؟ ،،

ہی پی لیس ،، عدل کے متعلق تو تمہارا خیال میری رائے سے بالکل ملتا جلتا ہے۔ ،،

سقراط ،، بعض ایسے بھی فوائد ہین۔ جو اب تک تحریر نہین کئے گئے۔ کیا تم اون سے واقف ہو ؟ ،،

ہی پی لیس ،، جن قاعدون کی کہ دنیا کے تمام لوگ پابندی

کرتے ہین کیا وہ بھی اس قسم کے ہین ؟"

سقراط "اون قواعد کو دنیا کے تمام لوگ ایک جگہ جمع ہوکر اتفاق رائے سے منظور کر چکے ہوتے ہین کیا تمہارا یہ خیال ہے ؟"

ہی پی ایس "نہین ! یہ تو مطلق ممکنات سے نہین، بھلا تمام دنیا کے لوگ ایک جگہ کس طرح جمع ہوسکین گے، اور اون کی زبان ایک دوسرے کے سمجھہ مین آنکر وہ اوس قواعد کو کس طرح منظور کرینگے؟"

سقراط "پھر اون قواعد کو کس نے بنایا ہے، اس کے متعلق تمہارا خیال کیا ہے۔"

ہی پی ایس "اوس کو تو وضع دینے والا خدا ہی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ خدا کی عبادت اور ثناخوانی کرنا اور اپنے بزرگون اور والدین کی عزت و وقعت کرنا، یہ اوسی کے ہی احکام ہین۔"

سقراط "خدا اور انسان کے ترتیب دئے ہوئے قانون مین صرف اس قدر فرق ہے کہ، خدا کے قانون کے خلاف عمل کرنیوالے کو یقیناً سزا ملتی ہے، اور انسان کے ترتیب دئے ہوئے قانون کے خلاف عمل کرنے والا روپوش رہکر۔ رشوت۔ سفارش۔ دباؤ۔ اعلےٰ درجہ کے وکلا۔ کے نکات یا چال بازی سے اپنی بازو صحیح ثابت کر کے جرم کی سزا پانے سے بچ سکتا ہے۔

ہی پی ایس "اب تم یہ بیان کرو کہ، احسان کا بدلہ احسان سے

کرنا چاہیے ، کیا یہ قانون خدا کا ہی ترتیب دیا ہوا ہے یا نہیں -؟"

ہی پی یس " یہ قانون خدا ہی کا ترتیب دیا ہوا ہے ، لیکن اکثر لوگ اس قانون کے خلاف عمل کرتے ہیں ، سقراط تمہارے خیال کے بموجب اونھیں سزا مل چکی ہو ایسا تو کہیں ظاہر نہیں ہوا -"

سقراط " کیوں نہیں ، اس طرح کیوں کہتے ہو؟ اونھیں بالکل مناسب سزا ملتی ہے - اون کے دوست احباب اونکو ترک کر دیتے ہیں ، اون سے نفرت کرتے ہیں اور اون کو اون کے پیچھے پیچھے دوڑتے پھرنے کی نوبت آتی ہے - ضرورت کے وقت جو احسان کرتا ہے وہی نیک دوست ہے - ضرورت کے وقت احسان کرنا تو درکنار ، لیکن کئے ہوئے احسان کا بدلہ احسان سے نکر کے اولٹے نقصان رسانی کرنے والے کو تم کیا کہو گے ؟ ایسے آدمی سے کوئی دوستی بھی کرے گا؟ دوست ہونے سے اپنے مخالف کے پیچھے کتے کی طرح دوڑتے پھرنا کیا یہ کچھ کم سزا ہے ؟"

ہی پی یس " ہے تو صحیح بات ! جو خلاف قانون عمل کرے اوس کو سزا کا ملنا بالکل لازمی ہے ، ایسا قانون ترتیب دینے کے لیے کیا سوائے خدا کے اور کسی میں بھی قدرت موجود ہے ؟ "

سقراط " خدا کے قواعد کو کیا تم انصاف کے خلاف سمجھتے ہو؟"

ہی پی یس " نہیں ! نہیں !! ہرگز نہیں - میرا خیال اوس کے

بالکل برعکس ہے۔ مین خیال کرتا ہون یہ ممکن نہین کہ خدا کی قوانین انصاف انسان بنا سکے ہو ؟؟

سقراط ،، اگر یہ بات ہے تو قانون کی پابندی کرنا یعنے انصاف کے ساتھ عمل رکھنا یہ خدا کو بھی مقبول ہوتا ہے ، اور یہ بات ماننے کے لئے کونسا امر مانع ہے۔؟؟

حُسن اور خوبی مین فرق

ارسٹی پس نے جب خیال کیا کہ سقراط مجھکو لاجواب کردیتا ہے تو اُس نے بدلہ لینے کے ارادے سے اوس کو مغالطہ دیکر ایک سوال کردیا ، سقراط نے کہا کہ گفتگو سے میری غایت صرف یہی ہوتی ہے کہ اپنے سامعین کی بہبودی ہو ، بعدازان اوس نے ارسٹی پس کے سوال کا جواب نہایت خوبی سے دیا ،

ارسٹی پس نے جو سوال کہ سقراط سے کیا وہ یہ تھا کہ ،، کیا تم اس سے واقف ہو کہ دنیا مین کونسی چیز بہتر ہے ؟ ،، اگر سقراط اس کے جواب مین کہتا ، گوشت ، شراب ، دولت ، ثروت ، قوت ، دلیری ، صحت یہ تمام چیزین بہتر ہین۔ تو اوس کے بارے مین ارسٹی پس نے سوچ رکھا تھا کہ یہ چیزین چونکہ خراب ہین مین اس کو ثابت کرکے سقراط کی فضیحت کرونگا۔

لیکن سقراط نے جواب نہ دیتے ہوئے اوس سے دریافت کیا کہ کیا تمہارے سوال کا یہ منشا ہے کہ "بخار آجائے تو کونسی چیز بہتر ہے؟ یا آنکھیں آجائے تو کونسی چیز بہتر ہے؟"

اری سٹی پس "مجھکو ان دونوں کے جواب کی ضرورت نہیں ہے۔"

سقراط "پھر کیا کہ اشتہا میں کونسی چیز بہتر ہے" اس کا جواب ہونا چاہیئے؟"

اری سٹی پس "نہیں، نہیں! اس کی مطلق ضرورت نہیں"

سقراط "پھر کیا، جو بات کسی کے لئے اچھی نہیں ہے اوس کے لئے کونسی بات بہتر ہوگی، اس سوال کا جواب ہونا چاہیئے؟ اگر یہی بات ہے تو مجھکو اس قسم کی کوئی بات بالکل معلوم نہیں! اور اگر دنیا میں ایسی کوئی بات ہوگی تو اوس کی مجھکو ضرورت نہیں ہے۔"

اری سٹی پس "اسنے اس گفتگو کو یہاں ختم کر کے اوس سے یہ سوال کیا کہ حسین کونسی چیز ہے؟"

سقراط "صدہا حسین چیزوں سے میں واقف ہوں۔"

اری سٹی پس "کیا وہ تمام مساوی ہیں یا اون میں کچھ فرق ہے؟"

سقراط "بالکل مساوی نہیں ہیں، بلکہ وہ بالکل ایک دوسرے سے جداگانہ ہیں۔"

اری سٹی پس "اگر وہ چیزیں حسین ہیں تو وہ ایک دوسرے سے

مختلف کس طرح ہو سکتے ہین ۔؟؟

سقراط ،، اس مین تعجب خیز کوئی بات نہین ۔ یہ تو دنیا مین ہمیشہ مشاہدہ مین آنے والی ایک معمولی بات ہے ۔ دوڑنے والے کے جسم کی جو خوبصورتی ہوتی ہے ۔ وہ کشتی لڑنے والے کے جسم کے بہ نسبت جداگانہ ہوتی ہے ایک شخص پر جو چیز خوبصورت معلوم ہو یہ ضرور نہین کہ وہی چیز دوسرے شخص پر بھی خوبصورت معلوم ہوئی ہو ۔ بھالا ہلکا اور قابو کا ہوگا تو وہ خوبصورت ہے لیکن اوس کی خوبصورتی اوس کے ہلانے والے پر منحصر ہے ،، اور اسی طرح تمامی باتون مین فرق ہے ۔،،

ارسٹی پس ،، عمدہ بات کونسی ہے جب مین نے تم سے یہ سوال کیا تو تم نے جواب دیا علےٰ ہذا اس سوال کا بھی جواب دو ! ،،

سقراط ،، خوبی اور حسن یہ دونون جداگانہ صفات ہین ؟ کیا تم یہ خیال کرتے ہو ؟ کہ حسن اور خوبی ان دونون کے معنی ایک ہی ہین ۔! حسن اور خوبی یہ دونون صفتین جس انسان مین پائی جاتے ہین اوسی کی ہم عزت و وقعت کرتے ہین ۔ اپنی جسمانی حالت کی نسبت غور کیا جائے تو وہان بھی حسن اور خوبی کی ایک ہی غرض پائی جائے گی ! دنیا کے کارآمد چیزین جس کام کے لئے کارآمد ہین ؟ اوس کام کے لئے ہین اور وہ اچھے یا خوبصورت کہلاتے ہین ۔؟؟

ارسٹی پس ،، تمہارے اس قسم کے خیال کے بموجب گوبر اور

غلاظت اوٹھانے کے ٹوکرون کو بھی خوبصورت کہنا چاہیئے۔"

سقراط،، یعنے! اوس کام کے لئے وہ مناسب اور موزون ہون گے تو بیشک وہ بھی خوبصورت ہین! اور اس کے برعکس طلائی پدک موزون نہین ہے تو پہننے والے کے لئے خراب ہے"

اری سٹی پس،، ایک ہی چیز کیا اچھی اور بری ہوسکتی ہے؟"

سقراط،، ہان! ہوسکتی ہے! جس کو اشتہا ہوچکی ہوگی اوس کے لئے جو چیز بہتر ہے وہ بخار مین مبتلا شدہ کو خراب ہے اور کشتی لڑتے وقت جو چیز بہتر ہے وہ دوڑتے وقت خراب ہے! غرض کہ جس کام کے لئے جو چیز کارآمد یا موزون معلوم دیتی ہے اوس کام کے لئے وہ بہتر اور خوبصورت ہے اور جس کام کے لئے جو چیز ناکارہ اور غیر موزون ہے اوس کام کے لئے وہ خراب اور بدوضع ہے۔ موسم گرما مین خنک اور موسم سرما مین حرارت آمیز راحت بخش اور کارآمد جو مکانات ہون گے وہی سچے خوبصورت اور اچھے مکانات کہلاتے ہین۔ تنہائی مین خدا کی عبادت کرنے مین دلکو نہایت اطمینان ہوتا ہے اس لئے آبادی کے بہ نسبت اوس سے فاصلہ والی عبادت گاہ خوبصورت ہے۔"

سقراط،، کے اس خوبی کے ساتھ جواب دینے سے اری سٹی پس کے بدلہ لینے کی خواہش پوری نہین ہوسکی۔"

خدا کے ہستی کی بحث

علاقہ گرئیس کے لوگ اوس زمانہ مین دیوتا کے نام قربانی چڑھانا اونکی عبادت کرنا، اور معتقدین کے زبان سے اوس دیوتا کی خواہش سے واقف ہوکر اوس کے بموجب عمل کرنا ہی خاص دینی فرض سمجھا کرتے تھے، اری سٹوڈیمس نامی ایک بڑا متمول شخص مذکورالصدر فرائض نہین بجالاتا تھا، اور وہ صرف اسی پر اکتفا نہین کرتا تھا بلکہ اوس کے بجالانے والے کا مذاق بھی اوڑاتا تھا، سقراط کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو اوس نے ایک روز اوس سے ملکر یہ سوال کیا کہ ،، فطرتی صفت جس کی تم تعریف کیا کرتے ہو کیا فطرتی صفت والے کچھ اشخاص موجود ہین۔ ،،

اری سٹوڈیمس ،، ہان ، ایسے لوگ موجود ہین۔ ،،

سقراط ،، مہربانی فرماکر تم اون کے نام تو بیان کرو۔ ! ،،

اری سٹوڈیمس ،، ہومر شاعر یہ قدیم زمانہ کے ہین اس لئے مین اوس کی تعریف کرتا ہون۔ سوفوکلیس یہ رنج آمیز نقلین لکھنے مین اپنا آپ نظیر ہے۔ اس لئے مین پسند کرتا ہون۔ پولی کلٹس یہ عمدہ بت تراش ہے، اس لئے مین اوس کی تعریف کرتا ہون، اور جھیکسیل عمدہ مصور ہے اس لئے مین اوس کو چاہتا ہون۔ ،،

سقراط ''جس بُت تراش کا بُت روح موجود نہونے سے حس وحرکت کرنے کے ناقابل ہو، اس قسم کے بت تراش کے بہ نسبت اوس بُت تراش کی جس کے بُت مین حس وحرکت اور نیک وبد کی تمیز موجود ہو. ثنا وصفت اور عزت اور وقعت بجالانے کے لئے آمادہ ہو یا نہین ؟''

اری سٹوڈیمس ''بیشک لیکن ایسے بُت معمولی طریقہ سی نہین بن سکتے ہین، اگر کوئی اس قسم کے جاندار اور سمجھ دار بُت کو سوچ سمجھکر اور اپنی قابلیت صرف کر کے بتائے گا تو فی الحقیقت وہ زاید واجب العزت سبنے گا۔''

سقراط ''دنیا مین دو قسم کے چیزین مشاہدہ مین آتے ہین۔ اونمین بعض اس قسم کے ہوتے ہین کہ، اوس کو دیکہنے کے ساتھ ہی یہ سمجھ مین آجاتا ہے کہ وہ فلان فلان کام کے غرض سے پیدا کئے گئے ہین، پھر تم مجھ سے بیان کرو کہ، منجملہ اون کے خاص طور پر کونسے چیزین پیدا کئے گئے ہین۔''

اری سٹوڈیمس ''مشاہدہ مین آنے کے ساتھ جو چیزین کہ اچھے اور کارآمد ہم کو پائے جاتے ہین وہی چیزین غور کے ساتھ بتائے گئے ہین یہ سمجھ لینا زاید مُدلل ہے۔''

سقراط ''انسان کو پیدا کرنے والے نے جو چیزین کہ اوس کے پاس آنے والی ہین اون کو مختلف طریقہ سے قبول کرنے کے قابل اوس کو اعضا

عطا کئے ہین نظر آنے والے چیزون کو انسان آنکہہ سے دیکہتا ہے، اور آواز کو کان سے سنتا ہے، اگر قوت شامہ نہوتی تو خوشبو سے حاصل ہونے والی مسرت ہم کو کس طرح حاصل ہوتی؟ اگر زبان نہ ہو تو مختلف چیزون کے ذائقہ سے جو لطف حاصل ہوتا ہے اوس کا ہم کو کیسے حظ مل سکتا ہے؟ جب یہ بات ہے تو اس قسم کے کارآمد اعضا، پیدا کرنیوالے کی دانشمندی اور اوس کے دوراندیشی کے ثبوت تم کو کیون نہین معلوم ہوتے؟ آنکہہ منجلہ ہمارے دیگر اعضاء کے ایک نہایت نازک عضو ہے، جس وقت کہ یہ بات ذہن مین آتی ہے کہ عمدگی کے ساتھ اوس کی حفاظت ہونا چاہیئے تو جسوقت دیکہنے کی ضرورت ہو اوسوقت کُھلنے والے اور حسب آرام کی ضرورت ہو خود بخود بند ہونے والے پلکون کے جیسے سرپوش پیدا کرنے والے کی کس قدر دانشمندی کی تعریف کرنا چاہیئے؟ ہوا کے طوفان کے موقع پر گرد و غبار کے بالکل باریک سے باریک ذرّہ آنکہہ مین داخل ہونے کے لئے جس نے پلکونکے باریک بالونکی چلمن بنائی ہو، اور پانی کے قطرے آنکہہ مین داخل ہوکر تکلیف نہ ہونے کے لئے ابرو کو بنایا ہو اوس کے بنانیوالے کی کس قدر فراست ماننا چاہیئے، حالانکہ اقسام کے آواز ہوتی رہتی ہین، مگر منجملہ اونکی جس کی کہ ہمکو خاص ضرورت ہے اُسکے سننے کے قابل کانون کی ترتیب دینیوالے کی دانشمندی کیا زاید بیان کرنیکی قابل نہین ہے؟ تمام جانداروں کے سامنے کے دانت غذا کی ٹکڑے کرنیکی قابل اور باقی کے دانت غذا کو چبا کر کھانے کے

قابل بناتے ہین ؟ اور اوس کے کہانے کے قبل وہ اچھی ہے یا نہین ؟ علاوہ اوس کو کسی قسم کی بو تو نہین آتی ہے اس سے واقف ہونے کی غرض سے ہی آنکھہ اور ناک کو منہہ کے نہایت قریب ہی ترتیب دینے والے کی صنعت کیا کچھ معمولی ہے ؟ حاصل کلام ، یہ تمام چیزین جو اس قدر ترتیب کے ساتھہ اور نہایت فکر سے بنائے گئے ہون - اوس کے متعلق کیا تمہارا خیال ہے کہ وہ خود بخود بن گئے ہون گے ؟ ،،

ارسی سٹوڈیمس ،، نہین ، مین تو ہرگز ایسا نہین خیال کرتا بلکہ اسکے متعلق جس قدر زاید غور کیا جائے اوسی قدر تمیت کے جاندار بنانے پر محنت کرنے والے عجیب وغریب صناع کے نسبت زاید عمدہ اور نیک خیال پیدا ہوتے ہین - ،،

سقراط ،، آیندہ چلکر اوس صناع حقیقی نے تمام جاندارون کی نسل کا سلسلہ نہ مٹے - اس لیئے اون کے نسل کی ترقی کرنے کا خیال رکھا ہے ، اور بچون کی پرورش ہو اس لیئے والدین کے ولین اون کی نسبت اوس نے جو عجیب وغریب محبت پیدا کروی ہے ، اور زندہ رہنے کی محبت اور مرنے کے خوف کو جو اوس نے ہر ذی روح کے ولین پیدا کر دیا ہے ، اوس کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے ؟ ،،

ارسی سٹوڈیمس ،، تمام ذی روح کے ابقائے نسل کا سلسلہ قایم رکھنے کی غرض سے اوس نے ان باتون کو خاص طور پر پیدا کر دیا ہوگا ؟

میرا تو یہی خیال ہے۔"

سقراط "واجبی ہے، صرف اتنا ہی خیال کافی نہین ہے! بلکہ تمام محیط دنیا مین موجود رہنے والی لاتعداد مٹی، اور دریائے زخار مین رہنے والا بے انتہا پانی، آفتاب مہتاب وغیرہ سیارون مین نظر آنے والی تیز روشنی، ان تمام عناصر کے نہایت ہی خفیف حصہ سے جاندار کا جسم بنایا گیا ہے۔ اوس جسم کو جس طرح ان عناصر کے ذخیرہ کا حصہ مل چکا ہے، اسیطرح اون کے معلومات کو ایسے مقام پر رہنے والے معلومات کے ذخیرہ مین سے حصہ ملا ہوگا جس سے ہم بے خبر ہین، یہ تمام اجزا وسیع مقدار مین ہو کر کُل دنیا کا سلسلہ جاری ہے، مگر کیا وہ اجزا، خود بخود اپنی خواہش سے ظہور مین ہوتے ہونگے!"

ارِی سٹوڈیمس "اگر یہ کہا جائے تو جیسے کسی چیز کو بنانے والا صانع ہم کو نظر آتا ہے، اسی طرح تمہاری رائے کے مطابق تمام جاندار کو پیدا کنندہ اور اون کے جسم اور معلومات کو لایق طور پر ترتیب دینے والا اگر خدا ہے تو وہ ہمین کیون نہین نظر آتا ہے؟"

سقراط "خود تمہارے جسم کے جو حرکات ہوتے ہین کیا وہ تمام اپنے ارادے سے ہی ہوتے ہین؟ اور غالبًا تم قبول کروگے کہ تمہارے اعضا اور دل مین تحریک پیدا کرنے والی روح ہے۔ پھر وہ روح کہین نظر آتی ہے؟"

ارِی سٹوڈیمس "ہان یہ صحیح ہے، مین یہ نہین کہتا کہ خدا کا

وجود نہین ہے، بلکہ میرے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ خدا ہوگا مگر وہ بقدر زبردست اور اس طرح کامل ہے، کہ، اوس کو میری عبادت کی ہرگز ضرورت نہین ہے۔“

سقراط ”تمہارا خیال بالکل غلط ہے۔ کیونکہ خدا باوجود اس قدر کامل اور بڑا ہونے کے بھی تمہارے مانند ادنیٰ آدمی کی خبرگیری کرتا ہے، تو تم کو اوس کی پرستش اور عبادت ضرور کرنا چاہیے۔“

اری سٹوڈیمس ”اگر مجھکو یہ معلوم ہوتا کہ انسان کے رنج و راحت کی فکر خدا کو رہتی ہے۔ تو مین خدا کی پرستش اور عبادت کرنے مین ہرگز عدم توجہی نہ کرتا۔“

سقراط ”جس خدا نے کہ انسان کو دوسرے جاندارون کی طرح دیکھنے اور سُننے اور ذائقہ چکھنے کے اعضا عطا کیا ہے اور جس نے سامنے سیدہی نظر رکھکر نقصانات کو دفع کرنے کی قوت عطا کی ہے اور جس نے سیدہے تنکر چلنے کی قوت عطا کی ہے، اور جس نے انسان کو مثل دوسرے جاندارون کے چلنے کے لئے پیر اور بڑے بڑے اور مفید کام کرنے کی غرض سے ہاتھ دیا ہے، اور جس نے زبان عطا کیا اور انسان کے زبان مین الفاظ بنانے کی اور اوس کو ادا کرنے کی اور اس طرح سے آپس مین خیالات سے آگاہ کرنے کی قوت رکھی ہے؟ اور حالانکہ دوسرے جاندارون کو بعض خاص موسم ہی مین راحت ملتی ہے؟

The full ... is also ...

لیکن انسان کو تو تمام موسم مین مساوی طور پر راحت پائی جاتی ہے۔ جس نے موسم کو اس طرح ترتیب دیا ہو پھر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اوس خدا کو انسان کے رنج وراحت کی فکر نہین ہے۔ خدا نے صرف انسان کے جسم کی ہی فکر نہین کیا۔ بلکہ اوس نے اوس کے روح کی نسبت بھی زاید فکر کی ہے؟ انسان کی روح کو بہ نسبت دوسرے جاندارون کے نہایت اعلے درجہ کی بنایا ہے۔ اس حیرت انگیز دنیا کو پیدا کرنے والے خدا کی ہستی کا خیال انسان کے روح کے سوا کیا کسی دیگر جاندار کو ہے؟ انسان کے سوا خدا کی پرستش اور عبادت کرنے والا کیا کوئی اور جاندار ہے؟ اشتہا تشنگی اور سرد گرم ان سے اپنی حفاظت کرنیکی قوت بھی کیا کسی دوسرے جاندار کو ہے؟ ہم مین پیدا ہونے والے مختلف امراض بہ انواع واقسام کے ادویات کا انسان کے سوا کیا کوئی دوسرا جاندار تلاش کر کے پتہ چلا سکے گا؟ کیا انسان کے مانند دوسرے جاندار کو اپنی قوت کا استعمال کرنا آتا ہے؟ اون باتون کو جو مشاہدہ اور سماعت مین آئے ہون اور جس سے واقف ہوئے ہین اون کو ذہن مین رکھکر معلومات مین ترقی کرنے کی قوت انسان کے سوا کیا کسی کو ہے؟

اری سٹوڈیمس! اس سے زاید اور کیا بیان کیا جائے؟ انسان کے جسمانی ترتیب اور اوس کے روح کا دوسرے روح سے مقابلہ کیا جائے تو پایا جائیگا کہ انسان دیوتا ہے۔ آپ یہ فرض کرو!

خدا اگر تمہاری روح کی بھی عظمت قایم رکھکر بیل کی طرح تم کو جسم دیا ہوتا تو کیا حالت گذرتی ؟ تم اپنے ذہن اور فراست سے اقسام کے ترکیبین سوچتے مگر ہاتھ نہ ہونے سے وہ چیز تم کو بناتے نہین آتا، یا زبان مین گویائی کی قوت نہونے سے مطلب منھ سے بیان نہین کیا جاتا۔ اس کے برعکس بیل کی روح کو اگر اوسی حالت مین رکھکر انسان کی شکل دیگئی ہوتی تو کیا ہوتا ؟ وہ چلتا پھرتا گفتگو کرتا ہوا جانور ہی رہتا، جس خدا نے کہ روحانی ترقی اور اوس کے لئے موزون جسم ترتیب دیکر انسان کو پیدا کیا ہو کیا اوس کو ہمارے رنج و راحت کی نسبت فکر نہین ہے ؟ اور کیا تم یہ معلوم کرنا چاہتے ہو کہ خدا ہمارے رنج و راحت کا کس طرح خبر گیران ہے۔؟

ارسٹوڈیمس " جیسے کہ کوئی دیوتا ہم سے فلان بات کرنے اور فلان بات نکرنے کہتا ہے۔ اسی طرح اگر خدا بھی مجھ سے کہدے تو کافی ہے "

سقراط " جب کہ کوئی ایک دیوتا کا معتقد تمام باشندگان علاقہ گریس کو دیوتا کا حکم سناتا ہے، تو وہ حکم خاص تمہارے متعلق ہی نہین ہوتا، بلکہ عام ہوتا ہے۔ ارسٹوڈیمس! تم اس خیال کو ترک کرو، جسطرح کہ تمہارے جسم کی حس و حرکت کرنے کے لئے تمہارا ننھنا سا دل مقتدر ہے۔ اسی طرح عالم مین حرکت پیدا کر دینے کے لئے ایک بڑے دل کی ضرورت ہے، تمہارے نظر سے تم کو کچھ مقررہ فاصلہ پر کے چیزین نظر آئین گے، لیکن خدا کی نظر اس قدر وسیع ہے کہ دنیا مین کے ہر گوشہ مین ہر وقت مین گزرنیوالے

تمام واقعات اوس کو دکھائی دیتے ہین۔ کسی انسان پر احسان کرکے اوس کے احسانمندی کا ہم امتحان کرتے ہین ، اور کئی باتون مین اوسکی رائے دریافت کرکے اوس کی دوراندیشی اور فراست کو جانچتے ہین۔ خدا کے احسانات کو ذہن مین لاکر اگر ہم اوس کی عقیدت مندی کرنا شروع کرینگے ، تو بہت ہی جلد ہم کو اوس کی عالم الغیبی ، ہمہ دانی اور کل محیط ہونیکا ثبوت ملیگا ! ،،

سقراط ،، اس قسم کی گفتگو کرکے اپنے سامعین کے دل مین خدا کے ہستی اور اوس کے ہمہ دانی کے صفات ذہن نشین کراکر تنہائی کی حالت مین بھی انصاف کے خلاف عمل نکرنے کی نسبت اونھین نصایح سنایا کرتا تھا۔ ،،

بندون پر اللہ کے حقوق

سقراط کی رائے ہے کہ نیک خصلتی اور پاکیزگی یہ ملک کے دو بڑے مستحکم ستون ہین۔ ان کے سوا خواہ کتنے ہی دوسرے عمدہ صفات موجود ہون لیکن اوس ملک کے لوگون سے نیک کام ادا نہو سکین گے۔ صرف یہی نہین بلکہ وہ ذلیل۔ بدخصلت بن کر اقسام کے برائیان کرنا شروع کرینگے ، سقراط اپنے دوست کو خدا کے اور انسانی جماعت کے حقوق

پہلے خوب سمجھا دیتا۔ بعدازاں اوس کو رفاہ عام کے کام کرنے کی اجازت دیتا۔ اور سب سے پہلے خدا کی قدرت اور اوس کی دانائی اور رحم دلی کی باربار تعریف کرکے اوس کی عظمت کا سکہ اپنے دوستوں کے دل پر بٹھانے کی کوشش کرتا۔ ایک مرتبہ یوتھی ڈیمس اور سقراط میں حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

سقراط ،، کیا تم نے خدا کی رحم دلی پر۔ جس سے وہ انسان کے کل اغراض پورے کر دیتا ہے کبھی غور کیا ہے ؟ ،،

یوتھی ڈیمس ،، نہیں ، اس کے بارے میں میں نے کبھی غور نہیں کیا ،،

سقراط ،، ہم کو روشنی کی نہایت ضرورت رہتی ہے ، مگر خدا ہم کو کسطرح کافی مقدار میں پہونچا دیتا ہے ؟ ،،

یوتھی ڈیمس ،، فی الحقیقت ، اگر روشنی نہوتی تو ہم میں اور نابینا میں کچھ فرق نہوتا ،،

سقراط ،، خدا نے ہمارے لئے راحت ضروری سمجھکر شب کا وقت کس طرح مناسب پیدا کیا ہے ،،

یوتھی ڈیمس ،، تمہارا بیان درست ہے ، اور اس رحم دلی کے بارے میں ہم کو خدا کی باربار ثنا و صفت کرنا چاہیے ،،

سقراط ،، خدا ہمارے لئے صرف اتنا ہی نہیں کیا ، بلکہ اوس کے

پیدا کردہ شعاعوں سے تمام چیزیں دکھائی دیتے ہیں، روشن آفتاب کی گردش سے ہم کو وقت کا علم ہوتا ہے، تاریک شب میں بھی نمایاں ہونیوالے سیاروں سے ہم وقت شناخت کر سکتے ہیں شب میں روشن ہونیوالی ایک مدور چیز مہتاب کے نام سے اوس نے پیدا کی ہے، اور مہتاب کے ذریعہ رات میں گھنٹوں کی تعداد شناخت کر سکتے ہیں اور گھنٹوں سے تاریخ کا ہمکو علم ہوتا ہے۔،،

یوتھی ڈیمس ،، آپکا بیان ہر طرح صحیح ہے ،،

سقراط ،، اور یہ کس قدر مہربانی ہے کہ ذی روح کو چونکہ غذا اور پانی کی بے حد ضرورت ہے،، اس لئے اقسام کے لذیذ میوہ جات اور غلہ وغیرہ دنیا میں پیدا ہونے والے چیزیں کثرت کے ساتھ پیدا ہونے کے لئے خدا نے موسم کی کس طرح ترتیب مقرر کر رکھی ہے ! ،،

یوتھی ڈیمس ،، فی الحقیقت، ان باتوں کے نسبت غور کیا جائے تو خدا کا انسان پر بیحد مہربان ہونا یہ ظاہر ہوتا ہے ،،

سقراط ،، اور خدا کے پیدا کردہ پانی کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ ایسا پانی جو تمام چیزوں کے لئے ضروری ولابدی ہے۔ پانی کے وجہ سے ہی زمین میں پیداوار ہو کر پختہ ہوتی ہے۔ ہمارے بقاے صحت کے لئے پانی کا ہونا نہایت ضروری ہے، غذا تیار کرنے، اوس کو استعمال میں لانے، اور ذائقہ دار بنانے کے لئے پانی کی نہایت ضرورت ہے۔ ہر کام میں کارآمد ہونے والے پانی کو جس خدا نے کہ ہر طرف حسب خواہش

پیدا کر دیا ہو کیا وہ تعریف کا مستحق نہین ہے ؛ اور کیا اوسی خدا نے ہمکو ایسی آگ جو سردی سے ہماری حفاظت کرنے والی ، تاریکی مین روشنی دینے والی ، ہمارے غذا کو پکانے والی ، اقسام کے کاروبار کے لئے ضروری اور کار آمد ہمارے بڑے بڑے اہم کامین انجام دینے والی ہو پیدا نہین کی ؟ ،،

یوتھی ڈیمس ،، خدا کے ہم پر بے انتہا احسانات ہین ۔ کیونکہ ہر بات مین وہ ہمارا محسن ہے ۔ فی الحقیقت اوس کے ہم پر جو احسانات ہین اون کی کوئی حد نہین ہے ! اگر اوس کے پیدا کردہ اشیاء مثلاً دنیا ، آفتاب ، مہتاب ، سیارگان ، پانی ، آگ ، موسم وغیرہ کی نسبت غور کیا جائے تو ، یہ پایا جاتا ہے کہ خدا ہر وقت انسان کی بہبودی کے کامون مین مصروف ہے ، لیکن ان چیزون کا فائدہ انسان کی طرح اون جاندارون کو بھی ہوتا ہے جنھین امتیاز کی قوت نہین ہے ، اور یہ کس قدر تعجب انگیز بات ہی ،،

سقراط ،، یہ جاندار چیزین بھی تو انسان کے لئے ہی کار آمد ہین ؟ گھوڑے ، بیل ، کتے ، بکرے وغیرہ جس طرح انسان کے کار آمد ہوتے ہین ۔ کیا کسی دوسری جاندار کی بھی کار آمد ہوتے ہین ۔ میرا تو خیال ہے کہ تمام دنیا کی بہ نسبت یہ جاندار چیزین انسان کی ہی زایدکار آمد ہین ، زمین سے پیدا ہونے والے غلہ ، ترکاری اور میوہ جات پر بسر کرنے والے انسانون کے بہ نسبت دودھ ، دہی ، مسکہ اور گوشت پر بسر کرنے والے لوگ کثرت سے ہین ، جانور جب باعث

پرورش انسان سے مانوس ہو جاتے ہین تو جنگ جیسے کام مین بھی اونکو انسان ہمیشہ کام مین لایا کرتے ہین ؟؟

یوتھی ڈیمس ،، صحیح ہے ، بہ نسبت انسان کے جن جانورونمین کہ صدہا گونہ کیا بلکہ ہزارہا گونہ قوت اور طاقت ہوتی ہے - اون کو بھی انسان اطاعت گذار بناکر اون سے وہ جو چاہتے کام کرا لیتے ہین ؟؟

سقراط ،، رحم دلی کے متعلق اوس خدا کی جس قدر تعریف کیجائے اوسی قدر کم ہے - غور کرو ، کہ ، اس دنیا مین جس طرح اقسام کے خوبصورت اور کارآمد چیزین اوس نے پیدا کی ہین - اوسی طرح اون چیزون کا فائدہ اوٹھانے کے قابل بیرونی اعضا اور اندرونی قوائین مثل عقل کے جو نیک و بد مین تمیز کرتی ہے - اور نیک خیالات وغیرہ دیئے ہین جس کی وجہ سے جن چیزون کا علم کہ ہم کو بیرونی اعضا کے ذریعہ ہوتا ہے اونکے خواص کیا ہین ، منجملہ اون کے کون سے کارآمد اور کون سے ناکارہ ہین ؟ قابل قبول کون سے ہین اور ترک کرنے کے قابل کون سے ہین اس کا ہمکو علم ہوتا ہے ، خدا کے بے نظیر عطیہ یعنی زبان ہی کی مدد سے ہم دوسرے کو آگاہ کرتے ہین - کارآمد باتون کی ہم ایک دوسرے کو خبر دیتے ہین ، قانون کا نفاذ کر کے سلطنت کا انتظام کرتے ہین - اور اوس خدائے برتر نے اپنے بعض مقبول بندون کو غیب دانی اور چشم بصیرت بھی عطا کی ہے جس کے ذریعہ سے ہم قبل از قبل آئندہ زمانہ کے باتون سے

۔ آگاہ ہوکر اچھی روشش اختیار کرتے ہین ۔،،

یوتھی ڈیمس ،، اگر خدارسیدہ اشخاص کے نسبت دیکھا جائے تو بہ نسبت دوسرون کے باشندگان گریس پر خدا کے بہت احسانات ہین ۔ قبل اس کے کہ ہم خدارسیدہ لوگون کے پاس حاضر ہوکر اون کے رائے دریافت کرین ۔ ہم کو خود خدائے تعالیٰ آگاہ کردیا ہے کہ فلان طریقہ اچھا ہے اور فلان خراب ہے ۔،،

سقراط ،، خداموجود ہے اور وہ انسان کے راحت رسانی کی نہایت فکر کرتا ہے ، اگرچہ کہ یہ باتین بالکل صحیح ہین ، لیکن وہ کبھی تمہارے روبرو آکر کھڑا نہین رہے گا ۔ بلکہ اوس کی ہستی کو اوس کے کامون پرسے شناخت کرلینا چاہیئے ، خدا ہمیشہ اسی طرح سے جلوہ دکھائیگا ! اوس کا علانیہ جلوہ دکھانا غیر ممکن ہے ، اوس نے ہی اس خوبصورت دنیا کو پیدا کیا ہے اور وہ ہی اوس کی پرورش اور پرداخت کرتا ہے ، تمام کام بلا رکاوٹ چلانے والا وہی ہے اور اوسی کے حکم سے دنیا مین تمام عزل ونصب ہوتا ہے ۔ اوس کے یہ حیرت انگیز کامون سے ہی اوس کا وجود مان لینا چاہیئے ، کیونکہ ہمیشہ وہ بالکل پوشیدہ حالت مین رہتا ہے ۔ اوس کے ان کامون پر سے ہی اوس کے وجود کا قیاس کرلینا چاہئے اگرچہ معمولی اوقات مین اوس کا وجود سمجھ مین نہین آتا لیکن غیر ممکن کامون کے تکمیل پانے سے اوس کے وجود کا تصور کرنا چاہیئے ، اگرچہ

معمولی اوقات ہین وہ بالکل بعید از خیال ہے۔ مگر جب کہ اوس کے بے نظیر کام دیکھتے ہین تو اوس پر سے خدا کے جمال دیکھنے کے شایق ہوتے ہین۔ مگر چونکہ ہم مین اوس کے جمال دیکھنے کی قوت نہین ہے اسواسطے ہم اوس کی ہستی سے ہی منکر ہوتے ہین ، لیکن یہ بالکل غلطی ہے آفتاب منجملہ اوس کے کامون کے ایک ادنی سا کام ہے ، اور وہ ہم سب کو دکھائی دیتا ہے ، لیکن پورے طور سے ٹکٹکی جمائے ہوئے اوسکی جانب دیکھنے کی کیا کسی مین قوت موجود ہے ؟ اگر کوئی ہمت بھی کرے تو فوراً اوس کی بصارت جاتی رہے گی۔ اوس کے ادنی مخلوق یعنے آفتاب کے جانب دیکھنے کی اگر ہماری بصارت مین قوت موجود نہین ہے تو خدا کے جانب دیکھنے کی قوت کہان سے موجود ہوگی ! پروردگار اپنی ہر قوت کو پردہ سے ظاہر کرتا ہے۔ دیکھو جب بجلی گرتی ہے اوسوقت کوئی چیز حایل ہو جائے خواہ وہ کیسے سے کیسی زبردست ہی کیون نہ ہو اوس کے ایک ہی صدمہ سے وہ جل بھن کر رہ جاتی ہے ، لیکن بجلی اوس چیز کو کس وقت اور کس طرح صدمہ پہونچاتی ہے اوس کا صرف اندازہ بھی تو ہم نہین کر سکتے ! ہوا۔ اگرچہ ہمارے جسم کو مس کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے ، اور اوس سے جو بگولے وغیرہ پیدا ہوتے ہین وہ علانیہ آنکھہ سے نظر آتی ہین ، مگر ہوا ہم کو نہین دکھائی دیتی۔ انسان مین اگر خدا کا کچھہ جز ہے تو وہ نہ نظر آنے والی روح ہے ! ایسی روح جسکی کہ ہمارے جسم پر کامل طور پر حکومت چلتی ہے ؟

لیکن وہ روح ہم کو کہین نظر نہین آتی ہے، حاصل کلام بجلی، ہوا، روح باوجود خدا کے اون قوتون کے پوشیدہ رہنے کے بھی جس طرح اون قوتون کے ہستی کو ہم مان لیتے ہین، اسی طرح اگرچہ کہ خدا نہین دکھائی دے مگر ہم کو اوس کی ہستی قبول کرنا لازمی ہے۔ اوس کے کامون کے نتیجہ پر سے اوس کی ہستی کو مان لو۔ اوس نے تم پر جو بے انتہا احسانات کئے ہین اُن پر غور کرو، اور جایز طریقہ سے اوس کی عبادت کرو۔،،

یوتھی ڈیمس ،،خدا پر عقیدہ رکھنے سے مجھکو ہرگز انحراف نہ ہوگا۔ وہ ہر انسان پر جو بے انتہا احسانات کرتا ہے، اون سے ہر ایک کو آگاہ ہونا مناسب ہے، لیکن ہر انسان اون سے آگاہ نہین ہوتا ہے۔ اسکا مجھے نہایت افسوس ہے۔،،

سقراط ،،تم اس کے نسبت ہرگز افسوس مکرو، پہلے اس سوال کا جواب سوچو کہ کونسے کام کرنے سے وہ تم کو پسند کرے گا۔ اسی غرض سے ڈلفن کے بت کو آلہ لگا دین تو کیا جواب ملیگا، کیا تم اوس سے واقف ہو؟ دیوتا کہتا ہے کہ، تم اپنے ملک کے رسم و رواج کے بموجب عمل کرو، ملک کا رسم یہی ہے کہ ہر ایک شخص اپنے حسب مقدرت دیوتا پر قربانی چڑھائی مین خیال کرتا ہون کہ خدا جتنا قربانی سے خوش ہوگا، اوتنا کسی دوسرے بات سے نہ ہوگا۔ کیونکہ قربانی دیوتا ہی کا بتلایا ہوا طریقہ ہے۔ حسب مقدرت جو کہا گیا ہے اوس سے یہ مراد ہے کہ کبھی اپنے مقدرت کا برا استعمال

نکرنا چاہیئے یعنی مقدرت کی چوری نکرنا چاہیئے ، کیونکہ مقدرت مین چوری کرنا خدا کے نسبت علانیہ نفرت کرنا ہے۔ انسان اپنے حسب مقدرت قربانی چڑھا کر اپنا فرض بجالائے تو پھر اوس کو خوف کرنے کی کوئی وجہ باقی نرہے گی ، صرف یہی نہین بلکہ معتقدین کے دلی آرزوئین برلانیوالا خدا اوس کی آرزوؤن مین کچھ کمی نہونے دیگا ہمارے تمام دلی آرزوئین پورے کرنے کا ذریعہ سوائے خدا کے عقید تمندی کے ہرگز کوئی دوسرا نہین ہی۔ اگر تمہاری خواہش ہے کہ خدا تم کو خوش رکھے تو تم خدا کو خوش کرو ، اور خدا نے اپنی خوشی کا طریقہ تو بیان ہی کر دیا ہے۔"

سقراط نے اپنے دوست کو باوجود اس قسم سے نصیحت سنانے کے یہ ظاہر کر کے کہ جس اصول کی نسبت مین لوگون کو تعلیم دیتا ہون اوس کے بموجب میرا بھی طرز عمل ہے ، دلی پاکیزگی کو ترقی دیا ہے۔

کمال نظارہ

سقراط خواہ کسی قسم کے لوگون مین جائے ، وہان کبھی ایسا نہوتا کہ اون کے حالات کے اصلاح کے متعلق کچھ نکچھ بیان نکیا ہو۔ وہ پرہیسی نامی مصور کی دوکان پر ایک وقت گیا تو اوس سے کہا کہ "ہم دنیا مین جو کچھ دیکھتے ہین اوسی کی نقل اوتارنے کو ہی فن مصوری کہتے ہین ؟ اور تم مصورین

قدرے رنگ کی مدد سے دریا کا کنارہ، پہاڑ، درے، صحرا، روشنی، تاریکی وغیرہ ان چیزون کو بالکل بجنسہ تبلا دیتے ہو۔ نرم۔ سخت۔ صاف شفاف اور کھُردرا ان چیزون مین امتیاز صرف اس رنگ کے ذریعے سے ہی تم دکھا سکتے ہو تمہارے کھینچے ہوئے تصویرون مین فلان تصویر معمر کی اور فلان جوان کی ہے اور اون تصویرون مین معمری اور جوانی مشاہدہ کرنے والے کو فوراً سمجھ مین آتی ہے۔ بے عیب حُسن اگرچہ کہ دنیا مین علانیہ بہت کم نظر آتا ہے لیکن جس وقت تم کو کسی ہمہ تن حسین ماہ جبین کی تصویر کھینچنا مقصود ہو تو اوس وقت مختلف مستورات کے خوبصورت اعضاؤن کو پیش نظر رکھکر اون تمام کو تم ایک جا کرکے اوس تصویر کو کھینچتے ہو؟"

پیرسی اس " ہان! ہم اسی طرح کیا کرتے ہین۔"

سقراط " اگر یہی ہے، تو نہایت نیک سیرت آدمی کی تصویر کھینچ سکتے ہو یا نہین؟"

پیرسی اس " جتنے اشیا کہ نظر آنے والے ہین اون کی تصویر ہم کھینچ سکتے ہین لیکن تمہاری فرمائشی تصویر نہ کسی تصویر سے میل ملاپ رکھتی اور نہ کوئی رنگ اوس کی شناخت کرا سکتا ہے کیونکہ عادت ہمیشہ پوشیدہ رہتی ہے اور پوشیدہ چیز کی تصویر کس طرح کھینچی جائیگی؟"

سقراط " دو آدمی اگر ایک ہی جگہ موجود ہون، تو اون کے نظر سے کیا تم واقف نہین ہو سکتے کہ اون مین اتحاد ہے یا وہ ایک دوسرے سے

مخالفت کرنے والے ہین ؟ ،،

پرسی اس ،، یہ آسانی سے ظاہر ہو جائیگا۔ ،،

سقراط ،، تو پھر ، اتحاد اور مخالفت ان دلی حالتون کو تم تصویر کے آنکھہ پر کھینچ سکتے ہو ؟ ،،

پرسی اس ،، بیشک ۔ کھینچ تو جائیگی ! ،،

سقراط ،، اپنے دوست کے عروج یا اوس کے تباہی کی کیفیت سن کر ہمارے چہرے کی جو حالت ہوتی ہے ، اوس حالت سے کیا تم نہین معلوم کر سکتے کہ ہم نے کس قسم کی کیفیت سنا ہے ؟ ،،

پرسی اس ،، بے شک یہ معلوم ہو سکتا ہے ۔ کیونکہ دوست کے عروج کی کیفیت سننے والا چہرہ مسرت بخش ہوتا ہے ، اور اوس کی تباہی کی کیفیت سننے والا چہرہ غمگین ۔ ،،

سقراط ،، پس محبت اور مخالفت کو مسرت اور غمگینی کی حالت کی جیسا کیا تم تصویر کے چہرہ مین نہین تبلا سکتے ؟ ،،

پرسی اس ،، ہان تبلا سکتا ہون ! ،،

سقراط ،، اسی طرح بزرگی ، فیاضی ، کم ظرفی ، خوف ، دوراندیشی ، بدتہذیبی ، وحشیانہ حالت وغیرہ یہ دلی خیالات بھی انسان کے چہرہ پر سے صاف طور پر نمایان ہوتے ہین جس کی نقل کرنا تمہارے جیسے مصور کے قلم سے کوئی غیر ممکن بات نہین ہے ۔ ،،

پرسی اس "تمہارا کہنا درست ہے۔"

سقراط "آپ مجھ سے یہ بیان کرو، کہ نیک خصلتی اور دیانت داری جس تصویر کے بشرہ سے ظاہر ہو اوس کے دیکھنے سے تم کو مسرت ہوگی یا بدخصلت انسان کی تصویر دیکھنے سے ؟"

پرسی اس "یہ عام قاعدہ ہے کہ نیک خصلت آدمی کی تصویر دیکھکر مسرت ہوتی ہے"

"جب بدخصلت انسان کے تصویر دیکھنے سے مسرت نہین ہوتی تو انسان کو نیک خصلت بننے کی کتنی ضرورت ہے ؟"

کلی ٹو نامی بت تراش اور سقراط کی ایک وقت ملاقات ہوئی سقراط کہتا ہے کہ کسی کام مین مصروف اور کسی کام کے کرنے کا ارادہ رکھنے والے اس قسم کے دو آدمی کے بتون مین تم جو اختلاف ظاہر کرتے ہو، وہ مجھکو زاید حیرت انگیز نہین معلوم ہوتا مگر تمہارے تیار کئے ہوئے بُت جو بالکل مثل جاندار انسان کے نظر آتے ہین، مجھکو زاید تعجب مین ڈالتے ہین۔ تم بُت مین زندہ انسان کی کس طرح حالت بتاتے ہو؟"

کلی ٹو اسی سوچ مین تھا کہ اس کا کیا جواب دے سقراط کہنے لگا میرا خیال ہے کہ "اپنے بنائے ہوئے بُت مثل جاندار انسان کے نظر آنے کے لئے اوس کو تراشتے وقت تم زاید توجہ اور مشقت کرتے ہوگے اسی واسطے وہ بالکل جاندار نظر آتے ہین"

جب کلی ٹو نے اپنی مشقت کو قبول کیا تو سقراط کہنے لگا کہ مین خیال کرتا ہون کہ انسان جس وقت کھڑا، بیٹھا یا لیٹا رہے تو اوس کے کونسے اعضا خمیدہ، اور کون سے سیدھے ہیں، کون سے اینٹھے ہوئے۔ اور کون سے کشادہ، اور کس پر زاید دباؤ پڑنے سے کھلے ہوئے ہوتے ہین اُن کو غور سے دیکھنے کے بعد تم اپنے بُت مین اوس کا چربہ کھینچتے ہوگے،، اسی واسطے وہ اس قدر مشابہ نظر آتے ہین۔،،

جب کلی ٹو نے اپنے غور کو قبول کیا تو سقراط کہنے لگا کہ غالباً جس تصویر سے کہ اوس کے تمام دلی جذبات بشرہ سے صاف طور پر نمایان ہون اُس کے دیکھنے سے زاید مسرت ہوگی؟ ہاتھ مین شمشیر لیکر جنگ کرتے ہوئے انسان کے بُت کا چہرہ، دشمن کو خوف دلانے والے کی طرح بنانا چاہیے اور فاتح کے بُت کے چہرہ پر خوشی اور مسرت ظاہر کرنا چاہیے۔،،

جب کلی ٹو نے اس کو بھی قبول کیا، تو سقراط کہنے لگا،، کہ اب مجھکو بھی بیان کرنا ہے، کہ،، انسان کے دلی خیالات ہمیشہ اوس کے بشرہ پر نمایان ہوا کرتے ہین اور تم جس کا بُت بنانا چاہو اوسی اصول کو پیش نظر رکھکر، بشرہ پر مختلف طور پر تغیر و تبدل نمایان کرکر اوسکے جذبات کو اوس کے چہرہ پہ ظاہر کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔،،

سقراط،، ایک وقت پلی ٹی اس نامی ایک زرہ بکتر بنانے والے کاریگر

ہے دوکان پر بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے اوس کے بنائے ہوئے زرہ بکتر کو دیکھکر کہا کہ ،، زرہ بکتر کے موجد کے عقل و فراست کی تعریف کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جسم کے جس حصہ پر دشمن کا وار ہونے کا احتمال رہتا ہے اوس حصہ کی زرہ بکتر کے ذریعہ حفاظت ہوتی ہے ،، اور جنگ کے موقع پر جس طرح چاہیں ہاتھ کو حرکت دینے میں حارج نہیں ہوتا ، لیکن یہاں کے دیگر کاریگروں کی بہ نسبت تم اپنے بنائے ہوئے زرہ بکتر کی کیوں زاید قیمت لیتے ہو ؟ کیا وہ دوسرے کاریگروں کے بنائے ہوئے زرہ بکتروں کے بہ نسبت زاید مضبوط یا زاید قیمتی دہات سے بنائے جاتے ہیں ؟ ،،

پی ستی اس ،، ایسا نہیں ہے بلکہ میرے زرہ بکتر بہ نسبت دوسرے کاریگروں کے زاید بہتر بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے میں اون کو زاید قیمت پر فروخت کرتا ہوں۔ ،،

سقراط ،، اگر تمہاری کاری گری اوس کے وزن پر منحصر ہے۔ تو تمام زرہ بکتروں کا وزن کچھ مساوی نہیں رہتا ہے۔ اور اگر اون کی وضع ترکیب پر منحصر ہے۔ تو زرہ بکتروں کی وضع ترکیب اون کے پہننے والے کے جسمانی وضع ترکیب کے مطابق کم و بیش رہنا ہی چاہیئے۔ ،،

پی ستی اس ،، زرہ بکتر اگر پہننے والے کے جسم کے برابر موزون نہوگا تو وہ بالکل بیکار سمجھا جائیگا۔ ،،

سقراط ،، اور تم تو واقف ہی ہوگے کہ بعض انسان کے اعضا ایک

اندازہ کے ہوتے ہین۔ اور بعض بالکل بے جوڑ ؟"

پی سٹی اس "ہان، اس قسم کے بے جوڑا عضار کے بہت سے بد وضع لوگ دنیا مین ہین ؟"

سقراط "پھر یہ مان لینا چاہئے کہ تمہاری زرہ بکتر دوسرون کے زرہ بکترون سے اندازہ مین بالکل برابر ہوتے ہین۔ مگر مقدار معینہ کے زرہ بکتر اندازہ سے خارج بے جوڑا انسان کے جسم کے لئے کیونکر کار آمد ہون گے ؟ غالبًا تمہارے زرہ بکتر اس قسم کے وزنی ہوتے ہون گے جس کا وزن تمام اعضا پر اون کے قوت اندازہ سے تقسیم ہو کر اوس کے پہننے والے کو کوئی بار نہین گذرتا۔ اور اسی وجہ سے تمہارا تیار کیا ہوا زرہ بکتر اچھا ہوتا ہوگا ؟"

پی سٹی اس "میری زرہ بکترون کی وضع ترتیب اور وزن کے لحاظ سے ہی مین اون کی نہایت قیمت لیتا ہون، بعض لوگون کو ملمع دار اور نقش و نگار کا زیادہ پسند آتا ہے۔ اور کام کئے ہوئے زرہ بکتر کو وہ زیادہ قیمت دیکر خرید لیتے ہین، لیکن جسم کے برابر نہونے والا زرہ بکتر صرف نقش و نگار کے لئے ہی خرید لینا یعنی روپیہ صرف کر کے ایک وقت کو خرید لینا ہے"

سقراط "جسم کے برابر یعنی بالکل چست زرہ بکترون کو بھی ناکارہ کہنا چاہئے کیونکہ انسان کو جنگ کے موقع پر بعض وقت جھکنا بعض وقت بیٹھ جانا بعض وقت تنکر کھڑے رہنا ہوتا ہے۔ ایسے مختلف حالتون مین چست رہنے والی

زرہ بکترین کیا کارآمد ہونگی ؟ ‘‘

پی ستی اس ’’ نہین بالکل نہین ، آپ کو تو زرہ بکترون کا کامل طور پر اندازہ معلوم ہوتا ہے اس سے مجھکو نہایت مسرت معلوم ہوتی ہے ‘‘

اس مکالمہ سے واضح ہے کہ سقراط کمال نظارہ کے خوبیون سے کتنا واقف تھا ، اور وہ اپنے ملک کے کاریگرون کو اپنے اس قابلیت سے آسانی کے ساتھ فائدہ پہنچا کر اون کی کس طرح اصلاح کرتا تھا ۔

عادات کے متعلق سقراط کی رائے

سقراط اپنے دوستون کو نیک چلن بنانے کے لئے اقسام کے مثالین دیکر اون سے گفتگو کرتا تھا ، اوس کی رائے تھی کہ انسان سے اوسوقت تک نیک کام نہین ہوسکتا جب تک اوس سے عادات بد دور نہ ہوجائین اوس کی یہ رائے کسی اور کی سمجھ مین اچھی طرح سے نہین آئی تھی ، یہ بات صاف طور پر ظاہر ہے ۔ اپنے اس رائے کو سامعین کے دل مین ذہن نشین کرانیکی وہ بے انتہا کوشش کرتا تھا ، اور اونھین نیک خصلت بنانے کے لئے طرح طرح کے تجاویز پر اون سے گفتگو کیا کرتا تھا ۔ ‘‘

عادات بد کے متعلق یوتھی ڈیمس سے ایک مرتبہ گفتگو کرتے وقت

اُس نے کہا کہ ،، غالبًا تم واقف ہون گے کہ آزادی ایک بے انتہا لاقیمت شئے ہے ؟ ،،

یوتھی ڈیمس ،، ہان ، تمام دوسرے اشیار سے آزادی کو زیادہ قیمتی سمجھتا ہون - ،،

سقراط ،، کیا تم خیال کرتے ہو کہ ایسا شخص آزادی کا حظ اوٹھا سکتا ہی جو شہوانی خواہشات کا غلام بنگیا ہو - اور کیا وہ نیک کام کر سکتا ہے ؟

یوتھی ڈیمس ،، ہرگز نہین - ،،

سقراط ،، جو شخص کہ نیک کام کرتا ہے اوس کی آزادی قایم رہتی ہے اور جو کسی وجہ سے نیک کام نہین کر سکتا گویا اوس کی آزادی باقی نہین ہی ؟

یوتھی ڈیمس ،، ہان ، یہی بات ہے - ،،

سقراط ،، کیا تمہاری رائے ہے کہ اپنی منکوحہ عورت کے عہد کی پابندی نکرنے والے تمام اشخاص اوس قانون معینہ کی حفاظت نہین کر سکتے ! اس لیے ہی وہ اختیار ہی مین نہین رہتے ہین - ،،

یوتھی ڈیمس ،، ہان ،،

سقراط ،، اپنے منکوحہ عورت کے عہد شکنی کرنے والے سے نیک کام ادا نہین ہوتے ، صرف یہی نہین بلکہ اس عہد کو شکست کرنے سے بہت سی باتین واقع ہوتے ہین ، اس سے تم کو اقبال ہوگا ، پھر یہ بیان کرو کہ جو آقا اپنے ملازم کو نیک کاری سے روک کر بدکاری کے جانب رجوع کرتا ہے اوس

آقا کو تم کیا کہو گے ؟ ،،

یوتھی ڈیمس ،، مین تو اوس کو بد آقا کہون گا ، اور بد آقا کی ملازمت کرنا نہایت ذلیل قسم کی غلامی ہے ۔،،

سقراط ،، بس یہ ثابت ہوا کہ بدکار مستورات سے تعلق رکھنے والے لوگ بے انتہا اونے درجہ کی غلامی کے حالت مین ہین ۔،،

یوتھی ڈیمس ،، بس یہی قرار پائیگا ۔،،

سقراط ،، اس عیاشی کے بدولت اپنے لایق تعریف خدا کے اعلے درجے عطیہ سے ہم محروم رہتے ہین ۔، اور اس کے باعث انسان بے قاعدہ بیوقوف اور باؤلا بن جاتا ہے ۔ مفید کام بجالانے کے لئے اوس کو وقت نہین ملتا ہے ؛ اور وہ شب و روز شہوانی حظ اوٹھانے مین محو رہتا ہے اگرچہ کہ نیک کام کون سے ہین ؛ اوس سے واقف رہتا ہے مگر بغیر بُرے کام کرنے کے اوس کو چین نہین آتا ۔،،

یوتھی ڈیمس ،، صحیح ہے ؛ اوس کی فی الاصل یہی حالت ہوتی ہے ،،

سقراط ،، اس قسم کے انسان مین کسی قسم کی پابندی نہین رہتی ہے ۔ اور زاید کیا بیان کیا جائے ہر موقع پر وہ بے عزت بنتا ہے ؛ انسان کو سچے فرایض سے باز رکھنے والی عیاشی کے مانند کوئی اور بدخصلت چیز نہین ہے ،،

یوتھی ڈیمس ۔،، آپکا بیان نہایت درست ہے ۔،،

سقراط ،، عیاشی کے مانند کیا کوئی اور بُری بات ہو سکتی ہے جسکے باعث

انسان کی قوت امتیازی جاکر وہ بُرے باتون کو اختیار اور مفید باتون کو ترک کر دیتا ہے؟ اور نیکون کے لئے جو طریقہ کہ نامناسب ہے اوسکو وہ اختیار کرتا ہے؟"

یوتھی ڈیمس" اس مین کوئی شک وشبہ نہین ہے۔"

سقراط" اچھا یہ بیان کرو کہ اس قسم کے بُرے نتائج پیدا کرنیوالی بدخصلتی کا نہونا بہتر ہے یا ہونا؟"

یوتھی ڈیمس" واقعی نہونا بہتر ہے"

سقراط" بدکار سمجھتا ہے کہ عیاشی سے راحت حاصل ہوتی ہے لیکن یہ اوس کا وہم بالکل ہی وہم اور دھوکہ ہی دھوکہ ہے اوس کی طبیعت مین مایوسی اور حرص پیدا ہوتی ہے اور تمام سے نفرت کرنے لگتا ہے اور بدکاری سے باز رہنے والا سچی راحت کا حظ اوٹھاتا ہے۔ کیا تم نے ان باتون کی نسبت غور کیا ہے؟ اشتہا، تشنگی یا شب بیداری کو عیاش برداشت نہین کر سکتا ہے، لیکن بغیر اشتہا کے ذائقہ دار۔ اور بغیر تشنگی کے پانی مزیدار اور بغیر کسی قدر شب بیداری کے گہری نیند کی راحت نہین معلوم ہوتی ہے۔ بدکار لوگ بغیر اشتہا کے کھانے اور بغیر تشنگی کے پینے اور بغیر شب بیداری کے سوتے ہین اور حظ سے محروم رہتے ہین، اور جو بدخصلتی سے پاک ہین وہ بغیر اشتہا کے کسی چیز کو نہین کھاتے اور بغیر تشنگی کے نہین پیتے، اور بغیر نیند آنیکے آرام نہین کرتے ہین۔

اسی وجہ سے اونھین سچے راحت کا حظ حاصل ہوتا ہے ، نیک خصلت لوگون کی دلی اور جسمانی حالت دونون کامل رہتی ہین ، وہ باوجود اپنے کنبہ کی اچھی طرح پرورش اور انتظام کرکے ، اپنے دوست اور ملکی بھائیون کی بہبودی کرنے کی اونھین قوت رہتی ہے ۔ اور وہ اپنے دشمن اور مخالفین پر فتحیاب ہوتے ہین ، لیکن جن کے خیالات بالکل تھوڑے وقت کی راحت مین مستغرق ہوچکے ہین ، اون سے نیک کام کیا خاک ادا ہون گے ۔ ؟ ،،

یوتھی ڈیمس ،، اپنے حسب دلخواہ عمل کرنے والا شخص نیک کام بجالانے کے لیے بالکل ناقابل رہتا ہے ۔ ،،

سقراط ،، نیک وبد کے نسبت غور نکرتے ہوئے صرف اوس تھوڑے وقت کے راحت پر نظر کرنے والے حسب دلخواہ عمل کرنے والون مین اور عقل وتمیز نرکھنے والے حیوانات اور پرند وغیرہ مین کونسا امتیاز باقی رہے گا ؟ نیک خصلت لوگ اچھے برے حالات کے نسبت غور کرکے اچھے کو اختیار اور برے کو ترک کردیتے ہین ، اور سچے راحت کا حظ اوٹھاتے ہین ،،

علاوہ تقریر بالا کے سقراط کا قول تھا کہ ،، انسان کو چاہیے ہمیشہ کسی نکسی مضمون پر اوس مضمون کے جاننے والے سے گفتگو کیا کرے کیونکہ ایسی گفتگو سے انسان لایق بنتا ہے ۔ اور اوس کی عقل نیک وبد کے تمیز سے پختہ ہوکر اوس کی قابلیت ترقی کرتی ہے ۔ ،،

تعلیم کے متعلق سقراط کا خیال

سقراط "، اپنے دوستون سے نہایت کشادہ دلی اور ہمدردی سے گفتگو کیا کرتا تھا، اور وہ اپنی رائے اون پر اس طرح ظاہر کرتا تھا جیسے وہ اچھی طرح سمجھ کر ضرور اوس کی رائے قبول کرین - اور مذکورہ بالا تقریر (نیک و بد کے) سے ناظرین خوب واقف ہو گئے ہون گے - کہ ہمیشہ سقراط اسی فکر مین رہتا تھا کہ اپنے دوستون کا عروج ہو اور وہ کسی بات مین لاعلم نرہین اور اپنے کامون مین غیر کی امداد کی خواہش نکرین - اور اون کے معلومات مین دیکھکر اگر کسی قسم کی خامی باقی پائی جاتی تو نہایت ہمدردی اور مستعدی سے اوس کو ذات سے یا اوس معلومات کے ماہرین سے پختہ کرا دیتا تھا - اوس کی رائے تھی کہ انسان کو تمام امور سے واقف رہنا چاہیے، ہم زمین کو فروخت یا اوس کے خریدتے وقت اور زمین اور اوس کے کام کی تقسیم کرتے وقت دہوکہ نہ کھائین اس لیے ہم کو علم الارض کی وقفیت بھی رہنا چاہیے، اور وہ اس قدر آسان ہے کہ اگر انسان اوس مین دل سے توجہ کرے گا تو نہایت تھوڑے عرصہ مین تمام روئے زمین کی پیمایش کر لیگا - لیکن اس علم کے بالکل تہ تک جانے مین کوئی فائدہ نہین ہے - اس قدر باریک بینی کی تعلیم حاصل کر کے انسان کو

بے ضرورت اپنے دماغ پر بار نہین ڈالنا چاہئے۔ ایسے باتون مین طبیعت کو رجوع کرنے کے بہ نسبت اس سے زاید جو اہم باتین ہین۔ اوس کی تعلیم پانا نہایت ضروری ہے۔

مقررہ وقت پر واجبی کام کرنے کی غرض سے موسم۔ تاریخ اور گھنٹونکا بھی انسان کو علم رہنا چاہئے، اس لئے ہر ایک انسان کو چاہئے کہ علم ہیئت کے تعلیم پانے مین بھی اپنا کچھہ وقت صرف کرے۔ بحری سیاح۔ جنگل مین شکار کرنے والے شکاری اور علم ہیئت سے واقف کار لوگون سے گفتگو کرین تو حسب ضرورت ہم کو اس علم سے واقفیت حاصل ہوگی، اس سے زاید یعنی کونسا برج زمین سے کون سے درجہ پر ہے۔ اوس کی گردش کس قسم کی ہے۔ اوس کی رفتار کیا ہے۔ اور ایک دوسرے پر اوس کی کس قدر کشش ہوتی ہے؟ ان باتون سے واقفیت کی چندان ضرورت نہین ہے، سقراط کی رائے تھی کہ یہ علوم بیکار ہین مگر وہ ان علوم مین اچھی طرح ماہر تھا، لیکن اوس کا خیال تھا کہ، اس علم کے تعلیم پانے مین اپنا تمام وقت صرف کرنے کے بہ نسبت اس سے جو اہم اور ضروری کام ہین اوس کی جانب توجہ کرنا ضروری ہے۔

سقراط کا یہ بھی خیال تھا، کہ اس دنیا کے قدرتی لاتعداد باتون مین نہایت باریک بینی کے ساتھہ غور کرنا درست نہین ہے، کیونکہ اس سے واقفیت حاصل کرنا، انسان کے امکان سے بالکل خارج ہے۔ اور

صرف یہی نہین بلکہ قدرت کا یہ منشا ہے کہ انسان ان سے واقف نہو سکے۔ اس لیئے قدرت کے خلاف کوشش کرنا کسی طرح مناسب نہین ہے۔

ان کے اصول کی نسبت غور کرنے مین آتے تجھے گورس کیطرح اپنے خیالات کو پریشانی مین ڈالنا نہایت خطرناک بات ہے۔ وہ ثابت کرتا تھا کہ آفتاب اور آگ کا اصول ایک ہی ہے، لیکن آگ سے انسان کے آنکھین نہین چوندھیاتین اور آفتاب کی تجلی آنکھون کو چوندھا دیتی ہے۔ آفتاب آسمان کو سیاہ بنا دیتا ہے آگ سے کچھ نہین ہوتا۔ آفتاب کی حرارت کے باعث دنیا مین درخت، پھل وغیرہ ہمہ قسم کے اجناس و نباتات پیدا ہوتے ہین، اور اوس کے برعکس آگ کی حرارت سے جلکر خاک سیاہ ہو جاتے ہین۔ اس کے علاوہ اوس کا یہ بھی بیان ہے کہ ,, آفتاب ایک پتھر کے مانند آگ مین جلتا رہتا ہے اور کسی وقت کم و بیش نہوکر مساوی حالت مین قایم رہتا ہے لیکن پتھر کبھی آگ مین چمکتا ہے اور نہ اُسکی وہ اصلی حالت قایم رہتی ہے علم الحساب کے تعلیم پانے کے نسبت سقراط نصیحت کیا کرتا تھا۔ لیکن تمام علوم کی تعلیم پانیکی نسبت اوسکی یہ عام رائے تھی کہ ,, ضرورت سے زاید کبھی علم کی سیکھنے مین کوئی فائدہ نہین ہے ،،

سقراط اپنے دوستون سے کہا کرتا تھا کہ ,, تم اپنے جسمانی صحت کی حفاظت کرو۔ اور اس کام مین لایق لوگونکا مشورہ لیو ،، اور اوس کی یہ بھی رائے تھی کہ ہرایک شخص کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ ہم کو کون سی غذا موافق آتی ہے؟

اور کس قسم کی ورزش ہم برداشت کر سکتے ہین۔ ہر ایک اگر اپنی مزاج کا اندازہ معلوم کرتے رہے تو کسی حکیم کی ضرورت باقی نرہے گی " اور اپنے جیسا ویسا کوئی حکیم نہین ملیگا۔" سقراط کی رائے تھی کہ " جس انسان کو امکان سے خارج امور کی تعلیم پانیکا خیال ہو اوس کو خدا کے جانب اپنا خیال رجوع کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جو اس سے واقف ہو کہ قادر مطلق اپنے ارادہ کی انسان کو کس طرح خبر کرتا ہے اور اوس کو اپنی رائے سے کس طرح امداد دیتا ہے وہ حاصل ضرور خدا کو پاتا ہے۔"

سقراط کے چند اقوال

ایک شخص دوسرے کو سلام کرے اور وہ سلام کا جواب ندے تو سلام کرنے والا غصہ سے جو نہایت درہم برہم ہوتا ہے " سقراط اوس کے متعلق کہتا ہے۔

" اگر کوئی مریض راستے مین ملجائے تو مریض کی نسبت کوئی فکر و ہمدردی ظاہر نکرکے یونہی چلا جانا جس طرح معیوب ہے۔ اسی طرح کوئی جاہل مطلق ملجائے تو اوس پر بھی برہم ہونا معیوب ہے۔"

سقراط " چند روز تک فاقہ کیا جائے تو " یقیناً تمہارا مزاج درست ہو جائیگا " صرفہ کم ہوگا اور آئندہ غذا اچھی طرح کھائی جائیگی۔"

ایک مرتبہ کسی نے سقراط سے کہا کہ "حوض کا پانی ان دنوں نہایت گرم رہا کرتا ہے، اور فی الحال اوسی گرم پانی کو پینا ہی پڑتا ہے، اس کا کیا علاج کیا جائے؟"

سقراط "یہ تو نہایت عمدہ بات ہے، کیونکہ نہانے کے لیے جداگانہ طور پر پانی کو گرم کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے گی جسوقت چاہین حوض پر جا کر نہا سکتے ہین!"

اوس نے کہا کہ "پانی تو گرم رہتا ہے، لیکن وہ نہانے کے قابل گرم نہین رہتا ہے۔"

سقراط "تمہارے ملازمین کو اوس کے پینے یا نہانے سے کوئی تکلیف پائی جاتی ہے؟"

اوس نے کہا کہ "نہین، لیکن اونھین وہ کس طرح کارآمد ہوتا ہوگا! اس کا مجھکو نہایت تعجب گذرتا ہے۔"

سقراط "اوس پانی کے پینے یا نہانے مین مریض کو بھی کچھ دقت پائی جاتی ہے؟"

اوسی شخص نے کہا کہ، اوس پانی سے تو مریض کو اولٹے آرام معلوم دیگا، اس جواب کے بعد سقراط کہتا ہے کہ:-

"معمولی قسم کے اشخاص یا مریض کے بہ نسبت ہمکو آرام وہ نہ معلوم ہونا یہ نہایت شرمناک بات ہے"

.. کسی نے اپنے ملازم کو نہایت بے رحمی سے خوب پیٹا، سقراط نے اس حالت کو دیکھکر ملازم کو پیٹنے کی اوس سے وجہ دریافت کی، اوس نے جواب دیا کہ ،، میرا ملازم نہایت نشہ باز ہے، اوس کو پینے کو تو چاہیے، لیکن کام کرنے سے گریز کرتا ہے۔ اس لئے مین اوس کو اسطرح گاہے گاہے پیٹا کرتا ہون ،،

سقراط ،، ملازم کا خراب ہونا اوس کے مالک کا قصور ہے ،،

ایک شخص کہہ رہا تھا کہ اسلے پیپا کو اتنے فاصلہ پر کون جائے ؟ سقراط نے کہا کہ ،، گاؤن مین ادہر اودہر بھٹکتے پھرنے مین تمام دن صرف کرنے والے کو اسلے پیپا کو جانے مین وقت معلوم ہونا، میری سمجھ مین نہین آتا ہے۔ یہ سفر تو گویا تجھکو مثل ایک ہوا خوری کے ہے۔ صبح نکلکر کھانا کھانے کے وقت تک چلتے رہے۔ کھانا کھانے کے لئے مقام کرکے اوس سے فارغ ہونے کے بعد مغرب تک چلتے رہے۔ اگر اسیطرح کیا جائے تو ذرہ برابر بار نہ گذر کر تو منزل مقصود پر پہونچ جائے گا۔ پانچ چھہ روز کے عرصہ مین اپنے ہی گاؤن مین تو جس قدر چلتا پھرتا رہے گا اوسقدر بھی تجھکو انہیں سے اسلے پیپا جانے کے لئے چلنے کی ضرورت نہ ہوگی اور ایک بات مین تجھ سے بیان کرتا ہون کہ ،، تیزی کے ساتھ سفر کے منازل طے کرکے تکلیف برداشت کرنے کی بہ نسبت سفر کو روانہ ہونے کے لئے عجلت کرکے منزل مقصود پر ایک روز قبل از قبل داخل ہونا مناسب ہے! ،،

کسی نے کہاکہ ”مین بہت سفر کرنے کی وجہ سے بالکل تھک گیاہون“

سقراط نے دریافت کیاکہ ”کیاتمہارے پاس کچھ بوجھ وغیرہ بھی تھا؟“

اوس نے جواب دیاکہ ”جسم پرکے عبا کے سوا اور کوئی چیز نہین تھی۔“

سقراط نے کہاکہ ”تمہارے ہمراہ شاید کوئی اور شخص نہین تھا؟“

اوس نے کہاکہ ”میرے ہمراہ ایک غلام تھا۔“

سقراط ”اوس غلام کے پاس بھی کچھ بوجھ تھایانہین؟“

اوس نے جواب دیاکہ ”ہان، میرا تمام سفر کا بوجھ اوس کے پاس تھا۔“

سقراط ”سفرسے توتمہاری نہایت بُری حالت بن گئی۔ مگرا تمہارے غلام کی کس طرح گذری؟“

اوس نے کہاکہ ”میرے بہ نسبت اوس کاسفر نہایت بہتر گذرا۔ اوراوس کی حالت اچھی رہی۔“

سقراط نے پوچھاکہ ”اچھا، اوس کے پاس کا بوجھ اگر تم کو دیاجاتا توتمہاری کیاحالت ہوتی؟“

اوس نے کہاکہ ”واہ واہ!! پھر کیاحالت پوچھتے ہو! مجھکوتو راستے مین ہی کہین بیٹھ جاناہوتا! مجھ سے تو منزل مقصود کبھی نہ طے ہوسکتی!“

سقراط ”ارے یہ کیاکہتے ہو؟ تم تو ورزشی آدمی ہو۔ تمہارے جسم مین

ایک غلام کی برابر بھی قوت کا نہونا نہایت شرمناک بات ہے ! ،،

تعلیم کی ضرورت

سابق مین متعدد بار ذکر کیا گیا ہے کہ سقراط کے تقریر کی اصلی غرض یہی ہوا کرتی تھی کہ عام کی حالت مین کچھ نکچھ اصلاح ہو۔ اور اسی وجہ سے جن اشخاص کو کہ اوس سے ارتباط رہا۔ یا جنھین اوس تقریر سننے کا موقعہ ملا ، اون کے خیالات مین اصلاح ضرور ہوئی۔ سقراط کی صحبت یا ملاقات سے اکثرون کی حالت مین اصلاح ہونا ، چندان تعجب خیز بات نہین ہے کیونکہ اوس کی تقریرین یا خیالات جو ضبط تحریر ہو چکے ہین۔ مطالعہ کرنے سے اکثر کے طرز عمل مین بہت کچھ اصلاح ہو چکی ہے۔

سقراط ،، اپنی تفریح کے وقت کچھ مذاق آمیز گفتگو کیا کرتا تھا ، یا کسی مضمون کو نہایت متانت کے ساتھ سامعین کو سمجھا دیا کرتا تھا۔ اور ایسے بیان مین بھی سننے والے کو بہت سے نصایح اور سبق آموز باتین معلوم ہو جایا کرتی تھین۔ ،،

اوس زمانہ کے اچھے لوگون کی طرح سقراط صرف ظاہری جسمانی خوبصورتی کے فریب مین آکر کسی سے محبت اور یگانگت نہین کیا کرتا تھا۔ ولی اندرونی حسن یا نیک سیرتی دیکھکر اوس کو محبت ہوتی تھی۔

جس کو نیک و بد کی تمیز ہوتی ہے، جس کی قوت حافظہ ٹھیک رہا کرتی ہے، اور معلومات حاصل کرنے کی جس کو بے حد خواہش بڑی ہوئی ہوتی ہے، اوس کے نسبت سقراط کی رائے تھی کہ وہ شخص غیر معمولی قابلیت کا ہے، اوسکا بیان تھا کہ جانی بوجھی باتون کو جو سیکھتا ہے۔ اور سیکھے ہوئے باتکو جو پختگی کیساتھ ذہن نشین کرتا ہے، اور جس کو کنبے یا سلطنت کو عمدگی کیساتھ انجام دینے کی ضرورت قابلیت حاصل کرنے کی بے حد خواہش ہوا کرتی ہے، اوسی کو غیر معمولی قابلیت کا آدمی کہنا چاہیئے، اس قسم کے آدمی کے فہم جس طرح چاہیے عمدہ طریقہ کی ملجائے تو یہ لوگ خود راحت مین رہکر اوروں کو بھی راحت رسانی کرین گے، اور اپنے کنبہ کی اصلاح کرکے تمام ملک کو عروج کی حالت مین لائینگے۔

ہم بے انتہا لایق اور قابل ہین اس قسم کے گھمنڈ سے تعلیم کی نسبت عدم اتفاقی کرنے والون کے منجملہ کسی سے سقراط کی ملاقات ہوئی تو اوسنے اوس سے کہا کہ ،، بھائیو تم کو تو تعلیم پانے کی بے حد ضرورت ہے۔ اچھی نسل کے گھوڑے کو خورد سالی مین ہی اگر کسی ماہر فن چابک سوار سے عمدہ طور پر تعلیم دلایا جائے، تو وہ گھوڑا نہایت کارآمد ثابت ہوتا ہے، لیکن اگر اوس کے تعلیم دلانے کے نسبت عدم اتفاقی کی جائے تو وہ اسقدر بد خصلت شریر اور بے قابو بن جاتا ہے، کہ اوس کی نسبت کیا کیا جاوے۔ یہ بات سمجھ مین نہین آتی۔ کتون کی بھی یہی حالت ہے، اچھی نسل کے

مضبوط اور دلیر کتّے کو اگر عمدہ تعلیم دیجائے تو شکار کے کام مین وہ نہایت عمدگی سے کار آمد ہوتا ہے ، لیکن اس کے برعکس اگر کسی نے اوسکو تعلیم نہ دیا تو وہ تمام گاؤن مین بھٹکتا پھرے گا اور سب کو ایذا و تکلیف پہونچا تا رہے گا۔ علےٰ ہذا انسان کی بھی تو یہی حالت ہے۔ جو لوگ خطرتًا دانشمند ، قوت وار اور شجیع اور ہاتھ مین لئے ہوئے کام مین کامیابی حاصل کرنے کی مقتدر ہوتے ہین ۔ اگر اونھین اچھی طرح تعلیم ملجائے تو وہ نیک خصلت بن کر عام کے نہایت کار آمد ہوتے ہین۔ مگر اون کی تعلیم نہو تو وہ نہایت خطرناک نکلینگے ۔ اپنے خام خیالی سے بے خود بن کر خارج از امکان کام اپنے ذمہ لیتے رہین گے۔ لوگون کے مفید نصایح اونھین تلخ گذرین گے ۔ اور اچھے نیک لوگون کے طریقہ کے بموجب عمل کرنے مین اپنی سُبکی سمجھین گے ۔ اور اون کو ایک فخر ہوجائے گا کہ ہم کسی کی بات نہین سنین گے ۔ اور اسی وجہہ سے اون کے بُرے ارادون مین کسی قسم کی تبدیلی نہین ہو گی ، اور اہم خطرناک غلطیان اون سے سرزد ہونگے ،،

دولت ثروت کے غرور سے جو لوگ پھولے نہین سماتے ہین اور یہ سمجھتے ہین کہ ہم بڑے متمول ہین ، ہمکو تعلیم پاکر کیا کرنا ہے ؟ تعلیم پاکر تو شہرت ہی حاصل کرنا ہے ؟ دولت ثروت سے کیا شہرت اور ناموری حاصل نہین ہے پھر تعلیم پاکر کرنا ہی کیا ہے ؟ ؟ اس قسم کے

آدمی سے سقراط کی جب ملاقات ہوئی تو سقراط نے اون کی غلطی اون کے ذہن نشین کر کے تعلیم کی عظمت اونھین سمجھا دینے کی غرض سے کہا کہ ،، جو بیوقوف کارآمد اور مضر چیزون کے فرق کو امتیاز نکر کے مضر چیز کو کارآمد جانکر خریدتا ہے - اور خود کو راحت مین تصور کرتا ہے ، اسی طرح دولت سے شہرت اور ناموری حاصل ہوتی ہے سمجھکر تعلیم پانے مین عدم التفاتی کرنے ہی مین راحت تصور کرنے والے کا بھی بیوقوفون مین شمار ہے ! ،،

زعم باطل

سقراط جب ایسے شخص سے جو اونے لیاقت کی وجہ سے غرور مین مستغرق رہتا ہو ملتا تھا تو اوس کے زعم کی اصلاح کرنے مین کبھی دریغ نکرتا تھا - چنانچہ جب یوتھی ڈیمس کے متعلق سقراط کو معلوم ہوا کہ یوتھی ڈیمس نے مشاہیر شاعرون اور فلاسفرون کی تصنیفات خرید کی ہین اور صرف اسی وجہ سے وہ اپنے آپ کو بڑا عالم اور فاضل سمجھتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ ملک یونان مین اوس کے مقابلہ کا کوئی عالم اور مقرر نہین ہے ! اور چونکہ ثقل سماعت کی وجہ سے اوس کا انتخاب انجمن نمایندگان مین نہین ہوا اس لیے اوس نے انجمن کے قریب ایک دوکان

گرایہ پر لے رکھی ہے اور اوس مین وہ اون عام مسئلون پر بحث کیا کرتا ہے جو اہم خیال کئے جاتے ہین۔ سقراط نے ایک روز اپنے دو تین دوستون کے ساتھ یوتھی ڈیمس سے اوسی دوکان مین ملا اور اون دونون کی باہم گفتگو ہوئی۔ اثنا گفتگو مین یہ بحث پیدا ہوئی کہ آیا تھے می ٹاکلس اپنی ذاتی قابلیت سے ملکی بھائیون مین سب سے زیادہ لائق اور دلیر مانا گیا ہے یا فلاسفرون کی نصیحت پذیر تقریرون کا اوس پر اثر ہوا ہے؟

سقراط کو یہ خیال ہوا کہ یوتھی ڈیمس کو چند سودمند باتین کہی جائین اس لئے اوس نے اوس کے طرف مخاطب ہوکر کہا کہ جب معمولی ہنر بھی بجز اوستاد معلم کے حاصل نہین کئے جاسکتے ہین تو یہ خیال کرنا کہ حکم رانی کے اہم کام تھے می ٹاکلس بلا تجربہ انجام دے غلط فہمی ہے۔ سقراط اور یوتھی ڈیمس کی پہلی ملاقات مین صرف مذکورۂ بالا مباحثہ ہوا اور سقراط کی یہ بحث سن کر یوتھی ڈیمس چپ چاپ چلا گیا اور سقراط بھی اپنے دوستون کے ساتھ واپس ہوا۔ یوتھی ڈیمس سقراط کے پیرو کہے جانے کے خیال سے سقراط سے میل جول نہین رکھتا تھا۔

ایک ایسے موقع پر کہ یوتھی ڈیمس اوسی دوکان مین چند اشخاص کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا سقراط وہان گیا اور اون اشخاص کے ساتھ

اوس نے گفتگو شروع کی۔

سقراط نے یوتھی ڈیمس کے نسبت بیان کرنا شروع کیا کہ "فرض کرو کہ یوتھی ڈیمس سن و شعور ہو نچکر تعلیم سے آراستہ ہوکر مجلس عامہ کے رُکن ہون اور جب کبھی کوئی اہم مسئلہ مجلس مین پیش ہو تو یوتھی ڈیمس کی لیاقت کے اعتبار سے خیال کیا جائے کہ وہ مسئلہ پیش شدہ کی نسبت آزادانہ اپنی رائے ظاہر کرینگے۔ مگر اون کا پہلا بیان یہ ہوگا کہ انھون نے کسی قسم کی تعلیم حاصل نہین کی بلکہ اون کی موجودہ لیاقت اون کو فطرتاً حاصل ہوئی ہے اور وہ بڑے فخر کے ساتھ کہین کے کہ اونھون نے کسی سے کچھ سیکھا نہین اور نہ کسی عالم کی تقریر تک سنی اور نہ کسی چیز کے حاصل کرنے کے لئے کسی معلم کی تلاش کی یا اوس کے لئے کوئی زحمت اوٹھائی اور نہ اون کو صرف دوسرون سے کوئی بات حاصل کرنے کی ہی نفرت ہے بلکہ لوگون کا یہ کہنا ہے کہ یوتھی ڈیمس نے فلان شخص سے فلان امر حاصل کیا ہے۔ یوتھی ڈیمس کے ناگواری خاطر کا باعث ہوگا۔ یوتھی ڈیمس کا یہ طرز عمل ہے کہ جو بات خود بخود اوسکے ذہن مین آتی ہے اوس کو وہ ظاہر کرتا ہے۔"

اگر یوتھی ڈیمس کے مذکورۂ بالا خیالات صحیح مان لئے جائین تو کسی طبیب کا یہ کہنا بھی تسلیم کے قابل ہے کہ اوس نے علم طب کی تعلیم کسی سے حاصل نہین کی اور نہ آیندہ اوس کو حاصل کرنیکی ضرورت ہے

اور اگر اوس کو یہ کہا جاوے کہ فلان شخص سے علم طب تم نے حاصل کیا
ہے تو یہ امر بھی اوس کے ناگوار خاطر ہوگا اور اوس کا یہی خیال ہوگا
کہ اگر اوس کا طبیب ہونا تسلیم کیا جاوے تو وہ مریض کا علاج کرکے
صرف اپنی ذاتی لیاقت سے علم طب مین کمال حاصل کرے گا۔۹۹
سقراط کی یہ تقریر سن کر سب لوگ ہنس پڑے اور اس تقریر کا
بہت کچھ اثر یوتھی ڈیمس کے دل پر ہوا۔ اور اوس کے بعد اوس نے
سقراط سے ملاقات کرنے مین پس و پیش کرنا چھوڑ دیا۔ لیکن یوتھی ڈیمس
کا خیال تھا کہ خاموشی دانشمندون کا طریقہ ہے اس لئے وہ سقراط
سے گفتگو نہین کرتا تھا۔ اور اوس کے اس خیال کی اصلاح کی غرض
سے سقراط نے اوس کو نصیحت کی کہ،، ایک ادنے فن مثلاً باجا بجانی
یا گھوڑے کی سواری سیکھنے کے لئے فن مذکور کے ماہر کی تلاش
اور اوس کی شاگردی و اطاعت کرنی پڑتی ہے اور بجز شاگردی و اطاعت
کے معمولی فنون کا حاصل کیا جانا بھی محال ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ بمقابلہ
حصول فنون کے ملکی انتظام کی لیاقت حاصل کرنا یا عامہ خلایق مین
اپنی قابلیت کو ثابت کرنا بدرجہا مشکل ہے اور جو لوگ یہ سمجھتے ہین کہ مہام
سلطنت کے لئے تعلیم کی ضرورت نہین ہے اگر وہ مشیر دولت ہون
تو کیونکر اون سے امور مملکت قابل اطمینان انجام پاسکینگی چونکہ انتظام
سلطنت کا کام بہت بڑا ہے۔ اس لئے ہواخواہان دولت کو لازم ہے

کہ اولاً حصول قابلیت کے لئے دلچسپی کے ساتھ محنت اوٹھائیں۔

سقراط کے ان نصایح کا اثر یوتھی ڈیمس کے دل پر ہوا اور وہ سقراط کے تقریروں کو توجہ کے ساتھ سننے لگا۔

ایک وقت یوتھی ڈیمس دوکان مین تنہا بیٹھا ہوا تھا سقراط اوس کے پاس گیا اور دریافت کیا کہ مین نے سنا ہے کہ آپ نے بہت سے کتابین خرید کی ہین کیا یہ صحیح ہے۔؟

یوتھی ڈیمس "ہان خرید کی ہین اور خریدنے کی خواہش ہو نیسے ہمیشہ خرید لیتا ہون۔"

سقراط "بہت اچھی بات ہے کہ اجتماع دولت سے علم کا حاصل کرنا اور لیاقت کا مہیا کرنا مفید ہے فراہمی کتب سے آپکا یہ خیال پایا جاتا ہے کہ عالمون کی تصانیف جمع رکہنے سے جمع کنندگان کتب فضیلت علم سے مستفید ہوکر دولتمندون سے زیادہ سمجھدار اور لایق ہوتے ہین لہذا آپکا یہ طرز مجھکو بہت پسند ہے۔"

سقراط کے اس گفتگو سے یوتھی ڈیمس خوش ہوا اور جب یوتھی ڈیمس کے بشرے سے مسرت کے آثار نمایان ہوئے تو سقراط یوتھی ڈیمس سے سوال کیا کہ "اجتماع کتب سے آپکا منشاء کیا ہے؟ کیا آپ جراح ہونا چاہتے ہین کیونکہ فن جراحی مین بہت سی کتابین موجود ہین۔"

یوتھی ڈیمس ”میری ہرگز یہ خواہش نہین ہے۔“
سقراط ”کیا آپکی طبیعت کا رجحان فن معماری کے جانب ہے یا آپ پروفیسر معدنیات ہونا چاہتے ہین یا علم نجوم مین کمال حاصل کرنیکا قصد ہے۔ لیکن ان سب علوم کے حاصل کرنے کے لئے اوستاد کی ضرورت۔“
یوتھی ڈیمس ”ان مین سے کسی علم کی مجھکو خواہش نہین ہے۔“
سقراط ”مین نے سنا ہے کہ ہومر کے کل تصنیفات آپنے جمع کی ہین۔ اس سے خیال کیا جاتا ہے کہ اشعار رزم کے حفظ کرنیکا آپکا ارادہ ہے۔“
یوتھی ڈیمس ”ہرگز نہین! اگرچہ شاعرون کا حافظہ اچھا ہوتا ہے مگر اون کی مزاج مین شوخی پیدا ہوتی ہے۔ اور مین شوخ بننا نہین چاہتا۔“
سقراط ”تب آپکا ارادہ ایسے علوم کے تحصیل کا ہے جس سے آپ مدبر ہون اور محسن ملک بنین۔“
یوتھی ڈیمس ”یہی میری دلی خواہش ہے۔ اور ایسے ہی علوم مجھے پسند ہین جس سے میرا مرکوز خاطر حاصل ہو۔“
سقراط ”آپ نے اچھے علم کا انتخاب فرمایا ہے اور اس علم کو علم سیاست کہتے ہین۔ جس مین انتظام مملکت کے نکات بیان

کئے جاتے ہین - لیکن ظاہر رہے کہ بجز راست بازی کے اسمین درست رس حاصل نہوگا ؟"

یوتھی ڈمیس " بیشک مجھے یہ خوب معلوم ہے کہ جو لوگ راستباز ہوتے ہین وہی مدبر سمجھے جاتے ہین -"

سقراط " کیا آپ راست باز ہین ؟"

یوتھی ڈمیس " ہان مین خیال کرتا ہون کہ مین راست باز ہون -"

سقراط " جیسا کہ کسی شخص کے کام سے اوس کا پیشہ ہم معلوم کرسکتے ہین ویسا ہی کسی شخص کے برتاؤ سے کیا اوس کی راست بازی بھی معلوم کیجا سکتی ہے ؟"

یوتھی ڈمیس " بیشک معلوم ہونی چاہیئے -"

سقراط " جیسا کہ معمار اپنے تعمیر کی خوبیون کو عمدگی سے ظاہر کرسکتا ہے ویسا راست باز شخص راستی و غیر کی صراحت کرسکتا ہے -"

یوتھی ڈمیس " بلا شبہ کرسکیگا - اچھے اور برے کام کی راستی و غیر راستی اور انصاف اور نا انصافی کے متعلق اخبارون مین ہمیشہ چرچا ہوتا ہے - اور اس کی تمیز مطلق مشکل نہین ہے -"

سقراط نے ایک کاغذ لیا اور اوس پر واجب اور نا واجب کے دو عنوان قایم کئے اور سوال کیا کہ " یہ صراحت کیجا وے کہ ؟

ٹھگنا - ہمیشہ کے لئے دہوکہ دینا اور انسان کو غلام کرکے فروخت کرنا یہ امور کس عنوان مین داخل ہونگی؟ ،،

یوتھی ڈیمس ،، یہ ناواجب کے تحت سمجھی جائیگی - ،،

سقراط ،، اگر کوئی سپہ سالار دشمن کے شہر پر چڑہائی کرے اور غنیم کے کسی شہر کو لوٹے اور اہل بستی کو غلام کرے تو کیا اوسکا یہ فعل ناواجب سمجھا جائے گا؟ ،،

یوتھی ڈیمس ،، ہرگز نہین - ،،

سقراط ،، کیا اس امر کو واجب خیال کرنے مین کوئی امر مانع نہین ہے؟ ،،

یوتھی ڈیمس ،، مطلق نہین - ،،

سقراط ،، سپہ سالار مذکور نے دشمن کے ساتھ دغا کیا اور جھوٹ بولکر دھوکہ دیا - اوس کے ملک کی زراعت کا ستیاناس کیا اوس کے جانورون وغیرہ کو تباہ کیا اور رسد کو لوٹ لیا تو یہ عمل واجب سمجھا جائیگا؟ ،،

یوتھی ڈیمس ،، یہ سب امور واجب سمجھے جاتے ہین اور اگر یہ امور دوست کے ساتھ کئے جائین تو ناواجب ہون گے - ،،

سقراط ،، اس سے ثابت ہوا کہ جو امور ناواجب سمجھے جاتے ہین اگر وہ غنیم کے ساتھ کئے جاوین تو واجب ہوتے ہین اور دوست کے

ساتھ ناواجب مطلب یہ کہ صرف دوستون کے ساتھ واجبی برتاؤ ہونا چاہیئے۔"

یوتھی ڈیمس "بالکل درست ہے اور یہی اصول صحیح ہے۔"

سقراط "کسی سپہ سالار نے موقع جنگ مین اپنی پسپا ہوئی فوج کو یہ غلط باور کرا کے کہ کمک آرہی ہے فوج کو ہمت دلائے تو اوس کا یہ عمل واجب ہے یا نہین؟"

یوتھی ڈیمس "ایسے موقع پر جھوٹ بولنا جائز ہے۔"

سقراط "جب کوئی بچہ دوا نہ پیتا ہو اور باپ دوا پلانیکی غرض سے دوا مین شکر ملائے تو باپ کا یہ عمل درست ہے یا نہین؟"

یوتھی ڈیمس "باپ کا یہ عمل غیر واجب نہین ہوسکتا بلکہ واجب اور جائز تصور ہوگا۔"

سقراط "جب معلوم ہوجاوے کہ کوئی ایک شخص خودکشی کرنے والا ہے تو اوس کی تلوار چرانا یا اوس سے جبراً لینا مناسب ہے یا نہین؟"

یوتھی ڈیمس "یہ نامناسب کیونکر سمجھا جائیگا۔"

سقراط "آپ کے جوابات کا کیا منشا ہے اس پر بکرر غور ہو پہلے آپ نے یہ فرمایا کہ دوستون کے ساتھ راست بازی کا

برتاؤ ہونا چاہیئے اور اب یہ کہا جاتا ہے کہ موقع پر جھوٹ بولنا بھی درست سمجھا جا سکتا ہے۔"

یوتھی ڈیمس "بیشک میرے جوابات کا یہی مفہوم ہوتا ہے لہذا مین اپنے پہلے جواب کو صاف دل سے واپس لیتا ہون"

سقراط "اپنی رائے کے غلطی کا علم ہونے کے بعد غلط رائے کو اصرار کے ساتھ ثابت کرنے سے غلطی کا اعتراف کرنا ہی بہتر ہے۔ اب یہ بتلائے کہ ایک شخص پہلے ہی سے مشورہ کر کے دوست کو پھنساتا ہے اور دوسرا بلا مشورہ کے موقع پر پھنساتا ہے ان دونون مین زیادہ تر برا کون شخص ہے۔"

یوتھی ڈیمس "مین اسکا جواب دینے سے قاصر ہون اسلئے کہ آپ نے میرے پہلے جواب کی تردید معقولیت کے ساتھ فرمائی اور جن باتون کو مین پہلے یقینا ناواجب سمجھتا تھا وہ اب درحقیقت واجب معلوم ہوتے ہین تاہم سوال کا جواب دیتا ہون کہ جو شخص ارادہ کر کے اپنے دوست کو پھنساتا ہے وہ گناہ گار ہے۔"

سقراط "جیسے مختلف علوم کی تعلیم حاصل کیجا سکتی ہے کیا ویسے راست بازی اور انصافانہ برتاؤ کی تعلیم دیجا سکتی ہے؟"

یوتھی ڈیمس "ہان مین سمجھتا ہون کہ اسکی بھی تعلیم حاصل کیجا سکتی ہے۔"

سقراط "دو شخص ہین ایک جس کی قراءت اچھی ہے اور دوسرا جس کی قراءت اچھی نہین۔ جس کی قراءت اچھی نہین اس لیے وہ اچھا پڑتا ہے اور جس کی قرأت اچھی ہے وہ قصداً غلط پڑتا ہے ان دونون مین کون بے سمجھ ہے؟"

یوتھی ڈیمس "دوسرا بے سمجھ ہے اس لئے کہ جان بوجھ کر غلط پڑہنے والا جب ارادہ کرے تو اچھی طرح پڑہ سکیگا۔"

سقراط "غالباً آپ نے یہ راے اس لئے قایم کی ہے کہ گو وہ جان بوجھکر غلط پڑے مگر چونکہ پڑہ سکتا ہے لہذا دانا ہے۔ اور بے سمجھی سے خراب پڑہنے والا جاہل ہے؟"

یوتھی ڈیمس "ہان یہی کہا جائیگا۔"

سقراط "اور دو فریقون مین سے جو ارادہ کرکے لوگون کو ٹھگے اور جو بغیر ارادہ کے ٹھگے کون فریق اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ کون سے امور جایز ہین اور کون سے ناجایز اور انصاف کیا ہے اور بے انصافی کیا ہے۔"

یوتھی ڈیمس "یہ ظاہر ہے کہ بالارادہ پھنسانے والے کو یہ امور اچھی طرح معلوم رہتے ہین۔"

سقراط "آپ نے اس کے قبل فرمایا ہے کہ جو پڑہنا جانتا ہے وہی دانا ہے؟"

یوتھی ڈیمس " ہان مین نے یہی کہا تھا۔"

سقراط " اس اصول کے لحاظ سے انصاف یا نا انصافی کی تمیز نہ رکھنے والے سے تمیز رکھنے والا منصف سمجھا جائیگا۔ اور اسی وجہ سے ارادہ کرکے ٹھگنے والا زیادہ گناہ گار متصور ہوگا۔"

یوتھی ڈیمس " ہان یہ صحیح ہے۔ لیکن مین نے یہ جو رائے قایم کی تھی کہ قصداً غلط پڑہنے والے سے نادانستگی سے غلط پڑہنے والا بے سمجھ ہے وہ کس بنا پر تھی اس کو مین خود سمجھ نہین سکتا۔"

سقراط " آپ پہلے کچھ بیان کرتے ہین اور تھوڑے دیر کے بعد اوس کے خلاف فرماتے ہین اور ہر وقت اپنی رائے کی تبدیلی کرتے ہین اگر کوئی شخص راست گوئی کا فخر کرتا ہوا صحیح نہ بولے کسی خاص مقام کی راہ نمائی کے وقت کبھی مشرق تو کبھی مغرب کے طرف اشارہ کرے تو ایسے شخص کی نسبت آپ کیا رائے قایم کرینگے۔"

یوتھی ڈیمس " ایسے شخص کی نسبت ہر کوئی یہی کہے گا کہ وہ راست گو نہین ہے اور جس کی نسبت وہ بیان کرتا ہے کہ اوسکو آگاہی ہے وہ مطلق نہین ہے۔"

سقراط " آپ کو معلوم ہوگا کہ بعض اشخاص بہت ہی کم ظرف اور کمینہ ہوتے ہین۔"

یوتھی ڈیمس " ہان مین جانتا ہون کہ ایسے لوگ ہوتے ہین۔"

سقراط ،، جن لوگون کی نسبت اون کے کم ظرف ہونے کا خیال قایم کیا جاتا ہے ایا اوس کے تعلیم یافتہ ہونے سے یا جاہل ہونے سے ؟ ،،

یوتھی ڈیمس ،، ظاہر ہے کہ وہ جاہل ہونے سے اوسکی نسبت ایسا خیال قایم ہوتا ہے۔ ،،

سقراط ،، اون کو جاہل کہا جاتا ہے وہ کس وجہ سے ایا اسلئے کہ وہ صنعت نہین جانتے یا نجاری کا فن نہین جانتے یا موچی گیری کے کام سے واقف نہین ہین ؟ ،،

یوتھی ڈیمس ،، فنون نہ جاننے سے وہ جاہل نہین سمجھے جاسکتے کیونکہ فنون جاننے اور نہ جاننے والون مین بھی کم ظرف لوگ ہوتے ،،

سقراط ،، کیا آپ اس امر کو تسلیم فرمائینگے جو لوگ علم سیاست تمدن سے واقف نہین ہین یا انصاف یا ناانصافی کو سمجھ نہین سکتے وہ جاہل یا نااہل ہین اور ایسے جاہل اور نااہل کم ظرف ہوتے۔ ،،

یوتھی ڈیمس ،، آپکی رائے مجھے صحیح معلوم ہوتی ہے۔ ،،

سقراط ،، اگر ایسا ہے تو پھر ایسے بے سمجھی کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جو اپنے دل کی پاکیزگی کو خراب کرتی ہے۔ ،،

یوتھی ڈیمس ،، مین صحیح عرض کرتا ہون کہ مجھکو آج تک اپنی دانش کا فخر تھا۔ لیکن جبکہ آپ کے معمولی سوالات کے کامل جوابات ادا نہو سکے

تو میرا فخر جاتا رہا۔ اور مجھے یقین ہوا کہ مین نادان ہون۔ میری خواہش ہے کہ مین دانا ہو جاؤن لہذا مہربانی فرماکر ہدایت فرمائیے کہ مین علم کو کس طرح حاصل کرون۔"

سقراط " کیا کبھی آپ (ڈیل فائل) کو تشریف لے گئے تھے؟"

یوتھی ڈیمس " ہان مین دو مرتبہ وہان گیا ہون۔"

سقراط " کیا آپ نے وہان کے مندر کے روبرو کندہ کیا ہوا یہ جملہ کہ (اپنے آپ کو دیکھو) ملاحظہ فرمایا ہے؟"

یوتھی ڈیمس " ہان مجھے خیال پڑتا ہے کہ وہان ایسا جملہ کندہ کیا ہوا موجود ہے۔"

سقراط " صرف اوس کے معائنہ سے کچھ حاصل نہین ہے اوس جملہ مین جو نصیحت کی گئی ہے اوس کا فائدہ اوٹھا کر آپ نے اپنے آپ کو پہچانا ہے یا نہین؟"

یوتھی ڈیمس " اگر مین اپنے آپ کو نہ جانون تو دوسرون کی شناخت کا اہل کیونکر ہو سکتا ہون۔ مین سمجھتا ہون کہ مین اپنے آپ کو اچھی طرح جانتا ہون۔"

سقراط " خود کو جاننے کے یہ معنی نہین ہین کہ اپنا نام بتا دیا جائے گھوڑے کی شناخت کے لیے جیسے اوس پر سوار ہو کر دیکھتا ہین کہ وہ سست ہے یا تیز چالاک ہے یا اڑیل وغیرہ اوس کے تمام خوبیون

اور عیبون سے واقف ہونا چاہیئے اوسی طرح خود کو پہچاننا یعنے ہم خود کس قابل ہین اور ہم کیا کر سکینگے اس کے متعلق خود کی آزمائش کرکے اپنے کو پہچاننا چاہیئے۔"

یوتھی ڈیمس "آپ کا فرمانا درست ہے کہ جس نے خود کی قابلیت کیا ہے اس امر کو نہین سمجھا تو اوس نے گویا اپنے آپ کو جانا اور پہچانا ہی نہین۔"

سقراط "خود کی شناخت کس قدر مفید ہے اور اوس کی لاعلمی کس قدر مضر ہے یہ معلوم رہنا چاہیئے۔ ہم کیا کر سکین گے اور کیا نہ کرسکینگے یہ معلوم ہو جائے تو انسان اپنی استطاعت کے موافق کام کرکے اپنی معیشت چلا سکتا ہے اور خوش رہتا ہے۔ امور خارج از استطاعت کے لئے کوشش کرنے کی ندامت نہین اوٹھاتا۔ اور اس طریقہ کے لئے خود کی شناخت کے سوائے کوئی طریقہ نہین ہے۔ خود کی شناخت ہونے سے دوسرون کی شناخت بھی آسانی سے ہو سکتی ہے اور اوس کا استعمال اپنے فائدہ یا حفاظت کے لئے کس طرح کرلینا چاہیئے یہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جن کو خود کی شناخت نہین ہوتی وہ لوگ امور خارج از استطاعت کے متعلق کوشش کرکے ناکام رہتے ہین۔ اور بھلے برے آدمی کی تمیز نہونے سے دھوکہ کھا جاتے ہین۔ زندگی مین شہرت اور کامیابی حاصل کرنے کے لئے

خود کی شناخت کے سوا دوسرا طریقہ نہین - جو اپنے آپ کو اچھی طرح سے جانتا ہے اوس کے دوست اوس سے ہر ایک کام مین مشورہ لیتے ہین اور جن کے کاروبار بگڑے ہوئے ہین وہ درست کرنے کے لئے اوس سے استمداد چاہتے ہین - یہ صرف ایک انسان کی بات ہوئی - سلطنت کی بھی یہی حالت ہے جس دولت کو کہ اپنی طاقت کی صحیح خبر نہو اور وہ طاقتور سلطنت کے ساتھ مقابلہ کو تیار ہو تو اوس سلطنت کی تباہی ہوتی ہے یا اوس سلطنت کی آزادی نابود ہو کر فتح مند سلطنت کے قواعد کی پوری تعمیل کرنے پڑتی ہے -،،

یوتھی ڈمیس ،، خود کی شناخت پر بہت سے امور کا انحصار ہونے سے وہ بہت ہی اہم ہے اس کا علم مجھے اب ہوا - مگر یہ ارشاد ہو کہ اوس کے حصول کا آغاز کس طرح کرنا چاہئے ؟ ،،

سقراط ،، کیا آپ کو اس کا علم ہے کہ برے کون سے کام ہین اور بھلے کام کون سے ہین -،،

یوتھی ڈمیس ،، اگر اس کی بھی مجھے تمیز نہو تو میرے جیسا نادان اور کوئی نہین ہو سکتا -،،

سقراط ،، اچھے برے باتون کے ایک دو مثالین تبلا دو ؟،،

یوتھی ڈمیس ،، صحت اور جس وجہ سے صحت حاصل ہوتی ہے وہ امور اچھے ہین - علیٰ ہذا علالت اور جن سے علالت پیدا

پیدا ہوتی ہے وہ تمام امور بُرے۔ مثلاً تندرستی۔ مقوی غذا اور ورزش اس لیئے یہ اچھے ہین کہ اس سے صحت حاصل ہوتی ہے ایسا ہی علالت اور اوس کے اسباب یعنے رکیک غذا وغیرہ بُرے۔"

سقراط "کیا ایسا نہین کہا جا سکتا صحت ہو یا علالت اگر وہ اچھے کام کا نتیجہ ہو تو بہتر اور بُرے کام کا نتیجہ ہو تو بُری ہے"

یوتھی ڈیمس "اچھے باتون سے علالت اور بُرے باتون سے صحت کیونکر ہو سکے گی؟"

سقراط "بیشک ہو سکے گی، خیال کرو کہ ایک فوج غنیم کے ملک پر چڑھائی کرنے کے لئے گئی اور اوس فوج کے سپاہی اوس ملک کے آب وہوا کے ناموافق ہونے سے بیمار ہوگئے اور جو سپاہی کاہلی سے گھر رہے اون کو کوئی نقصان نہین ہوا ایسی صورت مین اون جوان مردون کی علالت ان کم ہمت لوگونکی صحت سے اچھی ہے یا نہین؟"

یوتھی ڈیمس "آپ کا ارشاد درست ہے لیکن صحت ور اشخاص کسی نیک کام کے لئے جیسے پیش قدمی کر سکین گے ویسے بیمار شخصون سے پیش قدمی نہو سکے گی۔ اور ایسے موقع پر تندرستی مناسب خیال کیجائیگی۔"

سقراط ،، اسی اصول کے لحاظ سے فی نفسہ کوئی امور اچھے یا بُرے نہین ہین بلکہ اوس کے خارجی واقعات اوس کو بُرا یا بھلا ثابت کرتے ہین۔ ،،

یوتھی ڈیمس ،، آپ کی گفتگو سے یہی ثابت ہوتا ہے لیکن علم کے متعلق یہ اصول تسلیم نہین ہوسکتا وہ ہرطرح اچھا ہے۔ جاہل سے عالم بُرا کسی حالت مین کہا نہین جاسکتا۔ ،،

سقراط ،، آپ نے (ڈی ڈال) کی حقیقت کو پڑھا ہوگا۔ اگرچہ ڈی ڈال سی بہت سے علوم سے واقف تھا تاہم وہ (مینس) کے تابع ہوا تو اوس کی کیا حالت ہوئی۔ اوس کو وطن چھوڑنا پڑا اور آزادی سے ہاتھ دھونا پڑا اور اتنا ہی نہین اوس نے اپنے فرزند کے ساتھ بھاگ جانے کا قصد کیا مگر وہ پھنس گیا۔ اور اوسکو جنگلی لوگون کے ہاتھ گرفتار ہوکر غلام بننا پڑا۔ پے لے میڈس کی ہلاکت علم کی وجہ سے ہی ہوئی؟ یولی سیس کو پے لے میڈس کے علم کا حسد ہوا اس لئے یولی سیس نے حسد کی جال مین پھانس کر پے لے میڈس کی قربانی کی۔ یہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ شاہ ایران نے علم کو جرم سمجھکر کتنے لوگون کو گرفتار کرکے اپنے ملک مین لیجاکر غلام کیا۔ ،،

یوتھی ڈیمس ،، علم کے متعلق مین آپ کا یہ ارشاد قبول

کرتا ہون۔ لیکن نیک قسمت کے متعلق تو کوئی بحث نہین ہے۔
اور کیا آپ یہ امر تسلیم نہین فرماتے کہ خوش قسمتی اچھی ہے؟"

سقراط "یقیناً جس قدر اچھے امور ہین اوس کے متعلق خوش قسمتی اچھی ہے۔ یہ میرا خیال ہے۔"

یوتھی ڈیمس "جو امور خوش قسمتی کے ہین وہ مطلقاً اچھے نہین ہین۔ ایسا کہنا کیونکر تسلیم کیا جا سکیگا؟"

سقراط "اگر آپکا کہنا مانا جاوے۔ حسن۔ طاقت۔ دولت عزت۔ یہ اور اسی قسم کے اور دوسرے امور بدقسمتی سمجھے جائینگے؟"

یوتھی ڈیمس "انسان کے عیش کے لئے ان امور کی زیادہ ضرورت ہے۔"

سقراط "حسن پر فدا ہوکر بہت سے لوگ خود ترک مذہب کرکے دوسرون کے ترک مذہب کے موجب ہوئے ہین۔ طاقت کے گھمنڈ مین بہت سے لوگون نے خراب کامون مین شریک ہوکر اپنی خرابی کر لی ہے۔ دولت کی وجہ سے علتون مین گرفتار ہوکر بہت سے لوگ تباہ ہو گئے ہین۔ اور بہت سے جھوٹون کی جال مین پھنس کر نیست و نابود ہوئے ہین اور عزت کی یہ بات ہے کہ لوگ اوس کے حاصل کرنے والے کے پیچھے ہاتھ دھوکر پڑتے ہین۔ اور اوسکو تاراج کر دیتے ہین۔"

یوتھی ڈیمس ”یہ سب درست ہے لیکن اگر خوش قسمتی عیب ہے تو خداوند کریم کے پاس کیا التجا کرنا چاہیئے مہربانی فرماکر ہدایت کیجئے ؟“

سقراط ”معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس کے متعلق کچھ غور ہی نہیں کیا ہے کہ کیا التجا کرنا چاہیئے ۔ قطع بحث کرکے سقراط نے کہا ”جب آپ کی یہ خواہش ہے کہ سلطنت کے امور میں آپ دخیل ہوں تو غالباً جمہوری حکومت کے رموز کو آپ جانتے ہی ہوں گے ۔“

یوتھی ڈیمس ”آپ کو بھی معلوم ہوگا کہ میں ان امور کو خوبی کے ساتھ جانتا ہوں ۔“

سقراط ”اس کے واقفیت حاصل کرنے کے قبل کہ جمہوری سلطنت کیا ہے ، جمہور کیا چیز اس سے واقف ہونا ضرور ہے ۔“

یوتھی ڈیمس ”جمہور سے مراد غریب رعایا ۔“

سقراط ”کن کو غریب اور کن کو تونگر کہنا چاہیئے ؟“

یوتھی ڈیمس ”جس کے پاس ضروری اشیاء یا محتاج کی کمی ہوتی ہے ۔ وہ غریب ہیں ۔ اور جن کے پاس ضرورت سے زیادہ اشیاء ہوتے ہیں وہ تونگر ۔“

سقراط ،، ایسے بہت سے لوگون کو آپ نے معائنہ کیا ہوگا کہ جو کم استطاعت رہتے ہین وہ اپنے اخراجات کے سربراہی کرکے کچھ بحث کرتے ہین اور جو مستطیع ہوتے ہین اپنے اخراجات کی تکمیل تک نہین کرسکتے۔،،

یوتھی ڈیمس ،، ایسے بہت سے لوگ موجود ہین یہان تک کہ روساء بھی اپنے اخراجات کی کفالت نہین کرسکتے اور وہ رعایا کے مال و متاع پر دست درازی سے ظلم کرتے ہین۔،،

سقراط ،، ایسی حالت مین ایسے روساء کو غریب منتظم طریقہ کے ساتھ برتاؤ کرنے والے کم استطاعت لوگون کو دولت مند کہنا چاہئیے۔،،

یوتھی ڈیمس ،، آپ کی رائے ایسی ہوتی ہے کہ اجس کو مجھے تسلیم ہی کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے کہ آپ کے ساتھ مباحثہ کرنے کی میری قدرت نہین ہے۔ مین سمجھتا ہون کہ میرا خاموشی اختیار کرنا مناسب ہے اور مین مانتا ہون کہ مجھ مین کوئی سمجھ نہین ہے۔ یہ کہکر یوتھی ڈیمس گھبرایا اور وہ اپنے کو حقیر سمجھا اور سمجھنے لگا کہ وہ محض جاہل ہے نہ صرف اسی ایک شخص کی جاہلیت کو سقراط نے ثابت کردیا بلکہ بہت سے ایسے جاہلون کو جو جاہل ہوکر اپنے کو اہل سمجھتے تھے اون سب کا غرور مٹادیا اور اون مین سے پھر کوئی سقراط کے مقابلہ کو نہین آیا۔ جبکہ اور چند لوگ

سقراط سے حسد بھی کرتے تھے ویسے یوتھی ڈیمس نے نہین کیا۔ اور اوس نے سقراط سے باربار ملکر اوس کے پاس مختلف مضامین پر مباحثہ کرکے اپنی لاعلمی کو دور کرنے کا طریقہ اختیار کیا اور اوسکی پیروی کرنے لگا اور اوس کے عادات کا یہ اختلاف دیکھکر سقراط اوس پر مہربان ہوا۔ اور جو جو امور یوتھی ڈیمس سیکھنا چاہتا تھا اوس کو سقراط اطمنان سے سیکھاتا رہا۔"

(END)

تمت تمت

کتب خانہ